مطبع نامی منشی نول کشور
مطبوع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ایک شمار تو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تئیس بیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب تواریخ اُردو و فارسی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب حالات شاہان و رئیسان اُردو

تاریخ ٹاڈ راجستان - بڑی عمدہ تاریخ مبسوط ہے مع نقشجات و تصویرات یہ کتاب دو جلدون مین ہے جسکو صاحب ذیشان مورخ کامل لفٹنٹ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب بہادر سابق پولیٹیکل ایجنٹ حصہ مغربی ریاستہاے راجپوتانہ نے نہایت صحت حال کے ساتھ مدون فرمایا اور بعد ملاحظہ و منظوری شاہ جارج چہارم بادشاہ انگلستان کے ۱۸۲۹ع بمقام لندن مین چھپی اسمین ہر مقام کی موجودہ حالت اور گذشتہ کیفیت اور وہانکے باشندون کا حال بہت تصریح سے لکھا ہے اور مشہور مقامات و راجگان ناموران کی بھی تصاویر ہین چنانچہ مجمل توضیح ہر حال کی فہرست آغاز کتاب سے ظاہر ہے۔

صولت افغانی - اسمین واقعات فرمانروایان ہندوستان اور تحقیق انساب افغانان کمال تشریح سے مع شجرہ کل خاندان قوم نامی افغانان کے لکھے ہین مولفہ حاجی محمد زردار خان جاگیردار راج گردی۔

فتوحات ہند - خلاصہ تاریخ واقعات مولفہ جناب منشی عنایت حسین صاحب۔

تاریخ چین - ملک چین کے حالات ابتداے طوفان سے نہایت ۱۸۶۵ع خوب مفصل اسمین ہین اور سواے اسکے اور عجائبات اور غرائبات مذکور ہین تصنیف جناب جیمس کالرن صاحب بہادر۔

تذکرۃ الکاملین - ذکر مشاہیر حکما و علما کا مع انکی تصاویر کے مولفہ منشی رام چندر پروفیسر سررشتہ تعلیم ریاست پٹیالہ۔

اقوام الہند - ہند کی اقوام مختلف کا بیان ہے مولفہ منشی کشوری لال۔

عجائبات روزگار - بیان عجائبات اشیاء و مقامات مع تصاویر مولفہ جناب ماسٹر رامچند بہادر۔

تاریخ طلسم ہند - جسمین احوال تمامی راجگان ہندوستان از برہما تا راجہ جے چند ہے اور بعد اختتام حکومت راجاؤن کے جو جو بادشاہ اسلامی گذرے انکا حال تا انقراض عہد دولت سلطان عالم واجد علی شاہ مصنفہ منشی طوطا رام شایان۔

تاریخ جدولیہ - اسمین احوال نبی اول حضرت آدم سے تا ایندم جزو کل حال تاریخی ہر طبقہ کا انبیا و ائمہ و صحابہ و تمام سلاطین سے جداول مین بطرز شایستہ لکھا ہے مدونہ مولفہ منشی خادم حسین اکبرآبادی۔

تاریخ نپولین بوناپارٹ - مشہور شہنشاہ فرانس کی تاریخ جسکا ترجمہ مولوی مشتاق حسین نے فرمایا۔

سفرنامہ یارقند - متضمن حالات شہر و دیار یارقند مرتبہ و بچشم دیدہ جناب فورسایتھ صاحب بہادر کمشنر جنہون نے ۱۸۷۳ع مین یارقند کا سفر فرمایا۔

تاریخ بغاوت ہند - مسمی بہ محاربۂ عظیم غدر ۱۸۵۷ع کی تاریخ واقعات بغاوت ہند اسمین بتفصیل مواقع حال معرکہ جنگ لکھا ہے انگریزی سے ترجمہ باہتمام پنڈت کنھیا لال منصرم۔

گلدستہ قنوج - تاریخ شہر قنوج کی ہے تصنیف منشی کشوری لال صدر امین۔

سیر پنجاب - تاریخ ملک پنجاب کی مفصل ہے دو حصہ مین حصہ اول مولفہ راے کالی راے اکسٹرا اسسٹنٹ اور حصہ دوم فراہم کردہ لالہ تلسی رام۔

تاریخ ستارۂ ہند مخصوص حالات شاہان اودھ مولفہ منشی طوطا رام شایان۔

مطبع نامی منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خدائے کریم
کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

بلندی دہ خسروان ہی وہی
شہی بخش شاہنشہان ہی وہی

کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ
کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

کبھی ناتوانونکو بخشے وہ زور
سلیمان کو گاہ ہی کرے مثل مور

جن و دیو و انسان و حور و پری
مہ و مہر او زہرہ و مشتری

کیے اُسنے قدرت سے پیدا تمام
نہان تھے ہوے سو ہویدا تمام

کیا اُسنے پیدا یہ بالا و پست
زبردست دنیا مین ایم زیر دست

بلند اُسنے چرخ برین کو کیا
فراخ اُسنے یکسر زمین کو کیا

عجب اُسکی قدرت عجب شان ہی
عیان او سبہ سب از نہان ہی

پرستار اوسکا ہی ہر اک مدام
کرین ذکر اُسکا سبھی خاص و عام

بھرے دم حباب اسکا دریا مین ہا
کسے ہیچ ذکر اسکا و بد زبان

کیا اُسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سے اُسکی ہی گل شاد بہر

چمن مین کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان سے ہوا بی نیاز

جہاندار ہی پاک پروردگار
پرستار اُسکے ہین سب تاجدار

خداوند کون و مکان ہی وہی
نگہدار خلق و جہان ہی وہی

دلیرونکو اُسنے کیا ہی دلیر
کیا زرہ شیرونکو اُسنے ہی شیر

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے

گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی
ضعیفونکو دم مین وہ کردے قوی

توانا ہی وہ آپ اور زورمند
قوی ہی خداوند پست و بلند

وہ بخشے جسے عزت و افتخار
تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار

گدا و شہ اُسکے ہین فرمان پذیر
وہ سبکا ہی یاری دہ و دستگیر

تو ای غنشی اُسکی ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالے

جو درگاہ مین اُسکی ہو حکمران
تضرع کنان اور مناجات خوان

مین افتادہ یارب بخاک ہون
ستمدیدہ دور افلاک ہون

ستانی ہی اب گردش روزگار
مجھے خوار رکھے ہی لیل و نہار

یہ بہترا نہین بخت برگشتہ آہ
رکھے ہی یہ سرگشتہ شام و پگاہ

نہین ہی کوئی اور فریادرس
تو ہی دادخواہونکا بس دادرس

نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا
مجھے بند رنج والم سے چھڑا

ذرا کر تر و تازہ باغ مراد
مرا کر تو روشن چراغ مراد

دکھا اب بہار گل آرزو
پلا مجھکو جام مل آرزو

گنہگار ہون اور عصیان شعار
کہ ہی تو ہی غفار و آمرزگار

گنہ بخش میرے گنہ اے بندہ نواز
پرستندہ ہون اور سرافگندہ غم

مجھے اپنے در کے سوا اور در
دکھامت تو ای داور دادگر

نہیں اور کچھ خواہش دل یہان | ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان | کہ منت کش غیر ہرگز نہون | ترا ایک ممنون احسان رہون
نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد | تو بر لا مراد اور کر مجھکو شاد | جہان مین نہ کر دل پریشان مجھے | نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے
شبستان دل کو مرے سربسر | چراغ خرد سے منور تو کر | مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے | دُر دانش و گوہر عقل دے
مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ | معانی شناسی کی ہو دستگاہ | مجھے بخش اب دستگاہ سخن | شتابی دکھا مجھکو راہ سخن
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان | زبان کو مری کر فصیح البیان | الٰہی مری اب دعا ہو قبول | بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر نہو کیون دہان | ثنای محمد ہے ورد زبان | وہ ختم رسل سرور نامور | فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر
سر سروران ہے وہ عالیجناب | سپہر نبوت کا ہے آفتاب | جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام | مہ انور اوسکا ہے داغی غلام
سر سروران احمد مجتبیٰ | رسول خدا سید انبیا | خردمند دانشور و بے نظیر | بسان مہ و مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم | یم جود خوش خلق و عالی ہمم | وہ مہر جہانتاب اوج جلال | وہ سرو سرافرازہ باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین | وہ شمع شبستان عین الیقین | شفیع گناہان بروز جزا | کشایندۂ عقدۂ مدعا
فرازندۂ رایت سروری | درخشندہ خورشید پیغمبری | وہ ہے خاص خاصان پروردگار | کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اُسنے معراج پر جب رکھا | تو پایہ بڑھا اور معراج کا | سپہر برین کے زہے خوش نصیب | ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب
میسر ہوا جبکہ قرب حضور | نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور | تجلی کہیں جسکو اہل یقین | منور ہے جسمین سے زمان و زمین
یہ بخشا اُسے پایگاہ رفیع | ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع | گرامی و اشرف ہے انسان مین | غرض اُسکی لولاک ہے شان مین
کرون اُسکے اصحاب کا اب بیان | کہ ہین صاحب عزت و فخر شان | ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر | عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور
کرے اب جو الصفات کا کچھ بیان | نہ طاقت قلم مین نہ تاب بیان | کرو نمین سخن کو بس اب مختصر | یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور ہو یا مصطفیٰ | مرے دل کے بر لاؤ تم مدعا | گنہگار ہون مین بروز حساب | مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہ تنشی تمہارا ہے کمتر غلام | کرم اوسپہ اپنا رکھو صبح و شام
لکھے اے خامہ مدح شاہ جہان | شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر | خداوند تاج و کلاہ و سریر | فروزندہ خورشید برج مہی | گرامی دُر درج شاہنشہی
ہمایون خصائل شہ نامور | خجستہ شمائل فرشتہ سیر | جہانبان دین پرور حق پژوہ | حقائق شنو شاہ والا شکوہ
محبت سے کھے ہے وہ درویش سے | مودت ہے اُسکو فقرا کیش سے | شناور ہے دریاے عرفان کا | دل اُسکا ہے مثل گہر پر صفا
حقیقت کرون علم کی کیا بیان | نہیں اُسکے ہمسنگ کوہ گران | فزون شفقت خلق و ہمت بلند | مروت مین یکتا شہ ارجمند
خدیو زمان شاہ عالی وقار | شہ دادگر خسرو نامدار | جہان پرور و کام بخش جہان | سر سرفرازان کس بیکسان
در دولت شاہ عالم پناہ | فقیر و غنی کا ہے امید گاہ | ترے کام یان ہر کسی کا شتاب | یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب
یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار | نہ محروم یان سے گیا زینہار | سخاوت مین دیکھا تو ہے جو سحاب | حضور اُسکے خجلت سے ہے غرق آب
لف جو سلطان والا گہر | گہر بار رہتا ہے شام و سحر | اگرچہ ہو فرمان بروں سے خطا | کرے عفو از روی لطف و عطا
جہان سرکشان ہو وین ہیچ دکان | وہ ہے آستان خدیو زمان | جھکایا یہان جو سر انکسار | تو تیغ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی
اوجھاتا نہ گر اُسکی سوج کبھی

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
کہ شعلجی اسکا ہی رخشندہ ماہ

عطارد ہی منشی جہاندار کا
سپاہی ہے مریخ سرکار کا

جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی
تو اسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر شان
کہ ہے نغمہ سنجان مین جا کر یہان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بلطف شہنشاہ عالیجناب
فقط دوستان ہی نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہوئے آنکر عذر خواہ
کرے اُنپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
نہین تاب کلک و زبان زینہار

کرے جو بیان صفت شاہ زمین
دعا پر ہے ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہے آرزو ہر زمان
یہی ہے دعا اُسکی ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شادان رہے
ترا لطف دائم نگہبان رہے

رہے اُسکی شمشیر کشورستان
تہ خاک و خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر یہ فیروز بخت
ہمیشہ جہان مین ہو با تاج و تخت

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تھا مثل نور و زینت فروز

سبب تالیف کتاب

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
مہیا تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر ایک لفظ تھا ذکر شعر سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یہ کیا

کہ ہے شاہنامہ تماشا کتاب
عجب نظم دلکش ہے با آب و تاب

وملے ہر کسیکو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین

توکل کہ مرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اُسنے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخۂ مختصہ
کہ احوال معلوم ہو سر بسر

یہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
تمام اسمین احوال مرقوم ہے

یہ سنکر برادر مرے مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زندہ رہے انکا جہان مین نام
بخالق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو
تم اب ریختے کی زبان مین لکھو

کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان سپہر
جہاندار بخشندۂ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
یہین کرکے شمشیر خانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
تخلص مجھکو نہ تھا فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان با دین و داد

ہوے سنکے اس نظم کو شادکام
ز منصفی سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامۂ دلپذیر
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر

بجا ہے جو ہون اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبح دم
اسما قصۂ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوی روشندل و ہوشمند
یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند

ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا
شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین

سیامک تھا اُس شاہ کا اک پسر
خردمند مثل پدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
ارادہ ہمیشے اُسے تھا جنگ کا

غرض بچہ اُس دیو کا ایکبار
پدر سے لگا کہنے اے نامدار

یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو

سنا اُسنے جب یہ بیان پسر
تو دیوون کی فوج اُسکے ہمراہ کر

کیا اُسکو وہین روان سوے شاہ
کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ

سیامک نے جسدم سنی یہ خبر
کیا عرض جا کر حضور پدر

کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار
جو ہو حکم جاؤن پے کارزار

کیومرث نے اُسکو رخصت کیا
بہت اُسکے ہمراہ لشکر کیا

جو وہ بادشہ زادہ جنگ جو
ہوا بچۂ دیو کے روبرو

تو پھر ہاتھ سے بچۂ دیو کے
نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اُسے

سیامک ہوا ارجنگ مین ہلاک   ملا جسم اوسکا تہ خون وخاک
حضور کیومرث آئے دوان   ہوا شاہ غمگین وگریہ کنان
سنی بعد اسکے اک آواز غیب   ہوا شاد کو یون پشیمان تر از غیب
ذرا رکھہ تو دل کو قرین خوشی   کہ اب جا کے دیوون سے لشکر کشی
زمین دیو ناپاک سے پاک کر   رخ دیو سرکش تہ خاک کر
کیا اپنی آراستہ فوج کو   ہوا ساتھ دیوون کے پھر جنگجو
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز   کیومرث کا یار و دل عزیز
درندا و چرند اور ہر جانور   سدا تھے مطیع شہ نامور
جو پہونچا وہ لشکر تو وہ دیو بھی   ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی
ہوا گرم بازار رزم وستیز   ہوئی ایک برپا دہان رستخیز
ہوئے دیو عاجز دو وہ دام سے   خفا زندگی سے ہو ناکام سے
کیومرث کے ہاتھ سے دیو سیاہ   ہوا کشتہ خنجر آبدار
کیومرث کے فتح شامل ہوئی   تمنائے دل اسکی حاصل ہوئی

کیا ایک جو لشکر نے کی شکست   سپہر برین نے کیا سبکو پست
سیامک کا یکسال ماتم رہا   دل وجان کو پہنچے پر غم رکھا
کہ لیکن بمہجوری گو اختیار   زیادہ نہو تو صبر گریہ بسیار
مظفر تو ہوگا بفضل الٰہ   دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
کیومرث نے جب سنی یہ ندا   تو ہوشنگ شاد اور کمر بستہ اوٹھا
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا   کہ سرتا بپا ہوش وفرہنگ تھا
کیا شاہ نے اسکو سردار فوج   روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
کیومرث کے ساتھ سب دام ودد   روانہ ہوئے ہمرہ اسکے ہر دد
پئے رزم شاہنشہ نامدار   وہ لایا بہت لشکر دیو سوار
رہیں گرم کین ہر دو لاور سوا   تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہزاروں ہوئے کشتہ وخستہ بس   رہی جنگ کی پھر جو مین تا ہوس
غرض دیو اور بچہ دیو بھی   ہوئے قتل اور اسکا لشکر سبھی
کیومرث شاہ جستہ خصال   جہان مین رہا حکمران تیس سال

احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان   وہ ہوشنگ فرمانروای جہان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت   بصد فرخی مالک تاج وتخت
جہان داد سے اوسکی آباد تھا   تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا
جب آیا یہی بعد پیش نظر   تو شاہ جہاندار فرخ سیر
کہ آتش ہے نور الٰہی تمام   کہ دے خلق آتش پرستی تعلیم
سو شہر لایا رہی آب جو   بآئین دلچسپ وطرز نکو
نشان سے آدمی رسم نان طعام   دل مردمان کو کیا شاد کام
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر   کیا اسنے ظاہر نہ تھا پیشتر

جہان پروری آپکی اختیار   کیا عدل وانصاف لیل و نہار
کیا اور یہ کام فرہنگ سے   کہ آتش نمودار کی سنگ سے
سپاس خداوند لایا عجب   پیدا شد تاکید سے پھر کیا
جہاندار نے پھر بآئین نیک   کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
بجز میوہ وغیر برگ شجر   نہ پوشاک تھی نے خورش پیشتر
سمور اور سنجاب اور پوستین   کیے اسنے پیدا بروی زمین
چہل سال با داد و دانش رہا   جہاندار ہوشنگ فرمانروا

دربیان احوال سلطنت طہمورث

جو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان   ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان
وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند   جسے خلق وعالم کہے دیو بند
تمنای خاطر تھی بہبود خلق   مراد دل بادشہ سو خلق
کہ تدبیر ایسی کرو کوئی آب   کہ ہو منفعت خلق کو روز وشب
سیہ گوش اور یوز وشاہین وباز   بعہد شہنشاہ گردون فراز
شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر   خردمند دانا و روشن ضمیر
وہین دیو غیرت مین آئے تمام   کیا عزم رزم سرشت نکونام
جو سر کردہ دیو تھے فوج کا   سوا اس دیو سرشت کا نام تھا

رعیت نواز اور تھا دادگر   تھا کام جز داد وشام وسحر
جو تھے عہد مین اسکے دانشوران   یہ اسنے لگے کہنے شاہ جہان
پھر آغاز وان پشم بافی ہوئی   کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
ہوئے سب گرفتار دام آنکر   وہ سیکھے شکار افگنی سربسر
وہ قید ایکدن کر کے اک دیو کو   لے آیا حضور شہ نامجو
فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ   ادھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ
صف آرا ادھر سے ہوئے دیو زار   ادھر تھے دلیران وکیہان خدیو

ہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ
پھر اندر رگ سے جو ہو فتحیاب
اگر ہوئے تو جان بخشی اے تاجور
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین
پسر تھا جو جمشید طہمورث کا

نہرا وہ دن جدا کن وہان سے ہوئے
دکھائی عدم کی وہین اسکو راہ
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب
تو سکھلا دین ہم ایک طرفہ ہنر
وہ حرفون کا پڑھنا بتایا وہین

وہ غوشاہ کے جب مقابل ہوا
سے ہے زندہ میدان میں جو اژدہا
کر قتل دیوونکو کیدست اب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
شہنشہ نے سی سال کی داوری

تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
رو بغیمن قید کر لیگیا وہ خدیو
لگے کہنے دیوان خونخوار تب
وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
سے ہے اُسکے محکوم دیو و پری

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار
دلیر و قوی زور آفاق گیر
بیان سے فزون اُسکا جاہ و حشم
فن پارچہ بافی و رشتہ کار
ہوا عہد مین اُسکے پیدا یہ سب
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
کہ اب اس مکان مین اقامت کرو
سکھاؤ یہان مردمان کو تمام

خردمند دانشور و ہوشیار
ہر اک شاہ تھا اُسکا فرمان پذیر
سدا خلق پر اُسکا لطف و کرم
کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوئے اس جہان مین ہویدا یہ سب
ہوا ہر کوئی ہر مکان مین مکین
نہ بے شغل و بیکار ہر گز رہو
کہ کرنے لگین سب عمارت کا کام

خداوند اورنگ شاہنشہی
شجاعت بہت خوب ہمت بلند
ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون
قز و خز و دیبا و ریشم کتان
زراعت کے قابل زمین تھی جہان
سزاوار ہر شخص کے ہر مکان
یہ دیوونکو ارشاد پھر وان کیا
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار

ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا
سپہدار اقلیم فرماندہی
اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند
فراست سے ہر چیز کا رہنمون
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
سوا اُسکے جس جا تھا آب روان
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان
کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
ہو دیو تب وہ وہین مشغول کار
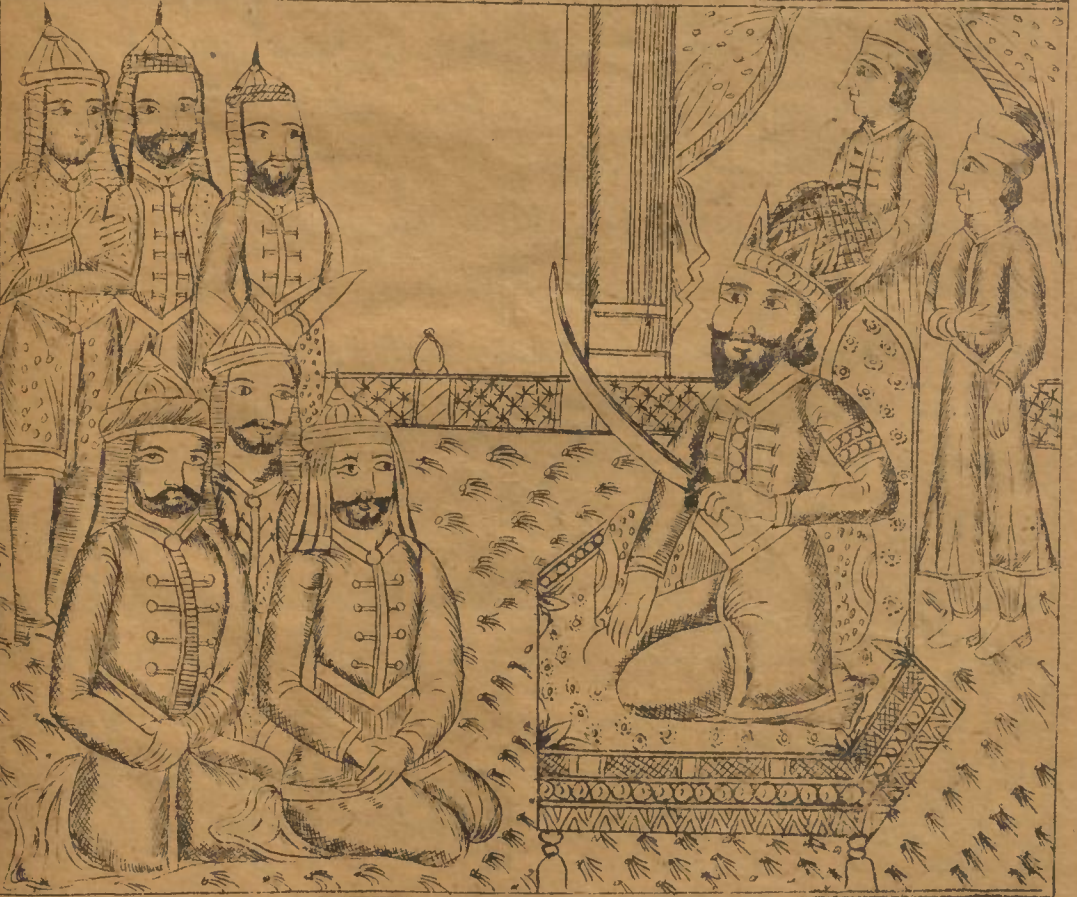
وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ
بنائے گزین و بلند و فراخ

بنائے گچ و خشت اور سنگ سے
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار

پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت و گوہر مزیب کیا

اور اُس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
سے تھا سدا خرم و شادکام

کبھی حکم کرتا وہ دیون کو
برے ہوا تخت کو لے چلو

غرض دیوؤن کے دوش پر رکھکے تخت
جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت

پہونچتا وہان ایکدم مین شبق
تھا دل مین اندیشہ تخت و ترق

شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی
محیط جہان مین یہ پہلے نتھی

سر سال کا ہے جو نوروز نام
سو اُسکا ہے موجد شہ ذو الکرام

جب آتا یہ نوروز عشرت قرین
تب اک جشن ترتیب کرتا وہین

مہیا مے و نغمہ ہوتا وہان
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

جن و انس و دیو و پری کو تمام
اُنھین بخشتا خسرو نیک نام

بعیش و طرب ہفتہ سالا تک
رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر
بہت خرم و شاد شام و سحر

نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا
کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

نتھا کوئی رنجور اُس دور مین
سے مرگ بھی دور اُس دور مین

جو گذرے برس سات سو اس طرح
کیا ہے بیان مین نے یان جس طرح

تو شہ سے ہوئی دور دانش و فور
ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر

تو آیا وہین دل مین جمشید کے
کہ ہمسر ہون مین ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے اُنکو کرکے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاد
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ و افسر ہون مین
جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نغمہ و جام مے
مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک شے

جہان مین ہوا مجھسے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھسا شہ نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور مجھسا کوئی تاجور

ولے دل مین سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت اب اُس سے اقبال و بخت
نصیبون سے اُسکے گیا تاج و تخت

کوئی دن کو دیکھے ہے یہ روز بد
ہوئی فر و فرماندہی اُسکی رد

وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارا لگے کرنے بے اختیار

خفا ہو کے شہ سے وہ یکبار سب
غرض ہو گئے وان سے سردار سب

شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس
وہین اُڑ گئے اُسکے ہوش و حواس

یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک

لگی دولت اُس شہ سے منہ پھیرنے
لگی اُسکو بیدولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تبہ اور پریشان و خوار

گرفتار تھمسر اُسکے ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جاے ضحاک پھر تخت جم

لکھون آگے ضحاک کی داستان
کرون اُسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذو الکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاؤ میش
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب و روز اون چارپایونکا شیر
غریبونکو دیتا شہ بے نظیر

پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام
جوان دلیر و بلند احتشام

رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اُسکے ابلیس ناراست گو
ہوا حاضر آکر بشکل نکو

گزارش کیے نقلین کین آنکہ
کہ دلچسپ و نغز تھین سربسر

وہ تھا فریب اُسمین یکسر بھرا
خدع سی سخن کوئی خالی نہ تھا

معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
سخن خوبتر ایسے ہین مجھکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
اگر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کہا کے ضحاک نے بس شتاب
ہوا جبکہ آپسمین عہد استوار
کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
کہی شاہزادے نے یہ بات جب
ہے میری گردن پہ سوگند بس
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
لگوا ان ایک استادہ کی راہ مین
وہ شہ اس مکان مین رکھ کر طرب
کیا اسکو خس پوش پھر سربسر
گئے ٹوٹ اُسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اُسپہ مصروف کی
خورش خانۂ خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا کہا کے اُسکے بہت شادکام
گرامی قدر دان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کبک و تدرو سفید
بہر وہ عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہی کہ شام و پگاہ
بر آوے مراد [illegible] کیا عجب
نوازش سے مجھکو کرو دن [illegible]
[illegible] یہ [illegible] کیجے
[illegible] آن آشکار
کیا چارہ [illegible] سے طلب
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا
[illegible] دیکھا جو نصیبون مین تھا

دیا اُسکو گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر
نہ میران و دانش مین [illegible]
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجھکو پہنچے گزند
بتا کوئی تدبیر بے خوف و باک
کہ دون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر اے شاہ کشور کشا
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
میسر ہون آ بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اسکو دی
ملا جبکہ اُسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام
خورش لاؤنگا آج ایسے کل نغز
پکا لیگیا بادل پُر امید
جو کچھ چاہیے مجھسے کر تو طلب
کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
مجھے کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نے اُسپہ بوسے لیے
نظر سے وہ غائب ہوا ناگہا
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
بشکل طبیبان ہویدا ہوا
نہین نفع ہونی یہ ہرگز بلا

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر
یہ سنکر ہوا دل کو اک سخت درد
رہ دین و دانش سے جو دور تھا
اگر اس کام سے تو کرے درگذر
نہ خون پدر اسکو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولتسرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب ادھر کو تو اُس راہ مین
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
خوراک اور ہر میوہ و نان [illegible]
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ و نان
زرہ وہی طرب سے کی آفرین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا ولے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے لیس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نپایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہی

کہ یون نطاہر اے مرد فرخندہ خو
تو اُسکو شتابی کہین قتل کر
لگا کہنے اس سے کہ اے نیک مرد
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو
پھر اسے عہد سے اپنے اے نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
شہ نامور نے کیا تھا جب
کیا کندہ وہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزادہ اُس چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
تھی اودن دنون بہر اہل جہان
مزیدار و خوش ذائقہ ہر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اُسنے وہان
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کے لطف و عنایات سے
تیرے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کی تھی ہوس
ہوئے دو وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہر

ہوا سنکے غمناک اندوہ گین
کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
نہیں اس سے چارہ کوئی اور نغز
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج

لگا کہنے فریاد و زاری ہین
شتابی سے چارہ نوازی تو کر
کہ سانپوں کو دے آدمی کا تو مغز

یہ کہنے لگا پھر زروئے نیاز
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تری جان کو پھر نہو پہنچے گزند

کہا اے خرد فرزانہ چارہ ساز
تو بولا وہ پھر یوں کہ اے تاجدار
رہے ہے پھر نہ تو اسقدر دردمند
نگہ کرنے دائم خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

د آوارہ شدن جمشید و رسیدن نہاد بشہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دخت والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور میں پہونچی خبر
سنکے ہر دو مار سیہ نیٹ پاس
بزرگان ایران گئے جمشید سے
بیاں نا کر کے احوال ایران تمام
یہ سنکر وہیں لشکر بیکران
شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کیے لوگ ضحاک نے پھر روان
کروں پھر ہر اک کا میں رتبہ فزون
کہ لاوے اُسے جو گرفتار کر
ستمدیدہ چرخ بر فتنہ جم
ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آنکھ
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
مہ و مہر سے حسن میں خوب تھی
وہ ابرو تھے یا تیغ بران سے
وہ قامت کہوں یا قیامت کہوں
لبوں سے جو کچھ اسکے ہو آشکار
ہوا خوبی و حسن کے وہ صنم
جو در پیش آجاتی تھی کوئی جنگ
برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
اوسی سال میں جو منوچہر شاہ
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
ملے باپ کو اسکے انکار تھا

سب جیسے دیکھہ اوڑتے ہیں ہو ترو جہاں
ہوئے منحرف تھے سو وہ آنکے
گیا عرض یوں کا ہی شہ ذوالکرام
کیا شاہ نے ساتھ انکے روان
گریزاں ہوا شاہ جم بیدرنگ
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
کہا یوں شہ جم کو یاد جہان
نہ زر و گوہر و لعل انعام دوں
رضامند میں اس سے ہوں بیشتر
شب و روز رہا خاطر پر الم
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو
گیا زابلستان میں وہ شاہ جم
دلارام و دلدار و محبوب تھی
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان سے
قیامت سے بالا وہ قامت کہوں
دم عیسوی سے نمو زینہار
نہ مردوں سے تھی وہ شجاعت میں کم
تو بیخوف و اندیشہ بس بیدرنگ
خردمند دانشور و نکتہ دان
سو زابلستان لایا پناہ
جہاں میں تھی وہ دلربا بیمثال
کسیکو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر میں
ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی
اگر فوج سرکار جاوے ادھر
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
جو اقبال اور بخت برہم ہوا
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
اُسے قید کر کے یہاں لاؤ تم
ہر اک طرف کے پھر طرفدار کو
برابر تبہ اسکا ہو میرے حضور
سو وادی و کوہ آوارہ تھا
پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
سپہدار اور زنگ زابل کا شاہ
وہ زلف دوتا اسکی دام بلا
کیے سیکڑوں اک نگہ سے ہلاک
کہوں کیا کہ رفتار نے کیا کیا
وہ چشم اسکی خونریز ہر دم مدام
ہنر پہلوانی کے تھے اوسکو یاد
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
جوان تھی و لیکن تدبیر پیر
تو تدبیر سے اسکی بدخواہ پر
بہت اوسکے شاہان طلبگار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہم دگر

کہ ضحاک شاہنشہ تاجور
لگے ڈرنے لگے لوگ ہر شہر میں
کمر چست باندھی پئے بندگی
تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی بہرہ ور
دلے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
تو جم اور سپہ لشکر جم ہوا
ہوا وہ نصیب اوسکے تاج و کلاہ
تفحص کناں ہر طرف جاؤ تم
گیا وہیں حکم شہ نامجو
غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
نہایت غریب اور بیچارہ تھا
گرفتار آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
سنا کہ ایک تھا دختر رشک ماہ
گرفتار جسکا نہو وے رہا
ہزاروں ملا کے تہ خون و خاک
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیے
ہوئی جس سے ترکوں کی ترکی تمام
وہ بھی پہلوانی میں بھی اوستاد
تھی رزم جاتی دلیرانہ وہ
شعور و فراست میں تھی بے نظیر
شہ زابلستان نے پائی ظفر
بہ نقد دل و جان خریدار تھے
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھہ کر

رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہ ہو وے تو ہمخوابۂ شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
یہ تھی آرزوی دل شاہ جم
سُنے جا جوان نے بجانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جم
پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
اُسے ہے اور ہرگز نہیں کچھ ہوس
کہ اُس سے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
یہ سمجھی یہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہے اب کیون تہ شجر
بس اب دیکھکر اس پرستار کو
کیا جب طلب اُسنے جمشید کو
کہا تم نے جانے میرے آخر چندر
رکھے جان سے ہے گرامی مجھے
غرض شوق ہے تو یہان آشتاب
او ریاب اُسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان کی ہمرہ آئین مہان

خوشی سے وہ ہمبستر اُسکا ہے بس
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو
اور اس سے ہو اک طفل فرخ سیر
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور شاہ جم گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی اُس مین دیکھکر
عیان کر یہ مجھسے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا اس سے ہو وے کلفت مرے دلسے دور
در باغ پر ہے اک آیا جوان
طلبگار ساغر کی رکھتا ہے بس
وہ لے اُسکو پہونچا دیگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیون مین سے ہے یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہے کیون سایے مین آنکر
تجھے یاد میں آئی لے نیکخو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نکر
بہت پاس خاطر ہے میرا اُسے
کہ شاہد بھی ہے اور سرود و شراب
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان چمن مین چلی اُسکے ساتھ
ہوئے جم کے آگے وہ سجدہ کنان

زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
ترے بیٹی دیکھے جو طالع تو ہان
یہ سنکر نوید مسرت فزا
یہ بس شاہ نے مژدۂ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
ذرا جی کو وان آنے بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی
دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گمرہ و بخت برگشتہ ہون
خدا واسطے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنایا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سنکے وصف جوان
مے لعل اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے کیون کراہی خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجکو ہے آرزوی شراب
جو جاؤ تمہین پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مجھے ہے یہ پروانگی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے بیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری رو مشک و گلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
بہت شاد جیمین تھی وہ دلربا
کہا دایہ سے کہ اے نیکروز
نہ سنتا تھا خواستگاری کا سخن
جو دختر ات جم کی طلبگار تھی
صبا کی طرح سیر کر آئیے
وہ ٹھہرا ذرا با دل داغ داغ
کنیز اس پری رو کی آئی وہان
درخشندہ تھی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و گمگشتہ ہون
ابھی جا کے دو مین جام شراب
گئی باغ مین پیش رشک چمن
رخ خوب اُسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح غنچے کے ہے یہ جی ہے تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین آج آن اشتاب
مبادا بلا کوئی آوے یہان
مین اسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اُسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن دھوئے شتاب

کیا شیشہ و جام پھر وان طلب
جو حکم اُس پریچہر نے یون کیا
برسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے ای جوان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہی بادہ اے نازنین
کرے دم مین یہ بزدلونکو دلیر
خورش کے مزے کو زیادہ کرے
زبس مجکو بھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
تو اتنے مین گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جیسے چنداوہ تھا
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائی انہین سے اس دم جسے
کہ زن پیشہ ستی کرے وقت کار
ولی ہمسری مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر و زور و ہنر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل جسے چاہا اُس کو لون
پریرو بھی اس رمز کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پرزور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جم دیکھکے
تصور مین جم کے پیا پھر شراب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے

ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی مین وہ مہوش
رہ دور سے اب تو آیا یہان
تجھے خواہش بادہ ہی اسقدر
کہ ہی بیشتر مجھکو میل شراب
کہ دل سے کرے دور کلفت یہین
پئے سے جو کوئی کرے کار شیر
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ شہان ہی یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اوس پریچہرہ کی جو نظر
ملاو سے لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
کرون صید اسکو مین اک تیر سے
نکر پیشہ ستی تو اب زینہار
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے
کہ ہے مرد ہی زن سے ہان بیشتر
عرق آگیا چہرہ پر بس یہین
کیا عذر بھی اور بیت عاجزی
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اُسکے بھی جی مین گئی
گری بادہ بسمل ہو اور گیا
کہ زابل مین تھے جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو عجب آج
ہوئی آفرین خواہ رشک قمر
پریچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گر دو سے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیالے پہ جام
کہ ہی یہ جوان بیگمان بادشاہ
ترے واسطے ہوئے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہئے اور
کبھی گر نپاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہی یہ
جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش
کرے رفع سب ماندگیہای تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر جیسین یون داستان
کسی سے کہا یون کہ جاو شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کے پھر دو مین تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہی آخر تو اور مرد مرد
بھلا مرے کر یہ تیر و کمان
ولے دل مین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نز آنکہ
کوئی کھینچ سکتا تھا اُسکو نہین
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہی
طلبگار جم کی ہوئی دل مین بس
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس مرد زن رخ پہ مائل ہو دل

پلاؤ اُسے بادہ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام
کیا چرخ نے بیکس اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور رو مجھکو جام
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور
مین بیصبر بادۂ ناب ہون
جسے کوفت ہو مومیائی ہی یہ
تو ہووے جوان پیکے ای مہوش
گہے سے خوشتر بہار چمن
گمان ہیگی بت ورد رنگ چمن
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے باپ سے جم کی لاو شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
ادھر سے نیاز اور ادھر تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہون وان یہ لازم نہین
قوی پاوے نزدیک ہوش شیر
شعور زنان پیش مردان ہیگرد
تہر دیکھ میرا تو اسے دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچکر ایک مارا خدنگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پیشتر
ولی جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہی
ہوئی وصل کی اُسکے جیبن ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اُسکی سائل ہو دل

مراد وہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی وہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سواب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اوسنے دایہ سے جب یہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم
یہ صحبت ہی دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سو یہ نیاز کی جو مینے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو بارہ سے جم کی ہین کتف پر
کہ اب ہو وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہو اسیر بلا سے بزرگ
کہ ہو آپ جم یہ شہ نامجو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہو جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تملق بہت نازنین نے کیا
کریگا تو انکار گر لاکھ پر
بہانہ تو کرتا ہو اب بار بار
ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنا سے دیدار تھی
نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخر کار لایا ادھر
بہت شاہ میرے ہوے خواستگار

کرون اُسکو ہمخواب مین ذوق سے
کہ میری طلبگار ہی نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوی جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہو ہم بستر اُسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زرہ وہی کرم سے راست لاے خدا
تو بس باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تونے کی چشم نم
یہ اسوقت گریے کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم سے رشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت مین ہین دیو بھی
بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جائیگا بیش کچھ زینہار
اور اُس راز سے مجھکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا جذبۂ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار

یہ اُس گفتگو سے تھی اُسکی مراد
ہم گفتگو وان خوشی سے یہ تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکی سو ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روے یار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش بیشتر
پھر آتے ہی مین وان جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کر کے اب تو سوے پریان
گیا کس طرف ہا تیرا خیال
ستمدیدگان کے وہ احوال سے
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور چرخ ستمگر نے ہاے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہی خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور
کہا مین نہین جم تو بولی کہ ہان
مجھے جم جو سمجھی تو اے مہجبین
بہت کر کے یہ عجز اور انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہے یہان
کہ تجھسے خدا دے مجھے اک پسر
تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
خدا سے یہ خواہش تھی آنا مجھ
غنیمت سمجھ تو مری وصل کو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا

کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اُس دخت کی
کہ اے دختر مہوش دلربا
شہ جم شہ نامجو ہے یہی
رکھے تھی تمنا ے بوس و کنار
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
اور اوسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
ہوا کسلیے یان تو نالہ کنان
مگر ہمسے کچھ تو نے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین ہم
بزرگی و اورنگ و تاج و علم
کیا ابتر اس سفلہ پرور نے ہاے
دیا تاج و تخت اک ناپاک کو
نہین حال سے اُسکے کچھ آگہی
ہوا اوسکا احوال کیا جانے کیا
تب اُس دخت نے دایہ سے چھپ کہا
رہی دایہ اور وہ بہت تنگ حال
یہ کہتی ہی کیا پیکر پریان
مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مت جان تک مجھکو انجان سے
خبردار ہی راز اختر سے ہان
یہ سنکر شب و روز و شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام جو
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو نچھوٹے دلارام و دلدار سے
جدائی کے ہون درد سے بے قرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
پران تجھ پہ صدقے کرون بلکہ جان
کیا دخت نے جب بہت انکسار
مخالف مرا ایک تو بخت ہی
نشے دوسرے مجھکو اندیشہ ہی
یہ کہکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار
یہ جب درمیان آئے قول و قسم
پریچہرہ کے ہاتھ مین جم کا ہاتھ
بندھا عقد جس طرح آئین تھی
ہوئے عقد پر تجھ یہ وابستہ گواہ
گئے بیحجابانہ وہ ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اسکی وہ جستجو
یہ سنتے ہی ابلیس وہ ہوا خشمگین
ہوئی اس قدر کیا ہے بیباک تو
کیا راز کو تو نے ہمسے نہان
کیا عرض آئینے کرسن اے پدر
دلے شیشہ ننگ توڑا نہین
جہان مین کوئی اسکا ہمسر نہین
بفیض خدا اسنے پایا ظہور
سنی دایہ سے اسنے یہ بات جب
یہ ہی یاوری بخت کی سربسر
کہ ہو مجھسے خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
ہوا دیکھ خونریزی شاہ جم
اوٹھا اپنے دل سے ذرا خیال

پریچہرہ و ماہ رخسار سے
خدا کے لیے مجھسے ہو ہمکنار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار
تو کر مجھسے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
مرا دشمن جان وہ کمبخت ہی
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی
کہ ہیں زن نہین بیوفا زینہار
دل و جان سے ہوگئین تیری فدا
تو اسمین ہو ابلیس وہین شاہ جم
طرف قصر کو لیگئی اپنے ساتھ
ادا کی جو رسم و رہ دین تھی
ہوئی شہ کی شکوہ وہ رشک ماہ
عجب رنگ کی اسکی گھڑی تھی بہار
رہے عیش کے وہ لگے پینے جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
ادھر آئی وہ جب خبر نازنین
اوڑانے لگی سر پہ خاک تو
ولے رنگ زرد سے تھی سب عیان
دیا حکم تم نے یہ پیشتر
رہ نیک سے منھ کو موڑا نہین
کوئی جاہ مین اس سے بہتر نہین
ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر
فریدون ہو صاحب جاہ و وقار
زدہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہو شوق سے گرم آغوش اب
نہین تو کرونگی اپنے سینہ کو چاک
مقرر ہی تو جم مجھے ہی یقین
جو کچھ راستی ہی تو وہ بات تو
مجھے راستی سے نہ کیون ہو خبر
خبر اسکو ہو پہنچے مبادا کہین
نہین ہی پسندیدہ عاقلان
قسم ہی مجھے اب تری جان کی
نکر خوف و اندیشہ اے نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جا کے آراستہ تخت زر
ہوئے عہد و پیمان محکم بہم
سر مہد زرین ہوئی جا خواب
ہوا چہرہ نیر زرنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
تو چین بر جبین ہو کے آزردہ خشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ ان دنون گلبدن
کہ چاہے جیسے اُسے ہنجاب ہو
رکھا مین نے ناموس یکسر نگاہ
یہ دایہ نے بھی عرض قصہ کیا
شہ جم یہان آگیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
مقرر او سے باندھکر صبحگاہ
مجھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
جو لے اپنے کشور مین اگر پناہ
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین

تو صد حیف ہی اور بڑا ہی غضب
کرون آپکو ایک دم مین ہلاک
تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین
رہے کیون ہی پوشیدہ اے نامجو
کہ یہ کہتا ہون دو جہان مین خطر
اور آجاوین لوگ اسکے آزار مین
کہ زن سے عیان کیجے راز نہان
قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس مکان کو نہ جائے خطر
کیا ظاہر آگے پریوش کے نام
ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانے یہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم لگی آنے پیش پدر
رہی ہم آغوش وہ روز و شب
لگا کہنے اس سے کہ اے شوخ چشم
لیا جامہ عیب کی پہن
ہوا زرد تھا روئے رشک چمن
سو آیا عمل مین یہ طرز نکو
کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ
شہا مین نے جو تجھکو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان
مرے دل کو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوئے ضحاک شاہ
در و لعل بخشی زر و سیم دے
تو جور و تعدی سے کے در پے نہو
دغا ساتھ اوسکے ہی بیداد آہ
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو
سمجھ خاک مثل زر و سیم کو
نہ بیچارے پر جور و بیداد کر
تھا وہ نہ جان آفرین سے بھی ڈر

گزند غریبان نکر تو پسند
نہ بدنام ہو اے شہ ارجمند
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا

یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
فغان بس لگی کرنے بے اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو رحم آگیا باپ کو سن یہ بین

یہ بولا کہ اے دخت دانا تمیز
مجھے تیری خاطر بہت ہی عزیز
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
کہ اس کام سے میری کر درگذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز گزند اسکو پہنچاؤنگا
اسے بلکہ دون ملک و مال و سپاہ
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ

یہ کہہ جا کے میری طرف سے شتاب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آؤنگا تیرے حضور
غم و فکر کو رکھ تو اب دل سے دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ مہربان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزان ہوا جبکہ نور سحر
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر آیا وہان

کہا یون کہ اے شاہ عالی تبار
نہ ہو بدگمان مجھسے اب زینہار
یقین جان کو جبتلک زندہ ہون
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون

نہ دینا کچھ اندیشے کو دل مین راہ
کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولے جی مین جمشید کے تھا خطر

یہی قصد تھا یان سے ٹل جائیے
ملے جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم
ولے دل کو تھا اسکے آرام کم
وہ دلدار تھی راتدن اسکے پاس
وہ تسپر بھی رہتا تھا دائم اداس

اسے تھا شب و روز اندیشہ مند
کہ ہو مجھے مبادا یہان کچھ گزند
کسی نے کہا اے شہ بےنظیر
یہ چاہیں ہیں یان کے وزیر و امیر

کہ مجھکو پکڑ کر بحال تباہ
روانہ کرین سوئے ضحاک شاہ
نہین تو وہ لشکر ادھر کھینچکر
کریگا تہ ملک کو سر بسر

ہوا جب خبردار اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سوئے چین گیا
ولیکن وہان بھی بہت کم رہا

وہان سے سوئے ہند راہی ہوا
بیابان نورد تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے
گیا بیٹھ سایے مین اک نخل کے

وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ
لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ اے بخت کمبخت کیا جور ہے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے

خراب اور آوارہ جسکو کیا
ملا خاک مین ہاے تو نے دیا
ہوا پھر مخاطب کبھو سے فلک
کہ اے چرخ بیداد یہ کب تلک

کہانتک پھرون مین تباہ و خراب
کہانتک سہون یونہین بے صبر و تاب
یہ ناسازی بخت ہی سر بسر
کہ سرگشتہ یون ہون مین شام و سحر

عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش
نہ ہوتا مجھے یہ غم جانخراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم
ہوا سے ذرا سو گیا ایک دم

اسے آگیا خواب اور ناگہان
ہوا اتنے مین خفتہ بیدار وان
اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین
سو وہ آگئی اسکے سر پر وہین

غرض ایک ضحاک کا ایلچی
کہ ساتھ اسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوئے خاقان چین رہ سپر
کہین اتفاقاً جو گذرا ادہر

شہ جم کو پہچان اوسنے لیا
گرفتار بس اسکو وہین کیا
بحال پریشان و بند گران
گیا سوئے ضحاک جم کو روان

کسیکا نہین یہ جہان دوستدار
کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
عبث ہے جو دولت پہ بھولے کوئی
طرح گل کی شادی سے پھولے کوئی

کہ دولت بھی ہے آہ ناپائدار
نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا
کہ تھا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ

ہوا پھر گرفتار زنجیر و بند
اسے چرخ گردان سے پہنچی گزند
خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ
کہ ہان جم کو لاؤ بحال تباہ

گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے
بپس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے
فقط پانو مین کچھ نہ زنجیر تھی
بندھی تھی رسن اسکی گردن مین بھی

الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد
ہوئی سے وہ ضحاک بیداد گرد
پر اب اس طرح کیوں ہوا خوار تو
کہاں بادشاہی و تاج و علم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر
کریگا فلک تجھکو خوار اس طرح
کرون یا قلم سر کو شمشیر سے
یہ گفتار سنکے لگا کہنے جسم
یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا
پھر آرے سے چیر اُسے بس وہان
نہ دور فلک کا ہے کچھ اعتبار
ہر اک دم ہی موجود یان زہر مار
جب اُس نازنین کو یہ پہونچی خبر

گرفتار خواری تھا وہ نیکمرد
ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر
خرابی مین کیون ہی گرفتار تو
کہاں لشکر و فوج و جاہ و حشم
کر مجھسے نصیبا جو یون پھر گیا
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
کہ دیکھے ہی تو مجکو اب جس طرح
بر دون تیرے تن کو یا تیر سے
کر اس قدر مجھکو نہین کچھ ہی غم
کہ چیر دا سے ایک آرہ منگا
ہوئے ایک جسم سے دو پیکر عیان
کہ پھرتا رہے ہے یہ لیل و نہار
شد انگوشت زدہ ہی بس آج از ہر گ
تو رنج و الم سے ہوئی لوحہ گر

اوٹھا تا نتھا شرم سے سر یہان
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
ہوا کسلیے تجکے برگشتہ بخت
کہاں حکمرانی کہاں گیر و دار
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایک روز
لگا کہنے پھر یون وہ بیداد گر
ذرا کہہ کہ کیا ہی تری آرزو
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک
وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی
جہان عیش ہی امید وفا
جو ہوا جمشید اسکو یہ چرخ دون
خبر یہ گئی سوی زابلستان
نہ آنکھوں مین خواب و نہ دلمین قرار

اور آنکھو نیسے تھے اوسکے آنسو روان
فزونتر ترا رتبہ خورشید سے
کہاں ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہاں وہ ترے رسم و آئین کار
عبث ہی پھر اس تاجداری پہ ناز
رہیگا نہ تیرا سدا نیک روز
کہ کھینچون تجھے اسکتری خار پر
وہ منظور ہی جو کہے مجھسے تو
تو جس طرح چاہے مجھے کر ہلاک
شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی
کہ بے مہر ہے اور سراپا خطا
کرے آخر کار یون سر نگون
ہوا قتل جمشید شاہ جہان
لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

اُسے کام تھا اشکباری کے ساتھ
سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ

نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

اُٹھایا بہت اُسنے بیداد و قہر
پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر

دو ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین
انھین لوگ لائے پکڑ کر وہین

سکھے خلق تھی ایک کو شہرناز
اور نام دوسری کا تھا ارنواز

انھین شاہ ضحاک نے کر طلب
رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
جہان مین لگا کرنے جور و ستم

گئے قتل اور گاہ غارتگری
ہوئی تازہ رسم ستم پروری

دو مردِ جوان کو وہ بےخوف و باک
طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک

وہ ہوتے غریب اور یا ارجمند
روا جہان پر اُنکی رکھتا گزند

غرض مغز کو اُنکے لیکر تمام
کھلاتا وہ سانپونکو پھر صبح و شام

لگا کرنے بیداد وہ بےحساب
پھر اُسنے کہین رات کو ایک خواب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گُرد
اور اُنمین سے وہ جو کلان ایک تھا

کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
ہوا جس سے ماجرہ وہ بیدادگر

وہ گُرد دلاور کہ تھا نوجوان
سو اُسنے وہین ایک گرز گران

جو مارا سرِ شاہِ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر

ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب
رسن ڈال گردن مین کھینچی شتاب

اُسے لیگئے کھینچ بالای کوہ
کیا سخت اُسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک

کیا خواب مین اسقدر اک فغان
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

تھے جو وہین بیدار اہلِ حرم
دل اُنکا ہوا ہول سے پُر الم

لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ فریاد کیا فتنہ برپا ہوا

فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگے کانپنے جس سے دیوار و در

یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
سنو گے تو یکسر پریشان ہو جان

مری زندگانی سے ہونا امید
نشاطِ جوانی سے ہونا امید

کہا او سنے پھر قصۂ خواب سب
یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح تب

تو اختر شناس آکے حاضر ہوئے یان
کرین اُسکی تعبیر یکسر بیان

جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب
تو حاضر ہوئے موبدان انتخاب

سُنی داستان خواب کی یکقلم
گئے ہوش اور ہو گیا بند دم

یہ دریافت دانشوران نے کیا
ہوا گُجستہ برگشتہ ضحاک کا

زوال اُسکی دولت کا ہو جائے قریب
ہوئی اُسکے بیداریِ اب نصیب

ہوا خوف جان تو وہ خاموش تھے
نہ زنہار اُنکے بجا ہوش تھے

یہ اندیشہ تھا گر کہین راستی اب
تو ہوکے شہ نامور پُر غضب

ابھی جان پر آ ہوئیگی گزند
نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند

دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب

چو رد در جہان رم ہوا شہ خفا
تو ناچار یون موبدان نے کہا

کہا اے شاہ اقبال راہی ہوا
تہی تجھسے اب تخت شاہی ہوا

ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون کوئی شخص ہو یگا شاہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ

وہ ممتاز نسلِ کیان ہوویگا
وہ فرمانروا اے جہان ہوویگا

کہین ہو دیگی گاو پرمایہ ایک
سو پالیگی اُسکو با آئین نیک

ہوا لیکن ابتک وہ پیدا نہین
کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین

کہا شہ نے پھر خواب مین کسنے ہان
مرے سر پہ مارا ہی گرز گران

لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون بھی ہوگا وہ اے شہریار

وہ مارےگا اک گرزہ گاو سر
کریگا تجھے آکے یا نسبے بدر

یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بداندیش ہے

وہ بولے کہ اے شاہ بےخوف و باک
کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک

غرض تجھسے چاہیگا خون پدر
کریگا تجھے قتل وہ آن کر

سُنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
ہوا درد و غم سے وہ بےصبر و تاب

نہ تک ہوش قائم رہے شاہ کے
زمین پر گرا بس وہین تخت سے

جو ہوش و حواس آکے بجا
تو پھر تخت پر پانون اُسنے رکھا

ہوئے بےخور و خواب رہنے لگا
شب و روز بیتاب رہنے لگا

نشانِ فریدون کی تھی جستجو
لگے ہاتھ دشمن یہ تھی آرزو

گئے لوگ چارونطرف کو روان
کرین جستجو تا بگرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سبکو فرمان یہ ناپاک نے
کہ اس نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

داستان تولد شدن فریدون

سناؤن فریدونکی اب داستان
ملکزادہ اک آبتین نام تھا
گرامی تبار و خجستہ نژاد
کہ ضحاک ناپاک کے ہر دمان
سہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
اور اُسکی تھی اک زوجہ سیم فام
جبین سے عیان اُسکی شان مہی
پھر اُس آبتین نے یہ جی مین کہا
یہ کہکر وہین سے سوے صحرا گیا
گرفتار کرکے بحال تباہ
فریدونکی مان کو یہ پہونچی خبر
وہانسے شتابی سے ٹل وہ گئی
وہان اک نگہبان تھا حق شناس
غرض مالک گاؤ نے زود تر
وہان ایک شب وہ زن نیکذات
مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
وہ سوچی کہ یہ کودک شیر خوار
وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہون
ٹھکانا نہین اور باقی ہو نہین
قبول اُس جوانمرد نے سب کیا
روان ہوکے سوے البرز وہ زن ہوئی
اُسے جانتا تھا بجاے پسر
گئے جب گذر الغرض تین سال
کوہ البرز سے وہ وان
کہ البرز مین یان سے لیجاؤن اب
نہ لیجا تو ویرانی مین طفل کو
خدا کی طرف سے ہوئی رہبری

خردمند اور نیک فرجام تھا
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد
کیانی کو نسب دیکھیے یا جہان
کہین نے جانے سے تھا کچھ نہ کام
کہ فرزانگی دین نازین کا تھا نام
نمودار تھا فر شاہنشہی
کہ جی بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر
فریدونکو لیکر نکل وہ گئی
اور اک گاو پر شیر تھی اُسکے پاس
پلایا فریدون کو شیر اس قدر
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
مری اور اس طفل کی جان لے
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار
گئی دوڑ کر اُس نگہبان کے پاس
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین
فریدونکو لے پاس اپنے رکھا
رہی جاکے وان اور امین ہوئی
وہ کرتا تھا شفقت بجاے پدر
فریدونکی مان کو یہ آیا خیال
مسافت کو طے کرکے آئی دوان
کہ ... پاس اپنے اُسی روز و شب
گزند اُسکو کچھ ہو بچہ ایسا نہو
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری

وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
ہمیشہ تھا ایران مین مسکن گزین
تو لیجاتے اوسکو گرفتار کر
اوسے جادوان بہم ضحاک تھا
ہوئی وہ زن جہر وش باردار
فریدون رکھا باپ نے اُسکا نام
نکل گھر سے چلے بسر آب و دشت
ادھر ناگہان لوگ ضحاک کے
کیا قتل آخر اوسے شاہ نے
نہ اُس سرزمین مین بچا زینہار
کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
کہ پرمایہ تھا نام اُس گاؤ کا
کہ بس ہوگیا سیر وہ شیر خوار
تو وسواس یہ آگیا ناگہان
ولیکن جو غمگین رہتی تھی مدام
وہ طفل اون دلون دو مہینے کا تھا
لگی رونے وان جاکے بے اختیار
یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
اُسی گاؤ پرمایہ کا دیجو شیر
ہوئی وان سے رخصت یہ سنکر
یہان مالک اُس گاؤ پرمایہ کا
وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
سو مرغزار اب ذرا جائیے
کہا اُسنے اگرچہ کہ اے مرد پیر
وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال
وہ کہنے لگی یون کہ اے مرد نیک
یہ کہکر اُسے لیگئی بس وہان

بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان
خطا اصل مین اُسکی ہرگز نتھی
وہ لے گھر سے نکلے تھا باہر نہین
یہی جی مین تھا خوف شام و سحر
دل اُسکا شب و روز غمناک تھا
ہوا اوس سے پیدا پھر اک مہ عذار
اوسے دیکھکر دل ہوا شاد کام
وہان چلکے بیٹھے ذرا سیر و گشت
جو پہونچی تو پہچان کر بس اوسے
کیا یہ ستم ہاے بدخواہ نے
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار
وہ پہونچی وہان بادل سوگوار
غریبونکو شیر اُسکا بس وقف تھا
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار
کہ پیجیے کہین اور سے نہ یان
ہوا شیر تھا خشک اوسکا تمام
شب و روز سوچ اوسکے جینے کا تھا
کیا اُسکے آگے بہت انکسار
تو کر پرورش اُسکی شام و سحر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
نہ دیکھا ذرا اُسنے پھر کر ادھر
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت سوا
پلاتا تھا شیر اُسکو ہر صبح و شام
وہان سے فریدون کو لے آئیے
مجھے دیجیے جو مرا کودک دلپذیر
اُسے ہووے گی وان اذیت کمال
مرے دل مین گذرا ہے سو اس ایک
جہان اسکا البرز مین تھا مکان

ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر
کہ بیشے میں ہے آبتین کا پسر
یہ سنکر ستمگار و بدروزگار
رہ کین سے آیا سوئے مرغزار
نگہبان کو اور گاو کو کر ہلاک
کیا ظلم اُسنے یہ بیخوف و باک
گیا پھر وہ ظالم شتابی وہان
فریدون کے رہنے کا جو تھا مکان
نشان کچھ نہ پایا فریدونکا جب
کیا سارے ایوان کو مسمار تب
بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
ولے تھا فریدون پہ فضل اِلٰہ
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
اُسے لیگئی پالنے مان آنکر
سر کوہ اک مرد درویش تھا
کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا
فریدون کو وہ لیگئی اُسکے پاس
کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام
کرم کی نظر رکھ تو اسپر مدام
سر عجز سے پھر فریدون کا سر
رکھا مرد درویش کے پاؤن پر
کیا عجز مانے فریدون کی جب
اُسے رحم آیا فریدون پہ تب
جو کچھ قوت اُسکو پہونچتا بہم
تو دیتا وہ دونون کو بہر نعم
لگا کہنے درویش پھر ایک روز
کہ یہ طفل فرخندہ و دل فروز
خداوند ہے تو زمین ہوئیگا
شہنشاہ باداد و دین ہوئیگا
یہ چھینے گا ضحاک کا تخت و تاج
شہان جہان سے یہ لیگا خراج
کریگا یہی قتل ضحاک کو
جہنم کو بھیجیگا ناپاک کو
زن خوش سیر بھی یہ بولی یہین
کہ ہے طور سے اُسکے مجھکو یقین
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
سر کوہ البرز سے آکے تب
فریدون نے صحرا میں مسکن کیا
نہ زنہار کچھ خوف دل مین کیا
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
ہمارے پدر کو تہ آسمان
کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
ملایا اُسے کیون نہ خون خاک
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب
یہ سنکر فریدون ہوا پُرغضب
کہا اُسنے ضحاک بیدادگر
مین اب جا کے لیتا ہون خون پدر
وہ بولی کہ ضحاک ہے بادشاہ
رکھے ہے وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ
تو بیکس ہے کچھ اُسکے ہمسر نہین
تیرے پاس لشکر نہین زر نہین
نصیبو نہین ہے تیرے شاہی اگر
تو کیا اضطراب اس قدر اے پسر
ذرا صبر کر تو بالطاف رب
جو کچھ تجھ پہ پہنچے سو سہتا ہو سب
کرے شاہ لطف الٰہی تجھے
میسر ہو اسباب شاہی تجھے
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
یہ پاسخ دیا اپنی مانکو وہین
خدا نے کیا ہے مجھے بھی دلیر
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
مددگار میرا ہے پروردگار
نہین خوف ضحاک سے زینہار
کرون ایکدم مین اسے غرق خون
زر و تاج و اورنگ سب چھین لون
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے
تجھے قوت و زور اتنا کہان
کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو اے جوان
یہ گفتار مستانہ بہتر نہین
کہ سر ہو نہ برباد اسمین کہین
نصیحت مری اے پسر کر تو یاد
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
سنو آگے احوال اب کاوہ کا
کہ کیا اُسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادۂ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بدروزگار
فریدونکی جانب سے لیل و نہار
رکھے دل مین تھا بیم خوف و ہراس
بجا تھے نہ کچھ اُسکے ہوش و حواس
بہت مردم آزاری اُسنے جو کی
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
یہ اُنکی شب و روز تھی آرزو
کہ یارب فریدون شہ نامجو
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
کرے آکے ضحاک کا سر جدا
سلاسل فریدون سے تھا اُنکو کام
غرض منتظر وقت کے تھے مدام
کہین ایکدن ظالم کینہ جو
طلب کر بزرگان اقلیم کو
یہ بولا مرا دشمن جان و مال
جہان مین ہے اک کودک خردسال
دل اُسکی طرف سے جو ہے دردمند
شب و روز رہتا ہے بیم و گزند
مجھے یاد ہے قول مردان پیر
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
خبر مجھکو پہونچی ہے اگر یہان
کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
اگرچہ ابھی سال مین خورد ہے
ولیکن دلیری مین اک گرد ہے
خردمند مثل بزرگان ہے وہ
دلاور بسان دلیران ہے وہ
یہ ہے عزم میرا کہ اسے مردمان
پری دیو مردم سے فوج گران

فراہم کرون اور جاؤن اودھر
شتاب اسکو لاؤن گرفتار کر

سفر مجکو درپیش ہر دور کا
یہ خرد و کلان سے ہوئین جا بجا

کہ اب ایک طیار محضر کرین
گواہی و مہر اپنی او سپہر کرین

یہ مضمون ہو حرف حرف اسمین تمام
کہ ضحاک ہے خسرو نیکنام

نہین کار اسکو بجز عدل و داد
جہان اسکے الطاف و کرم سے ہے شاد

شہ خلق یہ راست گفتار ہے
جہان پرور و نیک کردار ہے

خطر بسکہ تھا اس ستمگار کا
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا

ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی
نشانی بفرمان شاہی ہوئی

ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
دلیر و خردمند تھا مرد نیک

کہین نوبت اسکے تھی فرزند کی
یہ اسدن ہوس شاہ کے دلمین تھی

کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کھلا دیجیے سانپون کو مغز سر

وہ کاوہ ہوا آنکر دادخواہ
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ

کہ اے شاہ سن میری فریاد کو
ذرا کام فرما نہ بیداد کو

جہان دار سالار شاہ زمین
تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن

بدی کیلیے ہیں سختے و جور
ذرا کیجیے اپنے دلمین تو غور

کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
سے کہے نام تو داد بیداد کا

کریگا میرے فرزند کو یون ہلاک
نہ آوے ترے دلمین کچھ ترس باک

پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے

یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
ہراسان ہوا دل مین تب شاہ کا

نہ کھاوے وہ اخون بیچارے کا
اسے اسکا بیٹا حوالے کیا

لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر

پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

بزرگان اقلیم سے یون کہا
کہ اے مردمان تمنے یہ کیا کیا

خفا ہو کے شہ سے وہ جھڑک کے اب
گرفتار عصیان ہو ہائے سب

کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
بعوض سود دوزخ رکھا سبنے

یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
کیا اسنے یکدست محضر کو چاک

کہے اور بھی کچھ سخنہای سخت
حضور خداوند دیہیم و تخت

پھر اس انجمن سے وہ ہی اٹھ گیا
اور اسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا

ہوئے آفرین خواہ سب شاہ کو
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو

ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب
حق نعمت شہ گیا بھول سب

حضور خداوند روے زمین
زبان پر وہ لائے سخنہا کہین

رہ کینہ سے چاک محضر کیا
اطاعت سے پھیرا یون سر کیا

شقاوت سے کی اب رہ انحراف
گیا پاس سے بس ہوکے وہ خلاف

کہ وہ دوستدار فریدون ہوا
کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا

نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے

دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
تحمل کا مجسے نہ پوچھو حساب

کیا آنکے کاوہ نے جب و ترش
تو یکبارگی اوڑ گئے میرے ہوش

لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
بس اک خوف آیا مرے دل کو تب

خدا نے جو چاہا سو یاور کیا
اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا

گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ
فراہم ہوئی پاس اسکے سپاہ

طلب کرکے پھر جرم آہنگران
بنایا وہین اک علم ادران

علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور
روانہ ہوا اسنے بس پیشتر

یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش
کہ اے نامداران با عقل و ہوش

فریدون کا ہو جسکے دل مین خیال
سو آئے یہان وہ خجستہ خصال

کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی
رفاقت کرے ترک ناپاک کی

ہوئے جمع وان شہری و لشکری
ہوا پھر فزون رتبۂ سروری

وہ کاوہ تھا بس آگے آگے روان
پس کاوہ انبوہ پیر و جوان

کہان سے فریدون یہ واقف تھے
کہ سر اٹھائے وہ سیدھے چلے

غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
پہنچ وہ وہان تھا فریدون جہان

جو کاوہ حضور فریدون گیا
ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا

کیا عرض آ صاحب تاج و تخت
تری یار دولت مددگار بخت

تو ضحاک کا چھلکے دیہیم لے
جہاندار ہو ہفت اقلیم سے

یہ سمجھا فریدون عالیجناب
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب

کیا شکر لطف جہان آفرین
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بتخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
علم پر جو تھا چرم آہنگران
وہ یکدست تھا سرخ و زرد و بنفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیانی بصد فرخی
گیا پاس تاشیخ پیدا سنے کہ
وہ جاہ و حشم دیکھ شادان ہوئی
کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
پھر آہنگر اُس شاہ نے کر طلب
اوترتا تھا شبکو وہ لشکر جہان
وہ پہونچی کہیں اُسجگہ ایکبار
فریدونکو الہام اُس دم ہوا
پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان

سپاہ فراوان و تاج و علم
کیا زیر دیبا سے رومی نہان
لکھا نام پھر کاویانی درفش
تو پہلے منگا چرم آہنگران
یہ رسم وہ رہ نیک جاری تھی
کہ رکھتا ہو ہمیں قصہ ایران کا
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
نگہدار رہتا تو شام و سحر
ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ
کیا حکم اس طرح اُسکو کہ اب
سحر گاہ ہوتا تھا [illegible]
گئے ایزدی پہ ستون کے تھے [illegible]
فریدونکا دل جس سے خرم ہوا
کہ رکھتا تھا وہ صورت [illegible]

ہوا خوش فریدون فرخ سیر
بنی پیکر گوہرین اسپہ ایک
علم کی جو اس طرح تزئین ہوئی
بنا کر علم اسکو پر زرگر سے
گیا پھر فریدون بہ عزم جزم
دعا کر تو اے مادر مہربان
دعا دیکے پھر رخصت اُسکو کیا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
فریدون نے ساتھ اپنے انکو لیا
بنا دے تو اک گرزہ گاو سر
اسی طرح ہر سو فرشتے رہ نورد
رہا شاہ تنہا وہاں وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
فریدونکو سکھلائی افسونگری

کیا تاج شاہنشہی زیب سر
بہت نادر و نغز و دلچسپ و نیک
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
مزین بدیبا و گوہر کرے
کہ ضحاک سے لیجئے اب چلکے رزم
کہ ہوں ہمیں ظفریاب پیکار ہاں
اور اُس دم خدا سے یہ کی التجا
ہوا کار وہ لشکر کو لے ہمرکاب
وفور عنایت سے شادان کیا
مرتب کیا اُسنے پس زود تر
سر چرخ پہونچے تھی لشکر کی گرد
اور امداد کی اُسنے وان سے طلب
یہ افسون سکھے بتا ہیں سو یاد رکھ
یہ بولا کہ اے لائق سروری

کوئی آئے درپیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی یہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہے یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
لگے بس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اُسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یہان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
کچھ نہ پہونچا اُسکے کہا از کہسار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر یان ہے کشتی جو وانکی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلاے عظیم
گیا گزر سے وہ وہین اُنکو ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہے تخت
بصد فرخی پھر شہ نام ور
کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان
اودھر لیگیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
بتان پریچہرہ و سیمبر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو بدکر کی صحبت مین تھے

یہ افسون تو پڑھا وہان بیگمان
ہوا دل مین آپنے وہین شاد شاد
ظہور اُسکے تھا دولت و جاہ کا
جو دن اُسکے محکوم ہیں روز و شب
ہلاک فریدون ہے یعنی محال
بہاتے سے چلے سے تزویر سے
اوکھاڑا وہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
با اندیش حیران رہے دیکھکر
ہلا کس طرح یان سے سنگ گران
بجا لائیے شکر لطف اله
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور رہوا شہ وہان پر غضب
لگے بجز ذخار سے سبا و ترا
کیا تھا بلند اُسکو پاک نے
بلا ہاے دشوار تر تھین جہان
سیہ دیو اور اژدہاے عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہے کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خانہ کے پاسبان
یہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
بسوے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون خسم کو کر کے سر
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائیگا آسان وہ مشکل تمام
خوشی سے نے اور قوت ہوئی
تُبے بھائی دو دونون تجویز کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجیے
دیا دو ستمگر نے یہ اُسکو جواب
کہین ایکدن بادل پر صفا
سر کوہ سے اُسکو غلطان کیا
فسون گو کیا شہ نے وردِ زبان
رہ مکر سے پھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہاے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پھر شہ نیک فر
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
گیا وہ وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آگیا تھا
گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اُسپہ پڑھا
وہان ایک وہ رنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا ہون مین دربان زشت خو
درون طلسم اوسکا ہی مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا
اُٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب
اودھر اُس سیہ دل سے تھا ہم کو یاس

بن آوین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدون کو ہیبت ہوئی
سمجھ لیجئے یہ حشم دیکھکر
نہ تا خبر کو راہ یان دیجیے
نہیں لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سے تا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضد اُنکی فریدون نے پایا ابھی
کہ یہ کام اُنکا ہی تھا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدون کہ کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بھی ایکران
ہوا آسکو بیت المقدس روان
[illegible]
دلیری کو جسکی نہ پہونچے تھا شیر
کہ تھا جو ہو سے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
ہوا اب فریدون تازی کا گھر
اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا
فریدون نکلی کر یہ گیا جستجو
رکھا ہے یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کیا جشن خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا
کہین کیا وہ اُس شاہ عالیجناب
اودھر اژدہا سیہ کا ہراس

ہوا پھر یا رب خدا مہربان
یہی اپنے دل کی ہو اب آرزو
وہ بولی کہ مجھسے تھا اُسکو خطر
کہ ہندوستان کو مسخر کرے
مجھے جسکے جادو سے پہونچے گزند
کہ بدخواہ تیرا اسے خوار ہو

اگرچہ بجاہ و حشم تھا کیان
کہ جبتک جہان ہے جہان میں ہے تو
تجس کو تیرے گیا ہو ادہر
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
وہ بے خوف ہو زیر چرخ بلند
تو دائم جہان میں جہاندار ہو

پھر سے دن ہوا پھر مددگار بخت
یہ بولا فریدون سے ای دلربا
کہ شاید تمہیں ہاتھ آیا ہے تو
ہم دونون سے پہونچا ہی اک سحر کا
مجھے چاہتا ہے یہ عالم تمام
سنا ہے تیرے اقبال و دولت قرین

کہ آیا تو اسے وارث تاج و تخت
سو ہے بند ضحاک اب کیون گیا
سوا اُسکے یہ ہے اُسے آرزو
فسونساز و جادوگر و ہوشیار
دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
ہوا ہم سر عرش و افلاک تخت
ہوئین کامران وہ پری پیکران
ہوا رونق افزای تخت کیان
گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر
کسی طرف سے لاکے فوج گران
نمایان ہو جو لیے فر کیان
لیے ہے وہ پاس اپنے گرز گران
تیرے دیو گردان جنگ آزما
ہوا ایک ہی داخل شبستان میں
ہوئے اسنے پنہان کیا راز کو
نہیں تجکا اندیشہ کچھ زینہار
کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
ادھر ہمکنار اس سے ہو شہرناز
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تری بات کا کچھ نہین اعتبار
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون
تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
کیا حکم ضحاک نے پھر وہین

نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
بہم بزم کی خسرو کامران
فروزندہ خورشید تخت کیان
وہان جاکے اُسنے کہی یہ خبر
سو شہر بغداد آئی دوان
خداوند دولت ہے وہ نوجوان
جو آیا ہے وہ جنگجو پہلوان
جو دیوان تھے اُنھیں قتل سبکو کیا
تصرف کیا تیرے ایوان میں
کہ تا کوئی لشکر میں بیدل نہو
رہا جا ہے شاد لیل و نہار
اُسے کیونکہ مہمان کہنا چاہیے
بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
اودھر اُسکے پہلو مین ہوا زنوار
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ذرا بھی نہین راستی زینہار
نہ خدمت سے تجھے کوئی زنہار دل
نہو کامران افسر و تخت سے
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
کہ گردن رکھے اب سر اسپ زین

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
شبستان ہوا غیرت صد چمن
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب
جو تھا کندرو نامی اک پہلوان
کہ شاہان شہ گرد و گردن بلند
بزرگ اور متین و دانا خرد ہی
وہ سرکردہ ہی لشکر و فوج کا
بجاہ و حشم اوسنے وان آنکہ
کیا زیر پا اسنے تیر و تخت
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر
کیا یون کہ مہمان کوئی ہوگا
یہ گفتار سن اور کھا پیچ و تاب
رکھے جو کوئی گرزہ گاو سر
کہ یون خواہران جہاندار جم
بھرا شہر میں اُسکا لشکر تمام
ہوا کندرو پر بہت خشمگین
ترا خوف سے دل پریشان ہوا
او سے کندرو نے یہ پاسخ دیا
بھلا شہریاری نہو جب تجھے
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش
غرض کرکے طیار لشکر تمام

ہوا تازہ یکسر ت باغ جہان
ہوئی رشک باغ ارم انجمن
ہوا کامیاب نشاط و طرب
طلسم و زر و مال کا پاسبان
جوان و دلیر و قوی ارجمند
دلاور ہے ہزیر و رہی گرد ہے
سپہدار و ممتاز و فرمانروا
وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
کہ پہونچا فریدون وہان آنکر
جو رخ اُسنے سوی شبستان کیا
دیا کندرو نے یہ اسکو جواب
شبستان میں شوخی کرے یہ اگر
رہین بیجا نہ اُس سے بہم
ہوئے آدمی اُسکے جاکر تمام
لگا کہنے یون اوس سے از رہ کین
تو مارے خطر کے گریزان ہوا
کہ مجکو ہی اب یہ گمان خسروا
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
تو آیا ستمگار کے دل میں جوش
روانہ ہوا اور وہ تیز گام

فریدون شہ نامور تھا جہان
وہان شاہ ضحاک آیا دوان

گئے اُسکے ستم سے وہ برہم سب
طلبگار تھے فریدون تھے سب

دلیران مردان و برنا و پیر
کہ تھے پہلوانی مین وہ بےنظیر

وہ لشکر جو یون ہو گیا برخلاف
تو بیدادگر دل مین سمجھا یہ صاف

کیا مشورہ دل مین پھر یہ ذہین
کہ تنہا مسلح ہون اب بہتر ہین

ہوئی رات جس دم تو وہ بےحیا
ہوا غرق آہن مین سر تا بپا

کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
چڑھا پھر سے بام کاخ برین

ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو زود

وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب

ملادیتے اُسکو تہ خون و خاک
زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک

لیے قید کر کوہ کے درمیان
سہے یہ گرفتار بند گران

کہین کوہ تھا اک دنباوند نام
وہان غار تھا اژدہا تھی تمام

بشاہی اُسے سال گذرے ہزار
ہوا بعد اُسکے گرفتار و خوار

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کی ہمرکاب

شتابی سے حاضر ہوئے آن کر
حضور شہ عادل و دادگر

کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم
فزون تر کیا اُنکا جاہ و حشم

نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا عدل اور داد لیل و نہار

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک

ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو بیشک ہوا آغاز و انجام نیک

ورے فوج بیدل تھی ضحاک سے
نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے

سنا فوج نے جو فریدون کا نام
دل اُنکا ہوا خرم و شادکام

فریدون سے آ کر ہوئے سب رفیق
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق

کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی
نہین چاہتا میری شاہی کوئی

سو خوابگاہ فریدون چلا ون
وہان جا کے بس قتل اُسکو کرون

یہ اُس دم تھی صورت نابکار
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار

جو دیکھا تو ایوان مین سرنواز
فریدون ہے ہی شوق مین گرم ناز

شتابی سے ایوان مین آئی کمند
کہ وان جا کے پہونچے شہ کو گزند

اُٹھا لیکے وہ گرز رہ گاو سر
مقابل ہوا دیکھے وہ آن کر

فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا

صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
کہ باقی ہے اُسکی ابھی زندگی

فریدون نے جس دم سنی یہ صدا
تو ضحاک کو قید دو مین کیا

کیا بند لیجا کے ضحاک کو
رکھا سرنگون اُسمین ناپاک کو

یہ دنیا کہ ہر چند ہے بےثبات
ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات

فریدون مین تھی یہ صفت بیشتر
کیا جز نکوئی نہ کار دگر

تو سب نامداران و گردان شہر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر

کیا عرض یون ہم ہین فرمانپذیر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر

سر تخت ایران و توران و چین
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین

کشادہ کیا وان در گنج و زر
رعیت نوازی پہ باندھی کمر

جو کار فریدون کرے بیگمان
فریدون رہی ہے تہ آسمان

سنو تم کہ آگے کہون مین بیان
فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
کہ تھا اُنکا نام ایرج و سلم و تور

ہوئے جب جوان بادشہزادگان
ہوئی یون تمنا شاہ جہان

تو اُنکو وہان کدخدا کیجیے
نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے

یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
جو ہے مدعا اُسکی کر جستجو

بہت ملک مین گشت اُسنے کیا
ملے جبکہ شہر یمن مین گیا

رکھے تین دختر سہے شاہ یمن
پری چہرہ و مہوش و سیمتن

ملکزادہ ایرج و لے خرد تھا
خردمند دانشور و خوش لقا

سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون
فزون حسن مین ماہ انور سے ہون

کوئی مرد دانا تھا صندل بنام
طلب کر کے اُسکو شہ ذوالکرام

اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہو اُنسے وہ راہی ہوا

تو لوگون سے وان ہو یہ عیان
کہ جسکا تمنا ہے شان جہان

سپہدار کا وان تھا مہرو نام
گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
بہ حشمت و شوکت و فر و شان
پہر ان ہا قتون کو کیا کہ جب
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور رو ہین
سو روم و خاور گئے سلم و تور
یکا یک دل سلم بیدل ہوا
سو تور لکھکر کے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب اے خداوند تور
کیا ملک ایران کو ایرج کو شاہ
یہان کا ہی حاصل بھی ایران سے کم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
بھر نیک و بد تیرے شامل ہو مین
کہ اس نامہ پر کو لبو سے پدر
ہمین تخت ایران سزاوار ہے
جب آیا رسول خردمند یان
کہ دونون برادر لیے از درود
نہین خوب یہ رسم و آئین و راہ
ستم ہے جو کہتر کرے مہتری
یہ ہے حق نہین ایرج کے خوبی نکو
شتابی ہی ہووے سو ایران روان
وہان سے روانہ ہو پیغامبر
فرستندگان کیطرف سے دیا
کیا عرض پھر یون کہ پیغامبر
اگر میری تقصیر ہووے معاف
تو کہہ بیخطر ہو کے یکسر پیام
پیام درشت اور سخنہا سخت
کیا مینے بدست تقسیم ملک
جو مجھسے نہین تو خدا سے ڈرو

وہ اقبال شاہی ہمین نے کیا
کیا شاہزادون کو اپنے شہر روان
بہت مال اور گنج انکو دیا
کہ اب مین ہوا پیر پرینہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران مین بادشاہ
سو کین ایرج وہ مائل ہوا
رسول اب اپ بھیجا کہ لاؤ جواب
کہ ہرگز نہین باپ کو کچھ شعور
کہ ہے جائے آسایش و تختگاہ
تہمون سے ہے زر و گوہر سیمہ ہم
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر
یقین جانیو تو کہ یکدل ہو ہم
روانہ کر اب تو ہے خوب تر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
کیا سلم نے تب یہ اسکے بیان
کہا یون کہ اب نیر چرخ کبود
کہ ایرج کو دے تخت و تاج بلند
غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
کہ ایران سے اب سب برادر ہو
قیامت کرین ایک یا وہان
جو آیا حضور شہ نامور
در دیدوا سنے اور شہ زر صفا
گزیدا و زبان ہر لبس بیخطر
تو پھر مین گزارش کرون جان جان
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہ سب حضور خداوند تخت
کیا تقسیم کا ملک
نہ زنہار باہم جدائی کرو

فریدون نے جس روز سنی یہ نوید
گئے جیتے جی سو سے دیا رمین
نشست و ان پھر سے ایران گمان
کہ دون ملک سے تقسیم ہر ایک کہا
مرے ملک کے زیر ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی وہان
قناعت نکی خاور و روم پر
لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
مجھے اور تجھے ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے مجھکو بس ناگوار
لکھا پھر وہین سلم کو یہ جواب
ترے ساتھ ہین دل سے پیوستہ ہون
یہ پیغام بھیجو کہ اسے بادشاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر
کہ سنتے ہی فریدون روانہ ہو تو
ہوا خسرو عقل کو تیری کیا
یہ کر غور دل مین کہ بہتر ہین ہم
کوئی گوشہ ملک کافی ہے بس
وگرنہ سو ایران جو پائے کین
پھر ایران و ایرج ہو دونون خراب
ادب سے ہو وہین سجدہ کنان
لگا بولنے یون کہ دونون شہزاد
یہ بندہ دعا گو گنہگار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
پدر کچھ نہین بیٹے کی زنہار
مجھے اب تمنا ہے تاج و سریر

ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
ہوا شاد تب شہریار زمین
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کہ باہم برادر نہ ہون کینہ جو
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
ہوے تخت و دیہیم سے کامران
نہ آیا پسند اسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
کہ نہ مجھسے بھی اور تجھسے ہی خرد تر
یہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
پئے قتل ایرج کمر بستہ ہین
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے پھر ورنہ تیغ و سپر
یہ پیغام بہیجا جہاندار کو
کیا دور کیں دل سے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم
عبث ہے اسے اور باقی ہو بس
دلیران رومی و ترکان چین
خبر شہر ہے دیجے اسکا جواب
رکھا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتے ہین یاد
کہ لایا پیام ایک شوار سے
پیام آور ان ہین سدا بیگناہ
تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آتی نہین مجھکو شرم
فریدون کیا فخر و جاہ و وقار
نہین کچھ کرو دیکھو ہوا مین تو پیر

ذرا گوش دل سے سنو میری پند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
ارادہ کیا از رہ سرکشی
اگر مین بھی تیرا مددگار ہون
وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن
جہاندار نے پھر کیا یون بیان
تو ہی خردسال اور یہ نہین تجھمین تاب
وہ یکدل سے ہو ہر دو جنگ آوران
پسندیدہ عقل و راے نکو
کہ تا جان پہ تیرے نہ پہونچے گزند
سنی گوش جان سے فریدون کی پند
جو دنیا و دولت نہین پائدار
تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سے
کہ مین خرد ہون اور وہ دین بزرگ
مجھے دہر مین کچھ نہین حب جاہ
یقین ہی کہ پھر مجھسے الفت کرین
برادر ہین تیرے سر خشم و کین
جو لے مین بھی اک نامہ انکو لکھون
تجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
سر تخت شاہی سے آیا فرود
تمھین بھی ہی لازم کہ شفقت کرو
سرنامہ جب شاہ نے مہر کی

کہ قائم نہین دور چرخ بلند
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
کہ بر خواہش پر ہین دو گردنکشان
کہ تجھپر کرین آ کے لشکر کشی
معاذ ان ترا وقت پیکار ہون
تو کیا فکر رکھتا ہی اے جان من
کہ اے نور چشم سعادت نشان
جو انسے نبرد آزما ہو شتاب
فراہم کیا لشکر بیکران
یہی ہی کہ تو صلح جو انسے ہو
تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
لگا کہنے یون ایرج ارجمند
تو غم کھائی کیون مردم ہوشیار
بہم صلح بہتر ہی اب جنگ سی
بجاہ و حشم بھی ہین مجھسے سترگ
نہین کچھ تمناے تاج و کلاہ
بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین
تو ہی صلح جو اور محبت گزین
رقم اسمین درد دل اپنا کرون
محبت کرین اور الفت کرین
رقم اسمین یعنی یہ مضمون کیا
کلاہ شہی سر سے لایا فرود
سر کین سے گذرو محبت کرو
تو ایرج نے تو سانکی پھر راہ لی

یہ ہو راضی اب میری تقسیم پر
فریدون نے ایرج کو کر کے طلب
کیا سلم اور تور نے اتفاق
کمر قتل پہ تیرے باندھی ہی بس
تو تیرے بھی ہووین مقابل ہین
یہ بولا وہ اپنا ایرج نام جو
ترے ہین وہ دونون برادر بزرگ
مری ہی یہ حالت کہ بس ہیچ ان پر
یہان سے تھا انکے نہین تاب جنگ
مری طبع شاہی سے اب در گذر
نہ آرام جان اقربا زر رہا
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت
یہ کینہ اگر بہر اورنگ ہی
حضور انکے جاؤن میں اب بیا
کرون عرض یون ہو نہین فرمان پذیر
مرے ساتھ کسواسطے خشم و کین
فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
بہت خوب جانا ہی تیرا ادھر
کہ بس پڑھکے اونکا دل کینہ ور
ترا مجکو دیدار حاصل ہو پھر
کہ تم ہو بزرگ ایکجا نان گرد
کمر اپنی باندھی پے بندگی
کئی روز وان جبکہ جائین گذر
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر

پے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
کہ بھائیون کا وہ پیغام سب
رکھین مین سب کے برہاتھ یون اتفاق
ترا چھین لین ملک یہ ہی ہوس
وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
وہ لاؤن عمل مین جو ارشاد ہو
مٹے تجھسے اب کینہ و مثل گرگ
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
نہ کچھ دل مین کچھ خواہش تاج زر
قلم آخرش شمع کا سر ہوا
نہین کچھ مجھے الفت تاج و تخت
پے تاج شاہی اگر جنگ ہی
نہ دو دل اس کو دل مین وہ نکے ارادہ
مبارک تمھین ہو وے تاج و سریر
کہ ہون بندہ خسرو روم و چین
کہ اے پور صد آفرین مرحبا
کہ دونون وہ بھائی ہین آپ ہی پسر
سر مہر آجاسے پھر زرد رو تر
تو ہین مسرت مرا دل ہو چہ
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد
یہ آیا براے پرستندگی
تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادھر
کہ تھے واسطے پیار کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بے فوج بر اعذار و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از رہ کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ بزم و توران و چین سلم و تور
کہ تھا جنکو جاہ و حشم پر غرور
وہ رکھتے تھے ایران کی طرف عزم
وہ طیار کرتے تھے اسباب رزم

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے
فریدون نے نامہ بھی ہر ایک لکھا
ملکزادہ ایرج تھا فرخندہ خو
کہ ہو جفا کشتہ وہ نامدار
کہا تو رہے کام ابتر ہوا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
گیا دوسرے دن جو اُنکے حضور
ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ
یہ باتین جو تند سی اُنسے کہین
مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
پھر اُسکے رکھا دست بر بازو نیم
کہ مر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نرکھ ہاے خون برادر روا
کیا عجز ایرج نے ہر چند پر
سر نامور تن سے کر کے جدا
تو رکھا اسکے اب سر پہ تاج شہی
گیا اتنے مین نالہ کنان مردمان
فریدون اُسے دیکھ گریان ہوا
دہن توڑ ڈالے دہ کوس و علم
اُکھاڑے نہالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ ہو تم ایرج سے اے نامور

ناخوش ایرج وہ باہم ہوئے
یہ سنکر وہ دونون گئے پیشوا
خردمند و خوش منظر و خوبرو
سو خانہ جانب نہ ہو زینہار
کہ ایرج سے دل بستہ لشکر ہوا
جو گر نہ ہم ہین نہ تاج و سریر
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
تو ایرج نے پاسخ دیا مجھکو ہین
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
سُنے سب ہوتا تھا وہ تند گو
وہان سے وہ یکبارگی بس اُٹھا
کہ نہ برادر بس آیا پسند
ندے ہاتھ سے پاس شرم پدر
مری جان پر رحم کر خسروا
نہ آیا سر رحم بیداد گر
حضور فریدون روانہ کیا
بٹھا اسکو بالاے تخت شہی
لیے اُسکا تابوت پہونچے وہان
وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
فغان اور نالہ تھا وان دمبدم
جلا کے گل و سرو و سوسن تمام
کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین
یلی رزم کہین چست باندھی کمر

جب اُنکو پہونچی یہ آسیب مین ہان
خوشی سے جہان اُنکی تھی بارگاہ
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ
ہمین قصد تھا ملک ایران کا
بھری آہ اس بات سے تور نے
کہ اے بے ادب ہمسر کہتر تو
شب و روز یان ہم تو کھینچین ہین رنج
کہ اے بادشاہ جہانگیر گرد
ہمین بھیجہ لازم ہے آتش عتاب
نہ گفتار ایرج کی بھائی اُسے
وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
لپٹ کر کے جیب زاری و انکسار
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
نہین کچھ مجھے خواہش سروری
وہین کھینچکر خنجر آبگون
لکھا یون کہ تو نے جسے اے پدر
فریدون پہ کھینچے تھا وان انتظار
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
فرا ہوش آیا فریدون کو جب
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
لکھا شنک گردن زرد و غم کا بیان

کہ بر فوج آتا ہر ایرج یہان
اُسے لیگئے وان وہ با عز و جاہ
تو آنے لگے پھر اسباب پر بد نہاد
بنایا طرف اپنے میل سپاہ
ہوئے اب ہو اندیشہ توران کا
رکھا خون رہا اُسکا مغرور نے
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو
رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہین خورد
کہ ہون بندہ شاہ عالیجناب
نہ الفت بجا اور یہ آئی اُسے
اُٹھا مسند سے ایرج کے ماری وہین
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار
کرون رات دن محنت و چاکری
کیا اُسنے ایرج کو بس غرق خون
دیا تاج و زر تھا یہ اُسکا ہی سر
کہ آئے کہین ایرج نامدار
وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر
وہ بولا کہ ہووین بیہوش سب
سر اُسکا کیا دفن لیکر وہان
کہ افسوس ہے گردش روزگار
ترے فضل سے ہون اُمیدوار
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر کینہ خواہ اسے او

شبستان میں ایرج کے شاہ جہان
کنیزے دیا شاد کو یہ نوید
خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
وہ تھی حسن میں ایک ماہ تمام
جوان دل او پشنگ ایک تھا
ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جب بطن کا یہ مہ و مہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
کہا یوں نظر کرکے سوئے سپاہ
در گنج شاہی کشادہ کیا
منوچہر سے مردمان سپاہ
جو پہنچی خبر سلم اور تور کو
فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم جزم
کیا مشورہ یوں کہ گنج و گہر
عوض خون ایرج کے دیتے ہیں ہم
حضور فریدون وہ بھیجا مہر
سے جاودان عالم افروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار
وہ پیلان محمولہ سیم و زر
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہیں ہمسے ہوا یا خطا
تمنا یہ ہے اپنی شام و سحر
رکھیں اُسکے تارک پہ دیہیم زر
بلایا منوچہر کو تب یہیں
نظر کرکے تکیہ نہ بنگاہ ان
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تجھسے اب بیگناہ و خطاب
وہ سام نریمان و قارن دلیر

آگیا ایکدن تو یہ پوچھا وہان
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
کرے یہ سگالا ان سے خون پدر
فریدون نے رکھا یہ پچھیرہ نام
اُسے یہ ساتھ اُسکے کیا گنجنہ ا
تو اُس سے تولد ہوا اک پسر
سر نو اُسسے زندگانی ہوئی
الٰہی جہان میں منوچہر رہو
ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب
تمھارا منوچہر ہے بادشاہ
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
گزارش یہ کرنے لگے شام و پگاہ
منوچہر ہے مرد پیکار جو
کہ بھیجے اُسے اس طرف بہر رزم
روان تب کیے اب کسو پدر
لئے گوہر و گنج و تاج و دلی
جو پہونچا تو رکھکر وہ سر خاک پر
ہمیشہ کرے جشن نوروز نو
سر پہ رہے تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ
شہ لے تو خطا بخش ہی خسروا
ہو خاور آوے منوچہر گر
کریں پیشکش اسکے گنج و گہر
بچھا یا سر کرسی گوہر منش
ہمیشہ رہے [illegible]
کہا جاہ ہر دو ناپاک ہیں گنہ شتاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

کہ ہے کوئی یان ماہرو پارسا
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
اگر جب گئے نوشتے وہان
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
ملکزادہ ایرج کی ہے شکل تھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار
ہے اسکا اقبال دائم بلند
سکھائے سب آئین و رسم شہی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
فراہم ہوا لشکر بے شمار
کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر
یہ سنکر بہت حال میں گا ہراس
منوچہر کو بھی طلب کیجیے یان
غرض با زر و گنج بھیجا رسول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تھا پھرا سنے سب
دو دیبا سے رومی خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہیں تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یوں کہ اسسے ہو رفع ملال
پھر آیا وہ شہ سے پیغامبر
ہوئے گر منوچہر پر مہربان
منوچہر رکھے سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیر و یہ پیل

شتابی سے مجبیر کرو آشکار
کہا یوں کہ اب ہوئی یہ پیدا
تو پیدا ہوئی دختر دلستان
رکھا ہم نے پنہاں اُسکو دولت کے ساتھ
تہمتن ہنر دانشور و پہلوان
منوچہر نام اُسکا شہ نے رکھا
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند
پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج شہی
دل و جان سے تم اُسکی خدمت کرو
دلیران جنگی و مردان کار
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
حضور اُسکے روباہ ہیں ہم ہو شیر
پریشان ہوا اُنکے ہوش و حواس
یہ لکھیے کہ اے بادشاہ جہان
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
کہ اے مہر بخشندہ سروری
لکھے شہ کے آگے گنہ و طلب
وہ زرین طبقہا سے مشک و عبیر
کہ بندے ہیں ہم اے شہ نیکنام
ولیکن ہیں ناچار تقدیر سے
کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف
ہم اُسکی کریں چاکری جاودان
سنا اور یوں سرکشوں کا پیام
تجھے ہیں سعید اور مبارک یہ فال
ہوا خندہ زن اور کی گفتار یہ
تن ایرج نامور سے کہان
سوئے خاور آئیگا لیکر سپاہ
اکیلے پہلوانی میں ہے سبسے بدل

یہ مردان جنگ آور پہلوان
یہاں خواہش نہ رہیں زینہار
کیا غدر جو نابکاروں نے اب
گیا اس جہاں سے وہ ایرج اگر
دلیری و تہوری کا جن میں ہنر ہر دوان
یہ پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کہ بیٹے منوچہر کو
اور اُسکے جو لشکر میں ہیں پہلوان
وہ دونوں جفاکار بیداد گر
یہ لو لے کے چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ

منوچہر کے ساتھ پہنچیں گے وہاں
نہیں چاہیے گو ہر شاہوار
نہیں ہے بجا یعنی بیجا ہے سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو ہوش اور رنگ بس تمام
جہاں سلم اور تور تھے واں گیا
جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو
قوی زور میں مثل پیل دمان
ہوئے سنکے پانچ بہت پر خطر
کہ ہم گر نہ پہلے کریں قصد جنگ
چلیں ہم اب سوئے منوچہر شاہ

تمہیں زر سے خوش تیرے ہو تم کیا فریب
تو سب بھیج لیجا یہ گنج اے رسول
ستم سا تھا ایرج کے جو کچھ کیا
گر ایرج نہیں تو منوچہر ہے
کمر چست باندھی ہے کارزار
ذرا ایک دم بھی نہ ٹھہرو یہاں
وہ پانچ جو تھا اسکا بنا ہر بار
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہو دے دلیر
کریں چل کے پر انہیں ہم اس سے جنگ

یہ مکاری ہے سب تمہارا فریب
کہ ہرگز ہمیں کچھ نہیں ہے قبول
سوا اسکا مکافات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
نہ چھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
ہوا لیس ہیں سکے خاور روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار و ناورد ہے
پئے کینہ خواہی ہوا راسے زان
شتابی ادھر آئے مانند شیر
نہیں عمر یا سبا میں کچھ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران رومی و ترکان چین
فریدونکو پہونچی یہ جس دم خبر
صبوری کی کر دتھہ باندھ کمر
منوچہر نے یون گزارش کیا
کیا اس طرف شاہ نے پھر روان
لیے سر بسر گرز و تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو راست گرد دلاور قباد
بجاے تعین تھی قائم سپاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
کہ اے بے پدر خرد کہہ تو سن تجھے
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
تمہاری وہ محفل مین لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دست مین وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن تباہید لطف ا کہ
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
منوچہر پر آج شبخون کرین
شبخون کا رکھتے ہین عزم جزم
غرض سونپا لشکر کسیکو سپاہ
گئی نصف سے رات جب بڑھ گذر
بعزم شبخون وہ آیا جاد جبر

اگرچہ لگا منوچہر سے کچھ نہ زور
نبرد آزمایان توران زمین
کہ خاور سے اب لشکر آیا دھا
الگ تا آوین اب اور بھی بیشتر
کہ اب آ جہاندار کشور کشا
منوچہر کو یا سپاہ گران
نہ پیراستہ صف نہ فراخ کمان
رہ صلح بستہ جو دیکھی سب ہوئی
سوئے جنگ آراستہ اسپ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلب گاہ
وہین دو دو آکے دوان مثل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچاؤن پیغام تیر اشتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا
کرون غرق خون ہر دو مقہور کو
کرین حشر برپا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
سپہ آگے صف زن ہین ہوشیار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سبکو تھا با گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج غنیم
تبہ اسکو ہم نہ یہ گر دون کرین
لیا چاہتے ہین جو غفلت مین رزم
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاد
جہان تیرہ بس ہو گیا سر بسر
خبر دار پائی سپہ سر بسر

فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوے اقلیم ایران ہوئے
بلا نامدار و نئے تب یون کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا کیجیے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان و قارن دلیر
ادھر سے تھے وہ دونون گردنکشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی وحشت ایرج سے تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھرا رزمگہ سے منوچہر شاد
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
جوانون کا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوے تور اور سلم بس سو بلند
مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین فکر کے تار [illegible]
سواران جنگ آزما سی ہزار
روانہ ہوا تور نحوست شعار
بنا چاہتا ہے کہ پھر جائیے

یلان تنومند جنگی سوار
پئے کینہ خواہی شتابان ہوئے
کہ اے شیر مردان جنگ آزما
قریب آگئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
ہوا نام جنگ آور صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا ایک قلم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
پئے رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونونکو نفرین کرین خاص و عام
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر بیدرنگ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سوے آرامگہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ
دلیرونکا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے انکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سو اسواسطے مصلحت ہے یہی
کہ وہ بدنہادان بیداد گر
کہا ہو خبر دار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے پئے کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے اب آئیے

ولیکن نہ زنہار پایا گذار
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تور بدکیش تھا رزم ساز
اُٹھایا وہین اُسکو بن بین سے
ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب
گیا بھاگ کر درمیانِ حصار
نگہبان ڈرکا کو اک گرد تھا
پھر اک تیر مارا بہت زور سے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
تن اُسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
منوچہر نے اُسکو بھیجا پیام
اگر شیر دل ہے تو اے پہلوان
یہ سنکر اُسے غیرت آئی وہین
منوچہر شاہ ولایت ستان
شہ روم و خاور سے ہو گشتہ جب
کیا عزم مت کھینچیے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
شہنشہ نے سب پر بلطف و خوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
پیادہ ہوا اُن منوچہر بھی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر
جہان سے ہوئین رخصتی آجکل
پھر آخر فریدون جہان سے گیا
ہوا پھر بفضل خدائے کریم
کیا سام کو اپنا مختار کل
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
جہان مین تو فرمانروا ہو سدا

ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
کمینگاہ سے تب شہِ نامجو
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز
لٹاتا زمین پر سر کین سے
سو سلم آیا اودھر سے شتاب
ہوا جا کے محصور وہ نابکار
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما
گھر پر منوچہر گئے آن کے
ہوا شہ غضبناک پھر اُسگھڑی
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
تھا قلعے مین پھر جسکا گذار
کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام
تو بہت جان کے دانہی مثل سگان
وہ غیرت سے سر رزم لائی وہین
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
ہوا لشکر اُنکا پراگندہ سب
ظفر ہو بنہ پہ اے شاہ روئے زمین
کہ شمول الطاف و عنایت ہوا
عنایات شاہانہ مصروف کی
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
کیا پھر قدمبوس باصد خوشی
دکھا اُسکے تارک پہ دیہیم زر
کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل
وہ سرو سہی گلستان سے گیا
منوچہر بھی بادشاہ عظیم
کہ تھا کاردان وہ یل نامدار
کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد
یہی آرزو ہی یہی ہے دعا

ہوئی وقت شب تیغ رانی وہان
شتابی سے پہونچا سو رزمگاہ
جو اک تیر مارا پس پشت تور
جدا تیغ سے کرکے سر تور کا
نہائی دلے سلم نے تاب جنگ
منوچہر بھی سو سے حصن متین
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر نے کھینچکر وہین تیغ
کمربند اُسکا پکڑ کین سے
لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ملادونگا تجھکو تہ خون خاک
مقابل مرے آکے اب ہو شتاب
نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
کیا زخم شمشیر اُسپر رہا
سپہدار خاور کا تھا اک وزیر
سر رحم آیا وہین شہریار
غرض سلم اور تور کی فوج کو
جو تھا منصب اُسکا وہ قائم رکھا
جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا
جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب
کہا پھر یہ سام و نریمان سے
بہت پند کی پھر منوچہر کو
فریدون جہاندار اب ہی کہان
ببانِ فریدون کیا عدل و داد
سپاہِ ایران و فرزانگان
ترے جان و دل سے ہین خدمتگذار
لکھون زال و رستم کی اب داستان

ہوا غرق خون پھر ہزار من جوان
سیکے قتل آکر بہت کینہ خواہ
تو قالب سے اُسکے ہوئی جان دور
حضور فریدون روانہ کیا
گریزان وہانسے ہوا بیدرنگ
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہین
منوچہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خصم پر بے دریغ
سر خاک ٹپکا اُسے زین سے
گرد قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا پے کارزار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اُسنے پیمان و عہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا
فریدون پیادہ گیا پیشوا
فریدون نے باصد نشاط و طرب
کہا اُنسے نبیرے کو سونپا تجھے
دعا دی کہ قائم جہانمین تو ہو
ہلے نام نیکی رہے جاودان
رکھا الطاف و احسان سے سبکو شاد
ہوے سب ثنا خوان شاہ جہان
کرین چاکری تیری لیل و نہار
کہ سنکر جسے پیر بھی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانہ سام نریمہ و رستن موئے سفید و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر
تولد ہوا گل رخ و سیمبر

یہ کہنے لگی تجھکو اے نامور
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر

وہین سام نے آ کے دیکھا اُسے
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے

یہ کہتے تھے وان مرد ہان خاص و عام
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام

یہ سنکر ہوا سام یل شرمگین
اُٹھا لیگیا زال کو بس وہین

مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
یکایک وہ سیمرغ اودھر کو گیا

ہوا مہربان رحم آیا اوسے
اودھا آشیانہ مین لایا اوسے

نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کہ بچونکو بھی اک محبت ہوئی

کوئی کاروان اتفاقاً اودھر
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر

یہان شام کو خواب آیا نظر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور

ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
تو پھر دل مین اپنے ہوا شادمان

خوشی سے پھر اسکی خبر کے لیے
روان سوئے البرز مردم گیے

کہا ایک نے یہ کہ اے بے شعور
کیا تمنے خوف خدا دل سے دور

سپید اُسکے مو ہین اگر سر بسر
تو کیا عیب ہے اک نظر اُسپہ کر

فقط مین ترے گو ہے فرزند خوار
عزیز ہے وہ پیش پروردگار

ہوا صبحدم سام گھر سے روان
سوے کوہ البرز آیا دوان

الٰہی مرے حال پر رحم کر
کہ پھر پاؤن مین جلد اپنا پسر

نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان
تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان

سفید اُسکے اندام پر مو تمام
گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام

کہ ہے مہ جبین سرو قد لالہ رو
مُلے مثل خار اُسکے یکسر ہین مو

رکھا اُسکا مان باپ نے نام زال
تعجب تھا صورت پہ اُسکی کمال

پری زاد یا دیو ہے یا پلنگ
یہ خلقت ہے انسان کی بے ریب و رنگ

سوے کوہ البرز ڈالا اوسے
شبستان سے اپنی نکالا اوسے

جو دیکھا تو اک کودک شیر خوار
پڑا ہے سر خاک روتا ہے زار

طرح اپنے بچونکے باصد خوشی
لگا پرورش کرنے وہ زال کی

وہ سہتے تھے باہم شب و روز شاد
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد

وہ سیمرغ سے زال کو لے گیا
محبت سے ساتھ اپنے اُسکو رکھا

ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
جہان مین بخوبی وہ آباد ہے

ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
کہ ہے پور دلبند آنکھونکا نور

پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
نظر آئے دو مرد فرخ سیر

رکھا دور آنکھون سے فرزند کو
کیا خوار یون پور دلبند کو

کہ تیرا ابھی ابیض سر و ریش ہے
تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے

خروشان ہوا دیکھکر یہ خواب
نہ دل مین رہی کچھ صبوری نہ تاب

خدا سے وہان اُسنے کی التجا
بہت زاری و گریہ کرکے کہا

پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا

وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام
سنا قصہ خواب اُسنے تمام

زال
سیمرغ
سام

پہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجیے یہ اپنا پسر
وِلے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچونگین وان اگر
نہ مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
عزیز کا بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو
طلب کرکے انجم شناسونکو وان
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اُسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل مین پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرے تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تھا
اور اس دشت کا تھا وہ دانا عظیم
کہ مہراب نے پھر بلطف و صفا
رکھا جا سے تھا دمبدم اُسکا غم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کہ جسکی مہیب سے قالب تھی

کہ دایہ ہوئین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اُسنے با صد طرب
یہ ہے لائق تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یون کہ ای نامور
تری مشکل آسان کرون سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا اگر د عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اکثر
تلافی مری تاکہ ہو جسم کا
کرے اوٹھین جا کے تو پیشوا
گیا لیکے سام یل نامجو
کیا حکم پھر یون کہ آئے منجمان
نظر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہوے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
کہا اے پسر دانا و فرخندہ خو
سوے کشور گرگساران لب
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال نے جفت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
ہنر بردمان پیل اور دیو بھی

بہت جانفزی سام اُس سے کی
پھر آرام سے سیمرغ نے زال کو
ہوا پھر یل سام تب ہم قرین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
پھر اک ہو جو کہ دل مین القتاری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے وان سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر
کیا حاصل اُسنے زمین بوس شاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بیشمار
حضور جہاندار سے سام سال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
سکھاؤ اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر دم
تجھے مینے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اُسے آرزوے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال جب ہمدم عیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ جیوے گی پہلو سے زن چند لک

گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
سے آیا حضور یل نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر کو جلایا دکھ سے مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون اے شہ طائران
بدستان ہین اب تجھے وہ شادکام
کہ تجھکو رکھون جاودان باوقار
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
شہنشہ نے بخشا اُسے عود و کلاہ
حقیقت گزارش کرو ملک سب
جہانمین یہ ہوگا بڑا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
غرض ہوکے ہو گئے شادان بکمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہا اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگساران مراب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا بیان
رکھا خلق کو شاد و خرم بکمال
ہوئی میل خاطر بسوے عروس
خردمند و دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
شکم کشتہ نہ نکلیگا یہ تب تلک

یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی لی اُسنے پھر وہین راہ
پھر اوس جا سے کرپہلو اسکا تو چاک
غرض زال نے پھر پلاکر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
مباد اکہ رودابہ ضائع ہو اب
وہ کودک تھا صورت مین ہمشکل سام
سو بیکر رستم سا شیر خوار
تحائف بہت زال نے بعد ازان
یہ سنکر وہ مسرور شادان ہوا
وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر
طعام اُسکو آنے لگا دلپسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کودک یہ ہے زورمند
سو گرگساران و مازندران
یکایک دل سام آیا ادھر

کہ تدبیر فرمایئے کچھ شتاب
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بےخوف و باک
کیا مست رودابہ کو بس شتاب
سبھی دیکھ حیران رہے مرد و زن
کیا مطمئن زال نے اُسکو تب
رکھا رستم اختر شناسوں نے نام
نگر کر کے بولا وہ سام سوار
خوشی سے کیے سوکا بل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اُسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر بانچ آنے لگیں گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
ندیکھا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان فرمانروائے جہان
کہ دیکھے رخ رستم نامور

وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان
کہا زال سے پھر کہ اُن دو دتر
لگا اُسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بہن ایک رودابہ کی نازنین
لگا کی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے کھینچکر
بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ محراب کو
بجا لائے شکر خدائے کریم
کبھی ہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھاجاتا تھا گوشت اونکا تمام
لیا ہاتھ مین اسنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام جنگی شعار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان

کہ ہے جان کی خیر اے مہربان
پلایا وہ زن کو تو ہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل اِلٰہ
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح
روان اشک کرنے لگی پھر وہین
ہوئی تندرست اس سے وہ رشک ماہ
شتابی سے بھیجی حضور پدر
بجا ہے جو کہئے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
کہ شیر اُسکو دیتے بزوگاؤ کا
تعجب مین تھے مردم خاص و عام
ہے لوگ حیران اُسے دیکھکر
تنومند تر سام سے ہوویگا
لڑائی تھی دیو و ن سے لیل و نہار
روانہ ہوا سوئے زابلستان

روان ہوکے کابل سے محراب بھی
قریب آکے پہونچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑے سے محراب و زال
کہ اے پور تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہا اے پہلوانِ جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب و آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر لون
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہین زال اور سام سے کچھ خطر
وہان پھر کرے کون لشکر کشی
وہ اس بادہ گوئی سے تھا شادکام
ادھر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر انھین سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہی فغان
بہت خلق کو اس سے پہونچا گزند
لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
شب تیرہ ہی اور ہاتھی چھٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوے پیل دوندہ دلیر
کیا کام آخر جب اُس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دل مین اتنی نہین کچھ عجب
کسی طرف ہے اک کوہ سپند
کہین ایک سنگ گران قلعہ ہے
یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب

سوے زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و محراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
پیا ہے تھا پھر رستم خردسال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو راست بٹھا وہ زال انکو
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جبتک ملک ہی تو آباد رہ
بعیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بدسگالان کرون غرق خون
ہوئے بادہ کش بزم عشرت سے سب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
سے ہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کنان اسپہ تھے زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوی باختر
وہان مست پیل سفید ایک تھا
کیا مردمان نے یہ اُس دم بیان
دوان ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا اسکو بازار مانند شیر
تو ایوان سے جسوقت باہر چلا
گریزندہ پھر وہان سے ہر اک ہوا
ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوے ایوان گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہین
بہ خون نریمان یہ بھیجا اب
اور اُس کوہ پہ ہے حصار بلند
نریمان کے سر پہ گرا آنکے
کہا زال نے یون کہ اے پور اب

وہ پہونچے وہ پہلے سام سے پیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اتر پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جب گئے محراب فرخندہ خو
ثناخوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گزارش کیا
مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا جس دم ظہور
جہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال اور رستم سوے سیستان
اُٹھا ناگہان رات کو ایک شور
کہ پیل سفید شہ نامور
جو اُس خبر سے جو رستم کے گوش
وہ لے ہاتھ بیرون گیا در کو بند
لگانا اور اک مشت سخت آہنکے
غرض توڑکر وہ وہین وہ قفل بند
جو مارا بزور ایک گرز گران
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا
بحکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وہ وہین ہوا ان عزیل
شتابندہ ہو سوے کوہ بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار اسپہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہ وہین تعظیم کے واسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجھکو دائم بجاہ و توان
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
تہمتن نے دی اُسکو پھر دعا
کہ ہون بندہ کمترین سام کا
نہین مین طلبگار ساز و سرود
رخ اُسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ محراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
کہ پر زور پھر ہوگئے دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا انکی مکان
یہ سنکر فغان رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہین جوش
کہا یون کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہین سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
ہوئے دل مین مسرور شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اسکو کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اُس قلعہ کو
گئی جان قالب سے اُسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہوا ارجمند

یہ سنکر وہین رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار

یہ پہونچی خبر سوے مازندران
کہ رستم ہوا جانب دژ روان

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند

وہان جنگ اک اسکے درپیش تھی
سو یکدست موقوف اسنے رکھی

سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب
کمک کو نبیرے کی پہونچا شتاب

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوے گرد اس قلعے کے خیمہ زن

سہ سال اور اک ماہ تک وان مقام
رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام

پھر اوانسے ناچار وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے مازندران

کیا اسنے رستم کو رخصت ادھر
اور اسنے کہا یون کہ اے نامور

اکیلا ہین کاروان کا لباس
اگر قلعے مین جا تو بے ہراس

تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

کہ کندہ کرون جا بیخ حصار
نچھوڑون نہین وان زندہ اک نابکار

گئی اونٹ محمول بار نمک
کہ درکار تھے دژ مین شہد و شک

بجائے شتربان تھے پہلوان
ہر اک گرد تھا صورت ساربان

لیے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ یہ بات تھی وان قرین صلاح

در دژ پہ پہونچا یل نامور
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر

کہ آتا ہے اب کاروان نمک
وہ بولا کہ لاؤ اسے یان تلک

وہین آنکے لیگئے مردمان
گیا قلعے مین جبکہ وہ کاروان

تو ہر گوشے سے آئے برنا و پیر
ہوا گرد انبوہ انکے کثیر

ہوئی رات جس دم کہ تاریکتر
تو پھر بہر جنگ اسنے باندھی کمر

عقب اسکے سب پہلوان دلیر
خروشندہ مانند غران شیر

خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آگے رزم آور و کینہ خواہ

مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوئی گرم وان انسے اب کارزار

بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
گریزان ہوے سب نگہدار دژ

دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
بہت مال و اسباب وانسے لیا

عجب طرفہ تر وانکی اجناس تھی
کہ دیکھی نتھی مردمان نے کبھی

گیا پھر وہان رستم نامدار
سو خانۂ حکمران حصار

جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر
اور اسکی ہی دیوار بھی سربسر

سوا اسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار

لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان

لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
کہ اے نامدار یل نامجو

کیا فتح سینے یہ حصن حصین
کہ ہمسر نہین جسکا یہ چرخ برین

جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
رہون اب یہان یا وہان آؤن مین

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
دل اسکا ہوا خرم و شادکام

یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور
رہے چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور

کیا تو نے تسخیر حصن متین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا
روان نریمان کو روشن کیا

لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب
وہانسے تو پھر اسطرف آشتاب

کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق
جدائی ہے تیری بہت مجھکو شاق

جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
روانہ ہوا جانب سیستان

گیا زال با صد طرب پیشوا
بصد شوق اسکو بغل مین لیا

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
نثار اسکے سر پر کیا سیم و زر

سوے سام رستم نے نامہ لکھا
رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا

غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا

اسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوے اہل ایران قرین طرب

ہوا دل پہ یہ ہر اک کا امیدوار
کہ سارے بد اندیش اب ہونگے خوار

بسوے منوچہر آیا ہون پھر
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت
منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذری ہے شاہی صد و بست سال
کہا اختر شناسان صاحب کمال

لگے کہنے شاہ منوچہر کو
کہ اے شاہ دانشور و نامجو

قریب ہے اب تیری رحلت کے دن
بسر ہوگئے بس خلافت کے دن

یہ سنکر جہاندار کشور کشا
طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

کہ میں ہوں کمربستہ سوے عدم — مبارک تجھے تخت و تاج و علم
اور مت چھوڑیو رسم و آئین داد — رعیت کو رکھنا تو آباد شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام — نہ غیر از رہ راستی کیجیو کام
جہاں میں ہوئی تازہ اب داوری — ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوی خاور زمین — کیا خلق نے اختیار اسکا دین
وہ ہے مرسل خاص یزدان پاک — کیا اسنے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہوجیو اس سے پرخاش جو — قبول اسکے اب کیجیو دین کو
تجھے پیش ہے اک مہم عظیم — تمے اہل توران سپاہی غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ — کرے قصد تیری طرف بہر جنگ
تجھے ہاتھ سے اسکے ہوئیگا گزند — تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی — کرے جب بد اندیش لشکر کشی
خبر کیجیو سام اور زال کو — کمک چاہیو اس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال — نہیں پہلوان کوئی جسکی مثال
وہ اس خاندان کا ہے خدمتگزار — کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان — ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان
کچھ ان دنوں شاہ بیمار تھا — نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز — گرفتار بیماری جانگداز
نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر — جہاں سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کر و فر — سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی — ہوا مسند آراے فرماندہی
ولیکن منوچہر کی رسم پر — نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف داد — ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ — ہوا بندۂ سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوا اس سے بیزار سب — ہوے منحرف بلکہ سردار سب
لکھا بادشاہان اطراف کو — کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال — ہوا اپنے دل میں ہراسان کمال
سو سام نامہ کیا اک روان — لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد — منوچہر شاہ خجستہ نہاد
زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار — کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت ان دنوں کچھ خراب — یہاں آکے اب تو پہونچ شتاب
وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں — بد اندیش ہوا اور ایران زمین

ادھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر — ستمدیدگان پہونچے وان پیشتر
کیے تھے جو نوذر نے بیدادیان — کیے سام سے جا کے سب بیان

پھر اتنے میں نامہ گیا شاہ کا — تاسف بہت پہلوان نے کیا
روانہ ہوا زابلستان سے وہیں — شتابان ہوا سوئے ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام — بزرگان ایران گئے پیش سام
گزارش کیا یہ کہ اے نامور — جہاندار نوذر ہے بیداد گر

تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی — تو رکھ اپنے سر پر کلاہ مہی
تم مختار کر شاہ نوذر کو اب — اطاعت کریں ملک ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند — خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیاں سے ہے یہاں — اسے قید کر ہوں نہیں شاہ جہان

منوچہر کی دخت ہوتی اگر — سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
کمر باندھتا میں پے چاکری — شب و روز کرتا میں فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا — تو اے نامداران ہے اندیشہ کیا
اسے باز لاؤنگا اس راہ سے — کروں تازہ پیمان شہنشاہ سے

ہو منحرف اس سے تم زینہار — کرو چاکری اسکی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان — جھکایا سر عجز جوں بندگان

کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر — رہا کوئی بھی جہاں شہر کینہ پھر
سنو آگے احوال پور پشنگ — کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما — سپہدار اقلیم توران کا تھا
سرافراز تھا نسل سے تور کی — اسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اسکا افراسیاب — کہ ہیبت سے جسکی [illegible]
یل زورمند و دلیر و جوان — تھا اسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ اس سے کہنے لگا ایک روز
شتابان ہو تا خیر مت رکھ روا
ہوا میل خاطر سوے رزم و کین
کرون جا کے سالار ایران سے جنگ
پھر افراسیاب اس سے بولا وہین
دراپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
بشمشیر و گرز و ستان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز تھی رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کروشین نبرد و دلیرانہ اب
تھا اک نازیان گرد افراسیاب
کہے انکے مجھسے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کودا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انبوہ دیکھا تو افراسیاب
ہوا جون سپہر روے زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آراستہ توران ہین
سر و سینہ تھا وقف پیکان تیغ
اور آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
یہ کہتے ہیں اگر غیرت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیسے کیا جو ہم حرب تھی
کمین سر سے نوذر کے دو ہیم زر

کہ اے پور خوش طالع و نیک ورز
کر لینا ہے خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پھر وہین
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن غزال و سام
یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر چست باندھے ہوے بہر جنگ
کیا سام نے اس جہان سے سفر
تھا دل مین اُسکے کہ اندوہ و درد
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہا اے پہلوان سے جا ہو گرم کین
ہوا نازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر اتنے مین وان شب ہوئی تیرگا
تو قارن پے جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پے رزم کین
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تاجدار
تو آکر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آنکے رزمجو مقبل شیر
سنان پر سنان ضرب بر ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پر

روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب
کہ شایستہ جنگ شیران ہین
یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اندنون جنگ و جوش
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام
جوانان شمشیرزن سی ہزار
خزروان سا سامس و پہلوان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر نے یہ تکر شتاب
ملکزادہ نے نامے سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آکے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کا قارن نامور
قباد اوس جوانمرد کا نام تھا
ولے خشت سے لاد کی ایک ضرب
سو نازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کر کے آراستہ فوج کو
لگے گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہی کشتہ و خستہ وان
جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ ہرگز نہین ہے ہمین کچھ فائدہ
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوئی تیرہ دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئے شام پر
غرض رزم موقوف کر کے وہ شاہ

تو نوذر سے اب جنگ ہو کینہ خواہ
گیا بھول آسائش خورد و خواب
شہزادہ رزم دلیران ہو یقین
ہوا تند سے خشم کے آزاد وہ
حضور اسکے حاضر ہین یکسر بجا
یہی مصلحت ہے کہ بیٹھے درنگ
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد شایستہ کارزار
سپہ کے تھے سالار با فر و شان
کہ اب بخت بد خواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
لکھا یون کہ ہو وے جسے آرزو
کہ سردار لشکر تھا باکر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
بھگا ئے تو دی جان بہنگام جنگ
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزمخواہ
کسیکو کسیکا نہ تھا کچھ بھی درد
وہین پھر گئے سوے آرامگاہ
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
زمین ہو گئی سربسر گلستان
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب
جو کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ بیل بنہاد
ہوا کار مشکل بنوک سنان
ہوا ختم کوئی نہ کچھ کار گر
پھرے رزمگہ سے سوے خوابگاہ

گیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سران سپہ کو فراہم کیا
ظفر اپنی آتی نہیں کچھ نظر
یقین ہے کہ پھر دشمنان سر بسر
جدا ہو کے تن سے ہرا سر اگر
وہ لے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو
وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے
یہ سالار توران کو بھیجا پیام
رہی جنگ موقوف دو روز تک
سواران جنگی یمین و یسار
ادہر تھا صف آرا وہ افراسیاب
ہوا کشتہ شاپور میدان میں
فراہم آئندہ لشکر رہا
روان سوے پارس ہو تازیانہ
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تکلگر ہوا سوے وادی روان
ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر
بیک گردش چرخ بیداد گر
ہوا لیکہ ازان جاے افراسیاب
ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ

ولیکن جہاندار تھا پر ملال
سخن باپ کا یاد آیا وہین
جہاندار نے پھر یہ اُنسے کہا
کہ لشکر ہے اپنا زبون بیشتر
مجھے یانسے لیجا یئن کر کے اسیر
تو قائم رہے نیک نام پدر
یہان سے سوے پارس اب بھیجدو
اُنھیں لیکے آغوش میں پیار سے
کہ لشکر تنگ آگیا ہے تمام
رہا لشکر آسودہ زیر فلک
ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب
پڑا تفرقہ فوج ایران مین
نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا
گرفتار ہون تاکہ شہزادگان
تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب
ولے برسر کینہ تھا آسمان
ہوا آخرکار نوذر اسیر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کرّ و فر
سر پر فریدون عالیجناب
گریزان ہوئی فوج سیلاب رنگ

ملازم کوئی شہ کی سرکار کا
کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہان
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
اگر بھاگیے تو کدھر جایئے
یہ بہتر ہے کشتہ ہون میدان مین
سران سپہ نے یہ سنکر کہا
کہ تخم فریدون سے تا کہ وطن
گیا شاہ نے سوے پارس ادہر
لڑائی مین دو روز تک
مگر تیسرے روز وقت پگاہ
وہ شاپور و قارن سران سپاہ
یکایک ہوے ترک چین چیرہ دست
وہ قارن بھی وان سے گریزان ہوا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
ہوا سد رہ قارن نامدار
جو کم رہ گئی فوج گرد حصار
سپہدار توران یہ سنکر خبر
سوا اسکے آئے گرفتار وان
جہان مین رہا حکمران ہفت سال
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
ہوا پر الم سنکے افراسیاب

وہانسے وہ دیہیم لایا اوٹھا
نجھے فوج ایران سے پہونچے زیان
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
حفاظت کی اب جا کہان پائیے
بچاؤ نہیں اب زندہ زندان مین
کہ خبر جنگ چارہ نہیں ہے شہا
رہیں زندہ اے سرور انجمن
تمھے دیدۂ تار گوہرفشان
کہ وہ تیسرے روز پھر ہمسی جنگ
گیا سوے میدان پھر رزمگاہ
بہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ
سپہدار ایران نے کھائی شکست
سوے ملک پارس شتابان ہوا
مخالف نے گھیرا حصار بلند
لگی ہونے باہم وہان کارزار
تو پھر قلعے سے نوذر نامدار
تعاقب کو اُسکے گیا زود تر
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال
کہ غالب رہا قارن نامور
بہت دلکو اُسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا
خزروان سماساس نامی یلان
کمر کینہ خواہی پہ باندھی وہین
لکھا شاہ محراب نے زال کو
مقابل ہوئی جبکہ سپاہ عدو
شکستہ ہوا مغفر پہلوان

کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
سگے جبکہ سالار فوج گران
زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین
کہ ہون متفق تیر ہاے نا مجو
تو باہم مبارز رہے گو کینہ جو
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان

روانہ کیے پھر لیے کارزار
سنی زال یل نے یہ جسدم خبر
روانہ ہوا سیستان سے شتاب
ہوے پہلوانان کابلستان
خزروان نے آکے عمود و سپر
پکڑ کر گرز توڑا خزروان کا سر

سواران جنگ آزما سی ہزار
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب
رفیق سپہدار زابلستان
یکایک جو مارا سر زال پر
زمین اُسکے خون سے ہوئی تربتر

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ
گریزان ہوئی اسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
گیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرکے بد اندیش کو پایمال
بلند اقتدار و معلے جناب
اُسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا نتنک تو اے نامدار
بد اندیش ہی وہ جو افراسیاب
گیا رہ سے زابل کو وہ نامور
ملکزادیکے پاس آئی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کری پر قناعت نکی تونے بس
دیا پاسخ اُسنے کہ اے تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدارونکو اُسنے طلب
ٹلے جا ہیے شاہ والا شکوہ
نہین یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جزیرے کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو اہیں جوان کا ہی نام

تو آیا سماساس بہر بدرنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اُسنے اعزاز اُنکا کمال
سوا اُسکے تھے اور بھی پہلوان
ستانے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکے فرخندہ حال
کسے تاجور کیجے ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اسکو ایران سے پھر دین شتاب
یہ چاہے تھا ہو عازم پیشتر
نتھی ساتھ اُسکے جو ہو رزمخواہ
گیا بخط بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایرانکی تجھکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یون پئے کین کمر باندھ اب
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ
نہین لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب سلم تب بدرنگ
وہان خوف سے جا کے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہی وہ ذو الکرام

ہوے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کنان زال نے پھر یہین
ہوا پھر یہین سے سو پارس روان
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے
بخوبی اُنھین سیستان مین رکھا
ہوا اُنپہ شفقت کنان آل زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین
جو شاہ زبردست پہونچی بہم
جوان ایک تھا حاکم شہر ری
ملکزادہ اغریرث اُسکا تھا نام
کہ جسنے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کرین
روانہ ہوا پڑھکے اس نامہ کو
خبر سنکے اسکے ہین افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہین اونسے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
سو اُنکے نسل فریدون سے گر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اسکا پسر
غرض ہی پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا سماساس میدان مین جب
ہزارون کیے قتل ترکان چین
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوے
رکھو جمع خاطر یہ اُسنے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان ہین
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جوانمرد و خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہین ہی کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کی کھاکے بس پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا
نہین مجھکو دعوی بجز چاکری
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین
شتاب اُس سے نوذر کا خون کیجیے
نہین دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
فراری ہوا بادل پرخطر
جوانمرد و دانشور و خوش لقا
تو یون قارن نامور سے کہا

کرے آجز بریسے زو کو بیان | داستان آمدن ملک زادہ زو پسر طہماسپ | ہوا وہین القصہ قارن روان

ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زادہ پہونچا جب
خوشی سے وہین ساتھ قارن کے زو
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
گیا شاد پھر سوی افراسیاب
گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ
ترا بھائی اغریرث نامور
روا تو نے رکھا برادر کا خون
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
کیا اُسنے ہر روز و شب عدل و داد
جہان مین باقبال و جاہ و جلال

دیا زال کا اُسکو پیغام تب
طرف سیستان کے ہو تیز رو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
ترے پاس سافر ہوا آنکر
کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
ہوا ناگوار اسکو آرام و خواب
جہان کو رکھا خرب آباد و شاد
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

کہا یون کہ چلیے سوے سیستان
سبب آیا خداوند تاج و سریر
سوے ملک پارس روانگی سپاہ
گیا بھاگ بدخواہ توران مین
پشنگ اس سے بولا کہ اے نابکار
کیا تو نے ایوای اسکو ہلاک
نہیں کام تیرا مرے روبرو
جہاندار زو خسرو دین پناہ
لیے زال زر اور سب پہلوان
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل

مہیا ہوا اورنگ شاہی وہان
تھے گرد سب اُسکے فرمان پذیر
ہوا اوس ولایت مین پھر دخل شاہ
تصرف ہوا شہ کا ایران مین
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
مرے سامنے سے ہو بس دور تو
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان
گئی جان قالب سے اُسکی نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
بعہد لطف تقصیر افراسیاب
سپاہ گران لیکے پور پشنگ
پھر آیا یہ لیکے افراسیاب
نگر کرنے رستم کو اب سرگروہ
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
تو کار آزمودہ نہیں اب تلک
تری مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب
یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم
کو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ
کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان
دکھا کے تہمتن کو پھر سربسر
جو مادیان ایک تھی سخت جنگ

خداوند اورنگ تاج و کلاہ
کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور
معاف اسنے کر کے کہا یون شتاب
ہوا سوے ایران روان بیدرنگ
کیا چاہیے اب تدارک شتاب
ادھر بھیجتا ہون مین با شکوہ
کہ حیران ہون مین کیا کرون اے پسر
کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
جو ہے تجھکو منظور سوے جواب
کرون خیرہ بدخواہ کو ہی یہ عزم
نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
وہان گلہ اسپ تھے جسقدر
نگار اسکے تھے جسم پر لالہ رنگ

سے تھا پزیرندہ رای زال
پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب
کہ لشکر کشی سوے ایران تو کر
بزرگان ایران یہ سنکر خبر
وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخورد
یہ سنکر ہوے شاد سب نامور
ہوا ایک درپیش دشوار کار
تجھے دیکے بھیجون کی کارزار
غرض آزماتا تھا رستم کو زال
بباز و وہی پر زور و دست دراز
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
حضور اسکے لاکے وہین گرز سلم
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی
اور اوسکا تھا اک بچہ پیلتن

کہ تھا بادشاہ جہان خردسال
کہ تسخیر ایران آسان ہی اب
پے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر
لگے زال سے کہنے ای نامور
ستیزہ ہی کار جوانان گرد
گیا سینے اقبال اس بات کو
کہ جس سے گریزان ہو خوب قرار
تھے شیر مردان جنگی سوار
کہ ہی یا نہیں جنگ کا کچھ خیال
نہیں کچھ طلبگار آرام و ناز
دعا دی کہ باہم ہو تجھے ظفر
تہمتن ہوا دیکھکر شادکام
وہ شہ بید زخم ہو گیا بس تبھی
ہوا دیکھکر خوش یل صف شکن

یہ چاہیے کہ ڈالے کیانی کمند
کہ ماوہ ہو کرتے کی خونخوار تر
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند
یہ چاہیے پیادے تہمتن کا سر
قرن خرشس تھا نام اوس کرگیا
کیا ہارو ورانس خرشس نے اسقدر
کیا رخش کو زین پہ ہوا پھر سوار
سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب
کیا آپ بھی بعد دو روز کے
جو بھیجے کرے رزم کی آرزو
سپہ آنکی تھی پر دل شاد کام
کوئی چاہیے بادشاہ دلیر
نژاد فریدون سے کوئی اگر
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
یہ رستم سے بولا کہ اے نامور
تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان
دو ہفتہ مین تو ہو تخیوان تلک

کرے تا کہ اس گرہ کو پابہ بند
غضبناک اور مردم آزار تر
سر خرشس لایا دبین زیر بند
گرا تنے مین رستم بھی جوں شیر نر
توانا و زور آور و قسمت تھا
کہ رستم کو بس لیجیلا کھینچکر
بصد کامیابی یل نامدار
روانہ کیا سوے افراسیاب
ملا جا کے بس رستم گرد سے
وہ کیا چیز ہے بس مجھ کرد یہ
اور افواج ایران تھی بیدل تمام
کہ یان جسکی ہیبت ہوا ماندہ
کہین ہو تو دو مجھکو اگر خبر
دلیر و جوانمرد ہے کیقباد
کمر باندھ اور رخش کو زین کر
کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
زیادہ نہو دیر زیر فلک

لگا کہنے رستم سے پھر گردبان
کیے اتنے ہین بیشتر جنگجو
غضبناک ہوکر ہین بادیان
ہوا یہ کہ میدان مین نعرہ زنان
کمند اُنکے سر پر ہوئی جبکہ بند
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا
در گنج پھر زال نے وا کیا
ولیکن ہوا مضطرب زال زر
یہ کہتا تھا ہے رہ فراز افراسیاب
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ
روانہ کیے ہر طرف مردمان
کسی نے کیا آنکر یون بیان
ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال
روانہ ہو شتابی سو کیقباد
مددگار دولت ہے یاور ہے بخت
یہ سنکر وہ ہینٹے یل با شکوہ

کمند اسپہ مت ڈال اے پہلوان
مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
دوان آئی مانند شیر ژیان
تو ہیبت سے خیرہ ہو گی دیان
لگا کھینچنے تب یل ارجمند
بندہ را اُسکو قابو مین اپنے رکھا
تہمتن کو گنج فراوان دیا
نہ لایا وہ تاب فراق پسر
کہ رستم ہے کودک کہان اسکو تاب
نہین اب ہے تسخیر ایران محال
کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ
کہا زال نے یون ہے اک سے کہ ہان
کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان
ہوا ہند سے غم کے آزاد زال
یہ کہہ جا کے اے شاہ فرخ نہاد
مہیا ہے جھکو وہان تاج و تخت
روانہ ہوا سوے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشاندن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد
لگا کہنے دل مین عجب ہے جہان
گر تنہا اس قدر تو نہ جا ایجوان
اگر ایجوانمرد فرخ نہاد
ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور
جوانمرد ہے کیقباد اُسکا نام
یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد
تجھے تخت ایران مبارک ہو لم
دو باز سفید آ کے ایران سے

کہین گئے بیٹھا تھا سر پر شاد
تماشا ہی رخش اور گرز گران
اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان
مجھے دے نشان شہ کیقباد
مکان تک تجھے اسکے داخل کرون
پدر میرا ہے پہلوان زال زر
تو جا کر کہے یہ اُسکو پیغام
پدر بر پدر نام رکھتا ہے یاد
ہمیشہ تھا تخت و دولت بکام
سر تخت شاہی بٹھایا مجھے

ہوا رستم گرد کا وان گذر
ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
مئے و نقل یہ دیکھ طیار ہے
وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان
لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان
کہا اُسنے مجھکو کہ جا سوے کوہ
کہ ہے پہلوانون کی یہ آرزو
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
دم صبح پھر با دل شادمان

وہ شہزادہ حیران رہا دیکھکر
تہمتن کو آواز دی پھر وہین
وہ بولا نہین مجھکو درکار ہے
تو اس نامور کا ابھی دو نشان
بتایا تجھے کسنے یہ دان نشان
وہان ہے ملکزادہ با شکوہ
کہ تو شاہ ایران ہوا ہے نامجو
بجا شرط خدمت کی لا کر کہا
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
اوتر کوہ سے آ کے بیٹھا یہان

ہوا اسطرف کو تر اب گذر
سمجھیے مجھے اور میرے باپ کو
غرض سوئے ایران وہین شاد شاد
یہ سرحد مین پہونچے جب ایران کے
قارن نے کیا نیزہ اد سپر روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہین تھے نہان دشت مین شاہ نہنگ
اُسے اُسنے یکہفتہ پنہان رکھا
قباد دلاور کو با کر و فر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اودھر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پکارون کہ اب آگئے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نہ ہوئے آب
یہ کہکر گیا سوئے میدان دلیر
اُسے دیکھکر مردمان سے وہین
کہ ہے پور زال اور رستم ہے نام
کدائے طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا
کمربند اُسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن وہ وال کمر
اودھر سے بھی وہین لغربان شاد
گریزان ہوئے ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
ہوا کیقباد اب وہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اُسکی قوت کا مین کیا کرون
کمربند میرا جو ٹوٹا وہین
یہ ہے مصلحت آشتی ہو بہم

بلطف خدا اسے یل نامور
دو باز سفید اسے یل نامجو
روانہ ہوئے رستم و کیقباد
ہوا ستہ رہ وہ بھی تب آن کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
اگر یزد دیکر ست لشکر ہوا
روان شب کو [illegible] فلک
انجمن شاد [illegible] رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سوئے رزم پھر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
میرے ساتھ ہو رزم پہ تو شتاب
اگر سامنے آئے افراسیاب
ہوا الغرض رن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہے گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا جب براق اُس سے جنگ آزما
اُٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
وہ جھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
ملک توتہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
وہ ہے مرد جنگ آور ہوشیار
نہ ہم پنجہ شیر نر اُسکا ہوا
کہ بس روبرو اُسکے مین بیشہ ہون
تو مین ہاتھ سے اُسکے چھوٹا نہین
یہون کینہ جو کیقباد اور ہم

یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب
البرز اُٹھے تا سوئے ایران چلین
قلون دلاور یل باوقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے بس چھین کے
اچھد شادمانی وہ دونون جوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
بتنے یکدل اتنے مین پیر و جوان
کیا قصد پھر سوئے افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
مرے دل مین ہے جاؤن میدان مین
مگر قصد جنگ اُس سے بولا یہ زال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور پنجہ دکھلاؤ ہین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ لیجائیے شاد شاد
لیا اتنے مین آ پہونچے اُسکے سوار
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
او ترآب جیحون سے پور پشنگ
کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
بہت یونتو ایران مین ہین پہلوان
یل پیلتن رستم اُسکا ہے نام
جدا کر کے یکبارگی زین سے
ہوا سو ہوا پیشتر اسے پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
ترے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین
طرف سے تھا گرشاسپ کے راہدار
سوئے رزم وہ پرخاش مائل ہوا
قلون کے جو مارا وہین سینہ پر
ہوئے پیشتر اُس مکان سے روان
یل نامور زال زر تھا جہان
تو پھر زال نے روز ہشتم وہان
ہوئے پہلوان شاہ کے ہمرکاب
گیا سوئے میدان پیلے کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
کرون خوار دشمن کو اک آن مین
مقابل ہو اُس سے یہ کسکی مجال
اڑے ہے اسپ سے لاؤن زیر زمین
مقابل تو مجھسے ہو آکر شتاب
یہ سنکر کہا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن مین
رہا وہ وہین قائم یل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوا کشتہ ہاتھون سے رستم کے وان
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ
سمجھے رکھیے اس بات سے بس معاف
ہے نسل سے سام کے اک جوان
زبون اُس سے ہے اپنا لشکر تمام
پکڑ لیجلا تھا رہ کین سے
ہوئے اب گذشتہ تو مت یاد کر
تو اک نامہ اُسنے لکھا بیدرنگ

نوشتن نامۂ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

کیا ایسے ویشہ کو نامہ روان
حضور جہاندار ویشہ گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
کیا اُسنے پاداش نوذر سے بس
بہت ہو گر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم ہیں نہیں غیر کچھ زینہار
کریں تازہ پیمان و عہد استوار
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہاں
نہیں عہد و پیمان پہ تم استوار
لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاہ نوہی جنگ سے
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بصد ملک توران بدون زینہار
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
بصد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
یہ سوچا شہنشہ کو یکبارگی
طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
معاون رہو اُسکے شام و سحر
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اُسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
برادر ہین یکجدی اے شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمہاری نہین بات کا اعتبار
مگر صلح اور آشتی زینہار
طلب کرکے محراب اور زال کو
کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پرگہر
کمر زرنگا فزون تیر اغر و وقار
ہوئے شہ کے شاہان عالم مطیع
گیا سوے پارس شہ دادگر
فریدونکو ہرگز کیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمہارا بڑا بھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھرین نہ زینہار

پڑھا کرکے واشاہ نے سربسر
ہوا پھر اودھر عازم افراسیاب
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
موافق فریدون کی تقسیم کے
غرض آب جیحون رہے درمیان
اودھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر نو اگر ہے عہد قول و قسم
کیا گرز نے میرے اُسکو زبون
یہ بولا تمھارا جو ہو مشورا
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی
کہا یوں کہ اے رستم نامجو
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
بہت نامداری سے پھر شاد شاد
یہ داد و دہش شاہ کی وہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہو وے خداوند تاج و سریر
سبھوں نے پذیرا کیا یہ سخن
کئی روز کے بعد پھر ناگہان

سو کیقباد سے شہ خسروان
یہ اُسمین لکھا تھا کہ اے تاجور
تحمل کی تھی اُسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج توران کو اُسنے تباہ
نہ کینے کو بس دل مین رکھیے کبھی
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
اودھر ہم اودھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا انکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملایا عدو کو تہ خاک و خون
کرو مجھکو آگاہ اس سے ذرا
سپہدار توران سے کی آشتی
ترے جسم کا ایک بھی تار ہو
روانہ کیے بجا بجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
انھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم شب و روز فرمان پذیر
بجا لائیے فرمان شاہ زمن
ہوا سو سے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد
لگا کرنے داد و دہش روز و شب
کہ آب و ہوا ہے بہت خوشگوار
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشورستانی کرون

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سازندہ حاضر وہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا اگر ہون مین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے انکی مثال
سپہ کھینچون اب سوے مازندران

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر
کہ قائم رہے افسر و ملک و مال
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت وہ شاہنشہان
وہ گرساسپ ستہم طوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پر گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
کہ تجھسا شہنشاہ باداد و دین
شہنشہ نے گفتار لطف وکرم
کیا اُسنے پھر ذکر مازندران
کیا زال نے عرض اے تاجور
فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تب نہ رخ سوئے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
منوچہر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوئے سوئے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیئے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادہر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھیں شاہ کو اس ارادے سے دور
نہ دیکھا کہیں اور سنا ہی کہیں
کہیں پیش زال ستودہ شیم
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
یہ سنکر خبر مین بھی آیا ادہر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین اودہر
عذر تو بھی کر اے شہ خسروان
کہ ہم ہین ترے بندۂ نیکخواہ

بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک
رکھیں خوب تھی یاد افسونگری
نہین ہے مناسب عزیمت ادہر
وہان بھیجے وے تھی یہ طاقت کسے
وہین زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لے جاکے جب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہین رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ مرا او سطرف ہے درست
رکھون تاکہ اس عزم سے مجکو باز
سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہے عرض اے شاہ عالیجناب

وے جنھین کہتے سنگ ہین اژدہا
اطاعت مین اُنکی تہے دیو و پری
کہ آئی نہین کامیابی نظر
کرشہ کو ریکھے باز اس بات سے
رفراسمین احوال سارا کیا
کہ یے حکم آتا ہے کیون ناجوان
یہ کیسے کیا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری یہ باندھی ہے چست
ذرا سوچ اے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
نہین یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاد نے زال کو — کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو
فریدون سے افزون ہو میرا حشم — منوچہر و جم سے نہیں ہو نہیں کم

خدا ہے مرا یاور و دستگیر — کرو ان جا کے دیونکو فرمان پذیر
طلسم اور افسونکو توڑون تمام — سر بد سگالان کو پھوڑون تمام

تو اے زال اور رستم پہلوان — طرف ہو مری یان رہو حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ — کرین بندے ہم او تو پادشاہ

بدلسوزی اے شاہ کشور کشا — جو کچھ عرض کرنا تھا میں نے کہا
مجھے کیجئے رخصت سوئے سیستان — کرے حکمرانی کوئی اور یان

معاون میں اُسکا رہونگا مدام — مددگار یاور رہین ہونگا مدام
غرض شاہ سے پھر سوئے سیستان — مرخص ہوا پہلوان جہان

رفتن کیکاوس برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک سیلاو تھا — اُسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ سونپا تجھے میں نے اب تختگاہ — کوئی آسکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو پہنچی خبر — معاون تمہارے ہونگے وہ آنکر
یہ کہکر جہاندار کشورستان — روانہ ہوا سوئے مازندران

گیا بے لئے وان لشکر بیشمار — یلان جہانگیر و جنگی سوار
بفرمان شاہنشہ نامور — گیا گیو لشکر کو لے بیشتر

جب آئی حد ملک مازندران — تو پھر وانسے وہ جنگجو پہلوان
زراعت کو یکسر جلاتا گیا — مکان خاک میں سب ملاتا گیا

ہوا سامنے جو بعزم ستیز — تو کھینچا اُسے بس تہ تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کنان — بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان سے وہ شہر کچھ کم نتھا — زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند — کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہو کے پھر نا امید — کسی دیو کو سوئے دیو سپید
کہا یون کہ اب جان سے تنگ ہون — کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون

شتابی مدد کر تو اے اہرمن — وگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار — وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا شاہ سے آنکر کینہ خواہ — ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی — وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی

گرفتار چنگال دیوان ہوے — پراگندہ دل اور حیران ہوے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے — کہ ہم خوش ہوے اس طرف آنکی

ہوا اس مکان کی خوش آ گئی تھین — قضا اس گلستان کی بھا گئی تھین
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے — کہ آگہ نتھا یانکے مین ریو سے

وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا — ولے میں نے اُن کا نمانا کہا
ہوا پھر میں آخر یہان آکے خوار — نہین چارہ تقدیر سے زینہار

جہان قید تھا شہریار زمن — نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاوس در مازندران و فرستادن کس در پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوے سیستان — روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر — سو اوس پہلوان نے زیان آنکر

بیان زال سے ماجرا سب کیا — طرف ہو یہ کاؤس کی پھر کہا
کہ اس وقت میں ہے ایل پیلتن — نہ لایا جو خاطر میں تیرا سخن

تو پائی سزا میں نے آخر لو آہ — ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہے زندہ باقی جو یان چند تن — سو ہیں قیدی پنجۂ اہرمن

یہ پیغامبر نے کہی جب خبر — تو دلگیر وہ ہیں ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا بصد افسوس سے — کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے

سو ہو قید اور رہم مر دجا سے — گذارین شب و روز آرام سے
یہی وقت یاری و امداد کا — کہ حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجھکو تاب جنگ — کہ کیسے ہوے سست بازو خدنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب — سو شہر مازندران جا شتاب

قلم نے قضا کے یہ فتح بلند — لکھی تیرے نام اے ایل ارجمند
خوشی سے یہ بولا یل نامجو — کہ ہر جنگ دیوان مری آرزو

وہ لے دوری راہ سے ہے خطر
کہا زال نے اُس سے ای پہلوان
گیا دو رکی راہ کاؤس تھا
بہت راہ مین ہین بلا عظیم
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کرون قتل وان لشکر دیو کو
تو ہو کامیاب ای دل نامور
لگی کہنے وہ درد جدائی ہے مجھے
اب اونکے چھوڑانے کو جاتا ہون مین
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار

کہ وان میر جانے تلک ای پسر
کہین تین رستے ہین پہنچنے کو وان
تو اوس راہ سے ای تہمتن بجا
ہر اک منزل اسکی ہے پرخوف و بیم
بتا یہ حق زیر چرخ برین
چھوڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو
رہے ہمقرین تیری فتح و ظفر
ستائے تو کیا فائدہ ہو تجھے
بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین

کہین بدسگالان ناپاک خو
دو راہ جو اونکا ہے وہ پر دراز
جو نزدیک کی اوسکی ہے راہ یاد
گر اس راہ سے جاؤ ای پہلوان
کرون فتح مین ہر بلا کو شتاب
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
بوقت وداع پیل نوجوان
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
غرض ہوکے رخصت سو تہمتن روان

مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو
نہین اسمین ملتا کوئی جا بجا
نہین آدمی کو وہے وان پناہ
تو پھر سات دنمین تو پہنچے وہان
طلسم اور جادو وستانکو خراب
دعا زال نے دی کہ لیل و نہار
ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان
کہ زندان مین ہین بندگان خدا
روانہ ہوا رستم پہلوان
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پربلای ہفتخوان برای رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو
تکا وہ سو جنگ مائل ہوا
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
اگر پھر بلا ہے کوئی آشکار

سر شام پہونچا نیستان مین
گیا خواب مین وہ یل نامجو
ہزبر دمان کو مقابل ہوا
روان اُسکے تن سے ہوا جو خون
کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار

کیا صید اک گور کو وان شتاب
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
اُٹھا شیر کہ سر پہ مارے دو دست
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو لیکے کون چلتا سلاح و سلب
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے

لگا کر وہین اوسنے کھائے کباب
طرف رخش کو وہین آیا دوان
چبا کر کیا اوسکو دانتون سے پست
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر
بڑا ہی گیا تھا یہ تو نے غضب
شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
ہوا پھر وہ دنبال آہو روان
کیا گور کو تیر سے پھر شکار
گئی جب گذر نصف شب جب وہان
ہوا رخش گرم خروش و فغان
خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون
کیا رخش نے پھر جو دیکھا اوسکو شور

تو رستم روانہ ہوا بیشتر
کرامت رکھے تو بندہ بیخبر روا
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلوان
اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگمان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون
تو جاگا وہین رستم پیل زور

نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین
نمایان ہوا ایک آہو وہان
کہ بیشک ہے بخشائش کردگار
سپاس خداوند لایا بجا
تناول کیے بس بناکر کباب
کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تھا
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
ہوئے پھر وہین اژدہائے پلید

ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین وہ
کہ آیا تہمتن کے آگے دوان
یہ دیکھ اُسکے دل کو پھر آیا قرار
اوتر رخش سے اونسے پانی پیا
ہوا بس وہین گرم آرام و خواب
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا
نہان وہ وہین زیر زمین ہو گیا
پھر اتنے مین نکلا وہین اژدہا
نہ زیر زمین ہو گیا ناپدید

نظر آیا کچھ چپ و راس جب / لیا رخش پر اونے خشم و غضب
وہ بولا دوبارا جگایا مجھے / خوشی آیا نہ آرام میرا مجھے
اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا / تو سر تن سے تیرے کرونگا جدا
پیادہ سے شہر مازندران / روان لیکے ہون تیغ دیگر گران
گیا خواب مین وہ یل ارجمند / تو نکلا وہین اژدہای بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش / ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
جدھر آوے تھا اژدہای سیاہ / اودھر رخش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آ گیا متصل ناگہان / ہوا تب خروشان و حملہ کنان
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا / وہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ / دلیری سے ماری وہین بیدریغ
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر / قوی اژدہا کی ذرا پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا / کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا
کہ اتنے مین آیا سو پہلوان / وہین کر کے وا اژدہا نے دہان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا / وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا
جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ / کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتون سے پکڑا اوسے دوڑکر / پھر اوس اژدہا نے اوٹھایا نہ سر
تہمتن نے ایک تیغ ماری وہین / ہوئی خون سے اوسکی رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہای دمان / تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان وطی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا اونسے پھر صبحگاہ / دراز آئی اوس روز درپیش راہ
سر شام پہونچا وہ ایک چشمہ پر / کہ سبزہ بھی تھا خوب وان تازہ تر
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین / تب آئی وہان اک زن مہ جبین
صراحی مے ہاتھ مین اوسکی تھی / نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
بہت خوب تھا اوسکے بر مین لباس / غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اوسکو بغل مین لیا / اور اک جام بھر اونسے لیکر پیا
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام / لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ ہون مین زن صالح و حق پرست / مجھے وہ خداوند بالا و پست
بیابان مین پہونچائے ہے نقل و مے / جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین / ہوا سنکے رستم مسرت قرین
بیابان تک وہ محظوظ و خرم ہوا / کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
سمجھا نا کہ یہ زن ہے اک سحرکار / ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار
ہوئی وہ بھی مستغرق حال جب / زبان پر وہ لایا وہین نام رب
سنا جسکہ نام جہان آفرین / ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار / کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اوسکو وہین اسیر کمند / غضبناک ہو پھر یل ارجمند
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا / زن ساحرہ ہون یہ اونسے کہا
قلم تیغ سے کر کے پھر اوسکا سر / گیا خواب مین وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو وان سے ہوا صبحدم رہ نورد / تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر / اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر
وہ طی کر گیا راہ تاریک کو / سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب مین وقت شب پہلوان / تب آیا وہان دشتبان ناگہان
جڑی ایک چوٹ آنکر پانو پر / ہوا اوہین بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان / کہ اولاد گرد دلاور جوان
یہانکا ہے حاکم بڑا ہی دلیر / کہ جسکے مقابل نہو نرہ شیر
تصرف مین ہے چند فرسخ زمین / پرندونکا بھی یان گذارا نہین
تو ہو جان سے سیر آیا مگر / گریزندہ ہو یانسے اب زود تر
دگرنہ جو اولاد آجائیگا / تو پھر ہاتھ جانے نہین پائیگا
مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان / کہ ضائع کہین تو نہووے یہان
یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین / پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہین
طمانچہ جڑا منھ پہ پھر اسقدر / کہ بتیس دندان جھڑے سربسر
گیا دشتبان پاس اولاد کے / کیا حال سے جاکے واقف اوسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہین
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے یون نام میرا ہی ابر
پھر اولاد بولا تبا یہ سب مجھے
بہ نیروے بازوی و فضل خدا
ترے تن سے بھی اب جدا سر کرون
کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
وہ جنگ آوران کھینچکر تیغ کین
لگا قتل کرنے چپ و راس پھر
وہ اولاد وانسے فراری ہوا
وہ جاتا تھا گاہ ادھر گاہ ادھر
پہونچ اسکی نزدیک ڈالی کمند
شجر سے دیا باندھ اولاد کو
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
کہ دیو سفید اور کاوس شاہ
یہ رستم نے چاہا وہین بیدریغ
کرونمین ہان شب و روز فرمانبری
وہانتک اگر لیچلے تو مجھے
پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
گرفتار ہے اور سر کوہسار
رہا ہو وہین اولاد کو پھر کہا
وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان
اور اک دشت پرگوش ہے درمیان
سراپا ہو تو سنگ و آہن اگر
کہ [illegible] ہے پھر تو اگر وان تلک
ہوا ساتھ اولاد کے پھر روان
غرض اک شب پہنچ وہ [illegible]
کہ آتش ہے افروختہ جابجا
وہ دیو سپید اور بھی دیو سب

یہ سنکر سپہ سینکے آیا وہین
مجھے تک تبا نام ہے تیرا کیا
قوی زن نہ ہون شل پیل و ہزبر
کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے
سہ منزل ہین کین دفع ہر سہ بلا
ہے تیغ یکدست لشکر کرون
نہ ہرگز بڑھا آپ پھر پیشتر
سو رستم گرد آئے وہین
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر
وہین دشت پیمای خواری ہوا
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اٹت دیکھکر رخش پر ہو سوار
کر بے نام مارا انجا وہی تو یہان
دلیر و نکار زہرہ ہین آب ہو
یہ بولا وہین رستم نامور
چہارم یہ منزل جو دیپنک ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سوار و نسے بولا کہ یکبارگی
اکی پہلوان بیشتر تبتے تھا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اگرچہ سا جز یل نامدار
اوسے بند کردہ پھر اشہسوار

مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سنکر یل نوجوان
ہمین گر کہین وہ مری نام کو
رہ ہفتخوان سے یہان آیا ادھر
تو تو سدرہ اے بد اندیش ہے
تو بس اوڑ گئے ہوش اوسکی تمام
کرہ حملہ دوڑا اک بارگی
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
سپاہ بانہین یکسر پریشان ہوئی
ہوا اوسکے دنبال وہین پر وہ شیر
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
ہوا استراحت کنان نامجو
تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہی اوسنے القصہ سب داستان
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو برآئے تیری بھی دل کی امید
وہان شاہ کاوس گردون شکوہ
تب اسپر تہمتن ہوا مہربان
مراعات تجھپر کرون بیشتر
کہ ہے دیو زاد و نکی آرامگاہ
ہزار دو صد فیل جنگی ہین وان
لگا کہنے اولاد سے پیلتن
مٹاتا ہون کیونکر تہ خون و خاک
مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہان
کہ دستور انکا ہے ہر شب یہی

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوے تھے جو رزم آور و کینہ خواہ
کہ اولاد کو بھیجے زیر تیغ
کرون رات دن خدمت چاکری
تو کشتہ کرونمین نہ ہرگز تجھے
یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نامجو
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار
و لے قول اور عہد و پیمان لیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
گذا اوس مکان سے ہے دشوار تر
تو وان دیکھتا پھر کہ زیر فلک
یل پیلتن رستم پہلوان
ہوا دشت میں پھر رہ نورد
جو پوچھا تو اولاد نے یون کہا
سکونت گزین ہین وہان شب

وہ احوال کر تو مفصل بیان
بصد عجز اوسنے کیا یون بیان
لگا کہنے رستم کہ کاوس شاہ
تباہ نے تو کر جائے دیو سفید
مکان ایک ہے درمیان دو کوہ
دیا جبکہ زندان کا اسنے نشان
کہا یون کہ اب رہنمائی تو کر
وہی شہر مازندرانکی ہے راہ
سوا اسکے اے پہلوان جہان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
کرون سہ بمیں کس طرح جسکو لاگ
جہانتک تعلق تھا اولاد کا
کہین نصف شب قلعہ کوہ پر
کہ دروازہ شہر مازندران
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی

نکل غار سے وہ مقابل ہوا
دلیری سے پھر لیکے نام خدا
بغلمین لیا اپنی رستم کو داب
ادھر یون کیے تھا یل نامجو
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
زمین پر یکایک پڑی جو نظر
اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
نگہ کی جو رستم نے پھر سوے غار
کر باجان دیو سپید لعین
یہ کہکر کہا پھر کر اے نامدار
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
دیا مژدہ تیغ جب شاہ کو

سو رستم گرد مائل ہوا
کیا زخم شمشیر اوسپر رہا
لگا زور کرنے وہ ہمانہ خراب
کہ اب دیکھیے جانبری کیونکہ ہو
ادھر اور ادھر سے درشتی ہوئی
تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر
دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو
تو کشتہ بہت پائے واقف یوسا
ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین
کچھ انعام کا ہون مین امیدوار
یل پہلتن نے حوالے کیا
تو شادان ہوا خسرو نامجو

اوسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
ہوئی خستہ اوس زخم سے ران دیو
جوان نے بھی اوس دم کیا خوب بند
کہ تھا اودھر دل مین یہ دیو سپید
بہم ہو گئے عاجز ہوے پھر جدا
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
کیا وو ہین خنجر سے اوسکو ہلاک
یہ پوچھا انھین قتل کرنے کیا
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے
تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
تہمتن وہانسے پھر اشاد شاد
لگا کہنے پھر شاہ باداد دین

پنہ لیگیا سوے یزدان پاک
وہ لیے دوڑ کر اسنے کرکے غریو
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
کہ ہون جانسے آج مین ناامید
جدا ہو گئے یکدم توقف کیا
ہوا دل قوی رستم گرد کا
نکالا جگر دل کیا اوسکا چاک
ہوا اب اوسکو اولاد نے یہ دیا
جہنم مین ساتھ اوسکے یکسر گئے
اگر دن جا کم شہر مازندران
گیا پیش کاوس فرخ نہاد
کہ اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاوس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیو ؤنکا تھا بید نام
وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو
یل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک بہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جادوان نے بڑھا کر کے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہوے ساتھ رستم کے جب بہر جنگ
ہمین ملک پنا حوالے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزار دن ہین یان دیو پیکار جو
تو نازان ہے اک رستم گرد پر
ترے ساتھ جینے برا کیا کیا
تو جا خیر سے سوے ایران زمین
فرستادہ لیکر جواب پیام
بڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہی عاقل ہوش ہین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہی مثل پیل بلند
شہ جادوان نے وہین پیشوا
اُسے دیکے جولان طرح تیز سے کیے
اشارہ ونمین کہنے لگے یون بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و بیخود ہوا اس قدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو

ہوا او ملیٹ سے شہ ذوالکرام
وہ گرگین و بہرام و خیل دلیر
سر کرہی زرہ تھا بجادو کمان
رہی زندہ رہ شب بائز عیش سب
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا
لکھا تھا کہ اے گرد نو آزما
خبر یہ افگنی ہے مدا اُسکا کام
تو وہ دو دولت گشتہ ہو نگی تمام
تجھے خود بخود خبر ہی کہ جا اگر
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
قوی بازو و کینہ ور تند خو
یہان ہین ہزار دن یل نامور
کہ زندان ہین تجھکو زندہ رکھا
نہ ہرگز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب منہ موڑ
کہ پرداخش زنہار بہتر نہین
رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران
کیا جا کے یون مردمانی بیان
رکھے ہی دہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کیے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اوسے
کہ دکھلاوین کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اُسے شاہ مازندرانی کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو

وہ لایا وہان ایک اورنگ زر
ہوے ایستادہ پئے پاسبان
سحر تو ہوئی محفل انبساط
سوی شاہ مازندران بعد ازان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان کہجو ایران آیا یہان
وہ دیو سپید اور اولزنگ دیو
کہان ہین مستے تجھے رزم کی اُس سے تاب
ترے حق مین بہتر ہی فرمانبری
کر دیو سفید اور ارزنگ اگر
سوا اُنکے ہین پاس سیر شہا
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون
رہائی تری ہوگئی ناگہان
کرونگا تجھے قید گر اکبی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ یہان
مجھے نامہ لکھدیجے ابکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین تیری لشکر سے ڈرتے ہین ہم
اگر آکے حاضر ہو یان ایکبار
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر
کہ آیا ہی پھر اے شہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران
یل پیلتن نے اونہین دیکھکر
بہت گرد اُسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہوگئین اُسکی رگہائی دست
خبر سنکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اوسے زخمی و خستہ کر
نہ مجھسے ہم پنجہ ہوا جوان

ہوا او سپہ کاؤس کے جلوہ گر
کمر بستہ جون بندگان با ادب
مہیا ہوا ساز و برگ و نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ روان
کہا یون کہ لکھدیجے اسکا جواب
قوی روز ہے مثل شیر ژیان
جہانمین تھا قوت کا نجکے غریو
تو حاضر ہو یان آنکے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا ضرر
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
غنیمت سمجھ اُسکو اب بیگمان
تو جیتا نچھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیان
کہ تا جاؤ نہین وان فرستادہ وار
پھر اُسنے رقم دو ہین نامہ کیا
نتجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک با کر و فر
عجب شان و شوکت کا ہی وہ جوان
اوکھاڑا وہان اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما وہ ہین پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہی جوان
دل اوپنجے کو اسکے شکستہ کر
کہ دیکھون ترا مین تو زور و توان

مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر ہیں کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہیں
تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو باہر نہ انداز سے دھر قدم
نہ برباد دے اپنا دیہیم و تخت

کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
گیا جب حضور اُسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہوں جاکر کمترین
لکھا پاسخ نامہ اُوسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان بر دار کھر رستم
روانہ ہوا کہ کے دشوار و سخت
کیجے اب آراستہ ساز جنگ

اُسنے بھی کیا ایک دو ہیں بول
دکھایا اُسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یاں تجھسے ہو دعوی ہمسری
بزرگون نے تیری بجا لکھا
تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاوس جب
روان ہو جیسے شوق بیدرنگ

لیا اُسکے سر پنجہ کو غرق خون
کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
ہوا غرق غضب شاہ مازندران
کہ تو ہی نگر رستم پہلوان
وہ بر جگر ہوا پھر نہایت خفا
نہ ہو ہیہات جو یاسے فرمانبری
کہ تا سوئے مازندران لاوین یہ رو
کہ کاوس کی کر اطاعت تم ہا
وہ آیا تو بولا لارزے کہ ظلم ہے

جنگ کاوس شاہ با والی مازندران وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم وظفر یافتن

ادھر سے جہاندار کشور ستان
کوئی دیو جو تھا وہان بیدرنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر ہم حملہ آور ہوے
ہوا رہ فرہ رستم درخشندہ جیسے
وہین غیب سے پھر یہ آئی صدا
لیا حملہ اور ہو ساری سپاہ
کھڑے اُسکے آگے تھے پیلان مست
رہا ہاتھ سے گرزا وہ کیا دم ہوا
لیا پیلتن لیکے اُس تیر سے کو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
کہ اس زخم سے ہو گئے غرق خون
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لا کے رکھا وہ کوہ گران
نکالے شہ جادوان سنگ سے
یہ آواز سنکر شہ جادوان
وہین کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
گریزان ہوے مردم و اہرمن
شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ
بہت ہاتھ آیا وہان مال و گنج
جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
کنیز و غلامان زرین لباس
پھر اولاد کو بانٹا از طرب
بہت اسنے کی خدمت و چاکری
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو

ادھر سے سپہدار مازندران
ہوا آکے رستم سے ہمپاے جنگ
کہ یکبارگی آپ تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا جیسے فوج
ہزارون تن آدمی بے سر ہوے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
کرو فوج مازندران کو تباہ
کیا گرز سے اُسنے ہر اک کو تباہ
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ جادوان سے ہوا رزمجو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا رزم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
کہ چھٹنے لگین ابر آتش زروے ہوا
بلا ہی نہ اونسے ہوی سب ستوہ
خوش و خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی ہمین اب تری جنگ سے
ہو نکالا تو کاوس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اُسے بیدریغ
پریشان ہوے نیز ہر چہ کہن
ہو جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوا دور یکدست بہر لیسے رنج
بخشش وجود مائل ہوا
بسبب بہت و شفقت بیقیاس
حضور جہاندار کرکے طلب
بہر لائق عزت و برتری
کرو سے عنایات اولاد کو

صف آرا ہو پھر جا کے میدان مین
لگا چمکا اک رخ نوک سنان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوا گرد ہو کر غبار زمین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہ یا رب عرصہ ہم قرین ہو ظفر
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن ہو شاہ مازندران
کشادہ ہوئی راہ جب سر بسر
زمین گیو نیزہ وہان لیگیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
پہونچکر وہین شاہ کاؤس کو
تو سینے کیا زخم نیزہ رہا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اوٹھالا دین اس کوہ کو زور تن
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
تو حقیقی سے سر رستم نامدار
غرو شان ہو جوان شیر نر سے سنگ
و گر نہ ابھی لیکے تیغ و تبر
لگا کہنے کچھ اسمین لا و نہ باک
جگر خستہ ہوا شاہ مازندران
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوے مردم شہر و دیوان تمام
سپاس عنایات و لطف خدا
دئے بیبہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
کیا عرض رستم نے اے بادشاہ
حکومت یہ مانگی اسے دیجیے
کیا حاکم شہر مازندران

ہوا حشر برپا پھر اک آن مین
سر دیو کے پھر نہ قالب مین جان
ہوئی خون سے گیتی زمین لالہ گون
گیا تا سر سقف چرخ برین
رہا گرم یکہفتہ بازار جنگ
زبون ہو وین پہلوان بیدادگر
گیا سوے تاورد گستاد شاہ
شتابان ہوا مثل پیل دمان
گیا راست شہ رستم نامور
تہمتن کو جاکر ہوا دے کے
شہ جادوان بنگیا شکل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
اور اوس دم یہ دل مین گمان ہے مرا
یہان خستہ حیرت مین ہر اک گروہ
یہ سنکر وہ زور آوران سر بسر
اوٹھا لیچلا وان سے کوہ گران
بہت گوہر و زر کیا وان نثار
تہمتن یہ بولا کہ ہان بیدرنگ
کرون ٹکڑے اس کوہ کے زود تر
ٹلا اب اسکو تہ خون و خاک
ہزیمت پڑی فوج کے درمیان
ہوا داخل شہر مازندران
پرستار شاہنشہ ذوالکرام
جہاندار کاؤس لایا عجب
زر و ملک واسپان و بازر زین زر
ہوا پہلوان کا فزون افتخار
یہ اولاد ہے بندۂ نیکخواہ
جہان مین سرفراز اب سب کہیں
فزون کی وہین اوسکی توقیر شان

وہ رستم اور طوس عالی وقار ۔ وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ تھے سب گردان جنگ آزما ۔ زر و ملک اونکو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تباہ پایا اقبال و نیرو سے بخت ۔ ہوا مازندران سے لیا تاج و تخت
تو پھر سوے ایران بفتح و ظفر ۔ روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی ۔ کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے ۔ بلند اقتدار و زبردست ہی
کیا جسنے تسخیر مازندران ۔ ہوا خیل دیوان پر اب حکمران
ہوئے سرکشان سنکے اندیشہ مند ۔ مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز ۔ ہوئے گام فرسائے راز و نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج ۔ حضور اسکے بھیجا برسم خراج
اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر ۔ تو اُسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت بحروان شہ نے تسخیر کیے ۔ مکان ملک توران کے اکثر لیے
نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران ۔ مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایان ہوئی اُس سے جب سرکشی ۔ تو کی شاہ نے اُسپہ لشکرکشی
کیا استقدر پہلوانون نے تنگ ۔ کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام ۔ صنوبر بقد و گلرخ و لالہ فام
جہاندار اُسکا ہوا خواستگار ۔ نہ انکار اُس سے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان ۔ ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان
سر ملک ہاماوران برقرار ۔ مراعات کی اور بھی بیشمار
پیام سپہدار ہاماوران ۔ یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے ۔ یہان تک قدم رنجہ فرمائیے
قبول آپ مری میہمانی کرو ۔ مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال اس بات کو ۔ ولیکن وہ حیلہ از فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار ۔ مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے ۔ بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعے کے درمیان ۔ کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار ۔ گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان ہفت دن بعیش افزا رہا ۔ نہ وسواس اندیشہ ہرگز گیا
تمنائے سالار ہاماوران ۔ بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت مین حاضر رہا ۔ جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
کمون کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا ۔ شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو ۔ کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ ۔ تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب ۔ سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران مین ۔ کیا ملک تسخیر اک آن مین
بزرگان ایران نے پھر زینہار ۔ اطاعت کی ترک کی اختیار
گئے زابلستان مین رستم کے پاس ۔ شکستہ دل و پرغم و بیحواس
کیا جاکے احوال سارا بیان ۔ کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا ۔ تو یون شاہ ہاماورانکو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران ۔ کہ نیرو سے بازو سے میرے وہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک ۔ سنے دیو سرکش تہ خون و خاک
تمھین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو ۔ باعزاز و اکرام یان بھیجدو
اگرنہ سواران زابلستان ۔ بھنجوئینگے ہاماورانکا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران وجنگ کردن وظفریاب شدن کیکاوس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی
پڑھا جبکہ نامہ کا اسنے جواب
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا
کیا پہلوان نے مبارز طلب
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب
سراسیمہ وہین گریزان ہوے
جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ
سو تارک سے ہر مصر بلے
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران
جہاندار کاؤس باکر و فر
روان سوے ایران ہوا بادشاہ

نہایت ہی دشوار اب مخلصی
تو پھر زابلستان سے جون گنج آب
شہ مصر و بربر کو یاد رکیا
اجی جا ہے جسکا مقابل ابھی
سگے پہلوانان بھی ناچار تب
یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوے
تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ
کیا گرز پر رستم نے جب دم رہا
ہوا الغرض وہ گرفتار بند
شتابان سو فوج بربر ہوا
گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
ہوا آنکہ جو مند امن و امان
ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر

اگر تو بھی آویگا میدان مین
روانہ ہوا سوے ہاماوران
غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ
ہوا دل مین ہر ایک کے پیدا خطر
کیا قصد رستم نے پیکار کا
پھر آیا نہ میدان مین اک سوار
گئے سامنے پہلوان کے دلیر
بچا کر وہ ضرب اُسکی بھاگا وہین
شتابی سے گرز بین سے اسکو جدا
گریزان سواران بربر ہوئے
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
سپاہ سہ کشور بصد آرزو

تو ہوگا گرفتار اک آن مین
یل پیلتن لیکے فوج گران
تہمتن سے اگر ہوے کینہ خواہ
کیا رزم سے اُسکی سب نے حذر
ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا
مقابل نکو کی ہوا اُنکے نہار
مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
ولے بخت بد سے تھا چار انہین
اُسے مردمان کے حوالے کیا
نہ یک پہلوان رزم آور رہے
چلی نامداران ہوئے دستگیر
چھٹے قید سے طوس گودرز بھی
ہوئی پھر کتاب سے نامہ
زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران وبجنگ آمدن افراسیاب والی توران وہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب
سپہدار توران نے پھر یون کہا
کرون صاحب تاج و افسر اسے
پھر آیا سو رستم افراسیاب
تو سالار توران ہراسان ہوا
ہوئے کشتہ تورانیان یان تلک
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست
مکان پائے نادر بزیر فلک
سو اسکے ہر جا تھے شیشے لگے
ولیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام

سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
کرلے پہلوانان جنگ آزما
سوا اسکے دون اپنی دختر اسے
ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
سراسیمہ جان سے گریزان ہوا
کہ کشتون کے پشتے ہوئے تا فلک
ہوئے سرکشان جہان جب پست
بنائے بہت کوہ البرز تک
جہاندار کاؤس کے حکم سے
وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام

صف جنگ آراستہ وان ہوئی
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد
یہ سنکر کوئی مرد میدان مین
یل پیلتن لیکے گرز گران
دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ کین
گیا سو توران پھر افراسیاب
ہوے شہ کے محکوم دیو و پری
کرون اُن مکانون کی تعریف کیا
غرض دیو فرمایش بادشاہ
گزشتہ کو کسیطرح کیجے ہلاک

جہان مین قیامت نمایان ہوئی
کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد
گئے اور ہوے کشتہ اکثر وہین
ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
لگے کرنے جون بندگان چاکری
کہ تھا ہر مکان دُر و یاقوت کا
سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ
جہان مین رہین تاکہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سنکے وہ خیم دیو
گیا اس وہین پیش گیہان خدیو
گیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہی خسرو خسروان زمان

ولے حیف ہے یہ کہ راز فلک
نہین تجھکو معلوم کچھ اب تلک
کواکب کی گردش کا بھی ہے نہار
نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوے آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہان
سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اس سے پھر تاجور
کہ تو لیچلے گا مجھے کسطرح پہ
تو مین تجھکو انعام دون بیشمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اسکی کرون
سر چرخ پر آپ کو لیچلون

رفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس وہ خیم دیو
کہا یون کہ راضی ہے گیہان خدیو

ولے اسکی تدبیر فرمائیے
کہ کر دونیہ کس طرح لیجائیے
اتہائی وہین اسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی و نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اسنے جنگل سے منگوائے چار
کھلایا انھین گوشت شام و سحر
قوی زور انکے ہوئے بال و پر

انھین ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر انکو فاقہ دیا
رکھی ران بر لگا کے اک نیزے پر
گیا ایک طیار پھر تخت زر

عقاب انکو باندھا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے
کہ اب بیٹھیے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصہ یہ تمام سیر آسمان
کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان
اوڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سو گوشت پرواز کی پھر شتاب

یہانتک انھین نے پرواز تھا
ہوے اوج گیر آبروے ہوا
نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشہ چین مین وہ تاجدار
گزند اسکو پہونچا نہ کچھ زینہار
گرے بکرے ہوے تھا قوی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

چہل روز غمگین و خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا
شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا اسنے کیا رسم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین رات کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
وزیرون نے القصہ کی جستجو
روانہ کیے دیو ہر چار سو

گئی آگے دیوون لے پھر یہ خبر
کہ ہر بیشہ چین مین وہ تاجور
روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لاکے سوے تختگاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز و رستم نے وان آنکر
ملامت بہت کی کہ افسوس ہاے
ہوئی یک قلم گم تری عقل و راے

ستم ہو کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ
ہوا تو گرفتار خواری سے بار
ولیکن نہ سمجھا فدا زینہار

بنا خوب کیا تجھسے کار زمین
گیا پھر جو قصد سپہر برین
یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
کیا شغل داد و دہش ابتدان
کیا اسکہ عمل کو صبح و شام
شہنشہ سے راضی ہوے خاص و عام

سر تاجداران تھا گیہان خدیو
پرستار تھے اسکے انسان و دیو
جہانمین کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

لے دہر مین اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر شہ نامور
مگر باندھتا جاد وان بندہ وار
شب و روز ہوتا وہ خدمتگذار

کہی یہ شاہ خلائق پناہ
ہے اس جہان مین یہ تیغ گاہ
ہمیشہ قلم کی ہین پھیرون عنان
لکھون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایکدن جو دل نامدار
گیا دشت مین جو یہ آشکار
کہا سیر اک گور کے کھا کباب
گیا پھر وہان اسنے آرام و خواب

کسی سمت سے آگئے ناگہان
سواران ترکان جیا روان
تو انسے ہی رخش ڈالی کمند
لیا گردن رخش کو زیر بند

گئے جبکہ نزدیک اُس رخش کے
پکڑ لیگئے ترک دانسے اوسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو
کرم کیجیے میرے ایوان پہ اب
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
پس پردہ وان رات کو ناگہان
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
ولے تیری مدت سے دیوانہ ہون
کسیکی نہون جفت تیرے سوا
بجا لائی مین شکر الطاف رب
غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دلستان
تو لا کر بجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا
تو یہ مہرہ تو اُسکے بازو سے باندھ
تو اُسکے مقابل ہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی پنجہ مانند سام
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بت دلستان نے وہان
یہ ہر کوئی پوچھے ہی ہان صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی لیداران وہ بت مہ جمال
کہ بھیجوان کسیکو حضور پدر

تو اُسنے لگد اور دندان سے
کیا جفت اک مادیان سے اُسے
پیادہ بسوے سمنگان گیا
تہمتن سے جاکر یہ اُسنے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
بسر کیجیے اب بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا تھا مکان
نمایان ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پری چہرہ و ماہ پیکر ہون مین
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
تمناے دل تھی یہ صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب
مرے باپ سے میری درخواست کر
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر بدین
سو رستم نے اُسکو حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
بہت اُسکی خاطر پریشان ہوئی
رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان مین لیل و نہار
سہ یاقوت بھیجے تحفے اور لعل و در
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دختر یان
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
یل پیلتن گرد کشورستان
ثنا گوی سام و نریمان و زال
کہ ہوئیگا وسے دونون طرف کی خبر

کئے چند کس کشتہ اک آن مین
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہنچی خبر
ترے ہم ہین فرمانبر و نیکخواہ
مرا رخش لا دے ترے مردمان
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپ کا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
سمنبر گل اندام و شمشاد قد
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
ہوئی حال سنکر تری خوبیان
کیے تجھسے تعین سینے یہ مردمان
یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
وہ چاہے ہے مجھسے زیادہ تجھے
سحر موبد شاہ کو کر طلب
ہوا اس سے ہمخواب یکشب جوان
کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہر کا
طلب رخش اپنا کیا بعد از آن
غرض نو مہینے گئے جب گذر
وہ کہتا ہے لطف و نمین کیسا اسکا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر
غرض آکے تہمینہ سے ایک روز
کہون کیا مین اُنکو تباہ ہی کیا
دلیران گردان روے زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولا کہ اے لعبت فرخندہ فال

رہائی ہوئی پر نہ میدان مین
نہ دیکھا کہین دشت مین رخش کو
کہ آیا یہان رستم نامور
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجھکو پہنچا یہان
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
سحر آپکے پاس آجائیگا
شراب مصفا و نقل و کباب
پری چہرہ مہ رو و خورشید خد
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
سہون جور کیسی مردمان سے نہان
خدا سے کیا عہد مینے کہ ہان
کہ لا دون ترے رخش کو اب یہان
کرون تا حقیقت مفصل بیان
کریگا نہ انکار اثبات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر تجھسے ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوارانہ سپہ ہو کر ہوا پھر روان
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل لالہ تھا
لگے ڈرنے مردان شمشیرزن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک دل فروز
یہ سنکر پریچہرہ نے یون کہا
کوئی زینہار اُسکے ہمسر نہین
تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زنہار دل مین خیال

ترا نام سنکر جو رستم ہے تجھے
سکھے گر تو سب بات بعض و کین
ہوا تند وہ کودک ارجمند
سواران ترکان و مردان کار
بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر
جو رستم پدر ہے تو اوز ہین پسر
ہوا گرد سہراب پھر یہ تن سان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
ہوا بچہ رخش جب یہ خبر دہ
سوار اسپہ ہو کر بل تیز راد

بولا شے تو پھر رنج و غم ہے تجھے
یقین ہے کہ تجھکو وہ چھوڑینگے نہین
یہ بولا نہین بات یہ دلپسند
فراہم کرون لشکر بے شمار
کرون اوسکو ایران کا تاجور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
گیا اسپ اوسنے طلب لیکن ازان
سواری کے لائق نپایا کوئی
تو شادان ہوا وہ دل نامجو

سوا اسکے وہ شاہ افراسیاب
غرض ہے یہ بہتر کہ تو زینہار
رکھو نہین نہ پوشیدہ نام پدر
پھر اک دم مین لون تخت کاوس کا
کرون قصد پھر سوے افراسیاب
پری چہرہ مانند ابر بہار
دکھاوے او سے گئے شہ ذی تمام
سر پشت ہاتھ اوسنے جسکے رکھا
کہ وہ باد پا چست شادی لیتہ تھا

کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
تکر باپ ہے کے نام کو آشکار
نہین مجھکو ہرگز ہے کسیکا خطر
مٹا دونہین نام و نشان طوس کا
ہو تخت یون اسکا جا کر شتاب
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
کہ جنین ہر اک اسپ تھا تیز گام
شکم اس ہیونکا زمین سے لگا
قوی زور و چالاک و بالیتہ تھا
نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روانہ شدن سہراب از توران بسمت ایران

برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر ہدار ایران را تمام

جو انمرد نے قصد ایران کیا
لگا کہنے پھر یون کہ اب ہے یہ عزم
ہوے متفق اسکے تورانیان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
کمربانده کر کینہ خواہی پہ چست
روانہ کیا فوج کو پھر ادھر
یہ افراسیاب اوسنے کہنے لگا
پدر ہے پسر اور پسر ہے پدر
قوی زور سہراب ہے اور دلیر
کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہان
کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا
دلیری سے سہراب نے بعد ازان
وہان ایک تھا گزدہم پہلوان

مہیا لڑائی کا ساماں کیا
کردن شاہ کاؤس سے جاکے رزم
سے لگے کرنے اغوا اوسے ہر زمان
پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کیا قصد ایران جو تو نے درست
کیے اوسمین سرکردہ دو نامور
کہ رکھیو نہ راد ہیان اس بات کا
شنوا شناز نہار ہمہ گر
یقین ہے کہ رستم یہ تہمتن کو زیر
اسے بھی ملانا تہ خون خاک
ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر
ہوا سوے اقلیم ایران روان
سو جنگ سہراب مائل ہوا
ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
روان کرکے پہلو مین اسکی سنان
اور اوسکی تھی اک دختر داستان

زرہ پوش مردان جنگ آوران
سر تخت کاؤس رستم کو دہان
کہ ہم جانفشانی کرینگے ہر سبب
کہ بدخواہ میرا ہے کاؤس شاہ
تو مین ہون رقیب اب ترا اے جوان
سنو نام کا اونکے مجھ سے بیان
کہ سہراب رستم سے واقف نہو
اگر جہد و کوشش یہ ہیچ و ہبا
بوقت و غا رستم نامجو
جو گشتہ ہون یہ دونون جنگی سوار
سوا فوج کے اسنے بیدرد و رنج
کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار
مبارز کیا جبکہ اوسنے طلب
دیا اوسنے پاسخ کہ بد بین ہے
بہت زور اوسنے کیا کین سے
اوٹھا زین سے ٹپکا دی اسکے نیچے
سو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر

فراہم کیا لشکر بیکران
سپہدار اقلیم ایران کرون
نجھو ڑینگے کاؤس کو زندہ اب
یہ ہے آرزو اوسکو کیجیے تباہ
کرون تیرے شامل سپاہ گران
کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما
اگر ہو وے گشتہ تو سہراب کو
ہے پھر کسے طاقت کارزار
روانہ کیا پیش سہراب گنج
ہجیر دلاور تھا وان قلعدار
گیا سامنے اوسکے سہراب تب
قوی بازو و زورمند و دلیر
ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
اوسے لیگیا پھر گرفتار کر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

جہان میں تھا گرد آفرید اسکا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
ز غش سوئے سہراب وہ شیر زن
سنان سے اوٹھایا اوسے زین سے
سوار اسپ پر ہوکے پھر دلربا
اسیر کمند ایسی پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو میں دون تجھے گنج و زر بیشمار
گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنین
کہ اس دژ میں رہنا نہیں خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بے قرار
گیا ہمش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہی عمر میں خسرو دہر
مقابل ہوا جبکہ اسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ اے پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے اے پہلوان جہان
ہوا گیو نامہ کو لیکر رواں
یہ پوچھا کہ اے گیو یہ کر بیان
یہ دلمیں لگا کہنے وہ پیلتن
یہی طفل شاید کہ ہے یہ جوان
دروغ اسکی مان کیونکہ کہتی یہان
کہ بیچون رواں ہو گئے یان شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
نہیں اب ہے لازم توقف یہان

سپہر جنگ کے یاد اسکو تمام
لباس نبرد آستہ کیے زیب تن
تو سہراب حیران رہا دیکھکر
ہوئی جون نگاہ اپنی تارک فگن
سر خاک پٹکا رہ کین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سپہر چین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اس پہ ہان
کہ اس قلعہ میں ہے مرا اختیار
پدر اور برادر سے اسنے وہین
گریزان ہوا الغرض وقت شب
گیا قلعے میں پھر یل ناجو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر زلف وار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار
کم از چار دہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا کرکے دو میں اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشور ستان
جہانگیر ہے تیر اگرز گران
زبون اس سے ہیں پہلوان سب تمام
نہیں کوئی اسکے مقابل یہان
بفرمان شہ سوئے زابلستان
کہ کس شکل صورت کا ہے وہ جوان
کہ چاہی تھی میں نے منگائیں زنان
جسے سام پیکر کہے ہے جہان
بھلا کسلیے مجھسے رکھتی نہان
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن یک وہ شادی کنان
بجالائیے حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
شتابی سے ہو باد پا پر سوار
گمان لیگیا زن ہے یا ہے مرد
لگی جھٹ پٹا چھوڑنے تیر جب
تو لے دخت نے کھینچ تیغ کین
دلیری یہ اسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کھلا دلستان ہے یہ سہراب سے
رہا اسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
بنایا کہیں مرد مان کا نشان
ادھر تھا یہ ہمدوش خشم و ظفر
جوان ایک آیا ہے توران سے
وہ ہے پیلتن ہے جوان دلیر
کہی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیوں کا ہے پشت پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا دلیر زور سے
ہوا نامہ طیار جب سر بسر
وہاں جا کے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتی ہیں یون خاص و عام
تولد ہوا ہو و اس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اس قدر
یہ پھر گیو نے روز رستم کہا
یہ بولا وہین رستم نامدار

ہوا وقت بیگانہ زندہ اسیر
دلیرانہ آئی پہ پیکار زار
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزہ کو بس وہین
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوکے سر بسر موئے سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے
دیے عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان
ادھر گژدہم قلعے سے بھاگ کر
شتابہ سے سالم و نریان سے
قوی بازو و چست مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہے سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہان زور کا اسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان یہ آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم کہ یہان خدیو
ذرا بادہ لالگون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
مگر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

نہین کوئی پہونچے مرے زور کو
غنیمت ہی یہ صحبت ہمہ گر
ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
زوارہ جو اُسکا برادر تھا خورد
تو وہین وہ شاہنشہ نامور
کہ اتنا توقف وہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جب کا دہین اُسکا دستا
سمجھتا نہین کون کاؤس ہی
مخاطب ہوا پھر سو شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر رکھا اپنے تاج شہی
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال کو ذر سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نکر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہی
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کہے ہے یہی گرد ہر ایک یان
خدا کے لیے اسے پیل نامور
سمند عزیمت کی پھیر اب عنان
زبان پہ ہو لوگو نکے پھر یہ سخن
یہ سنکر وہین رستم پہلوان
یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرین آج ترتیب بزم طرب

یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہی آخر کار چلنا اودھر
تو پھر زابلستان سے باگرد نبرد
اُسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگین رستم و گیو پہ
ہر احکم لائے نہ ہرگز بجا
کہا جلد لیجا انہین سوئے دار
خروشندہ پھر ہو کے جون شیر مست
مرے آگے گیا جبکہ پھر طوس ہی
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تو خس سے بھی کمتر ہی پھر تاجور
کہ و ملک ایران مین فرماندہی
پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ شہی
روان سوئے زابل ہوا نامدار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب نتھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاری ہی دانش سے کاؤس کے
سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان
تو ایرانیون پر ذرا رحم کر
تو ہرگز نجا سوئے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹتی مجھسے یہ خو سرشت
ہوا تند پھر تجھپہ بے اختیار
کہ مہمان ہون تیرا مین آ بادشاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے شب

کدا اونگا جب اسپ کو جاودان
رہا ہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض ہو کے منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون زروئے غضب
زبردست تھا طوس ہر چند پر
پھر اوسنے سوئے رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہی کون نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تبہ کاری کی تونے اب اختیار
دلیران گردنکش و نامجو
ولیکن نہ اقبال نے ہی کیا
ہی میری سزا تونے جو کچھ کہا
جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان
کہا اُسنے یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
ہوا اوس سے گودرز وہین پر روان
تمیز اُسکو اے پہلوان کچھ نہین
تو ہو ویگا آزردہ شہ ہی اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہی تو
اگر نہ ہون گردان توران دلیر
یہانتک ہراسان تو ہیسان ہوا
اٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے ہی یہان
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
اگر کچھ حکم ہووے سو لاؤن بجا
سحر یا تسے لیکر سپاہ گران

رہ بیگانہ سہراب کا پھر نشان
خوشی سے رہے باد کش روز و شب
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
گیا پیش کاؤس جب پہلوان
کہ دونو نکو دار پر کھینچ اب
گیا رستم نامور سے حذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
جو بیجا کیے کھینچ مجھے دار پر
نہین ہی کسیکا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہے تمہا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہنے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نتھا
بجا ہی روا تونے جو کچھ کہا
تو بیدل ہوئے دو وہین پیر و جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جاکر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کہی بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر
کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہی تو
دلیری کرین اسکے مانند شیر
کہ بے جنگ یا تسے گریزان ہوا
کہا پھر کہ اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ جو تجھسے اے پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد تب یون کیا
کہ ہو دشمن کینہ جو ہو روان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر — تو کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کر کے طلب — یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
یل پیلتن باسپاہ گران — ہوا سوے سہراب انسے روان
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز — نہان ہوگیا مہر گیتی فروز
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین — تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی — سبھی گیو گودرز اور طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ — تو دیکھا کہ ہے بیکران یہ سپاہ
یہ ہومان سے کہنے لگا کہ تو — کہ ہے کس قدر لشکر جنگ جو
جو یہ کثرت فوج آئی نظر — تو ہومان کے ہوش اڑ گئے سر بسر
یہ سہراب بولا ہراسان نہو — کروں قتل اک دم میں سب فوج کو
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار — بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اُس سراپردہ میں رات کو — خبر کے لیے رستم نامجو
نظر سے وہ مردم کے ہو کر نہان — لگا کرنے احوال دریافت وان
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر — چپ و راست ہیں اسکے سب نامور
جیسا ہی بزم نشاط و طرب — خوشی سے مَی لعل پیتے ہیں سب
کوئی بزم میں زندہ تھا پہلوان — پڑی اوس پہ اُسکی نظر ناگہان
اٹھا وہیں اور اُسکے آر و برو — لگا پوچھنے یہ کہ ہے کون تو
تہمتن نے اک مشت ماری جو سخت — تو کشتہ ہوا زندۂ خفتہ بخت
گیا وانسے پھر رستم نامور — ادہر اک شخص ناگاہ آیا ادہر
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان — کہ ہرگز نہیں اسکے قالب میں جان
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ — تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا — کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
نمود اپنی دکھلا گیا اب یہاں — خبر لیگیا آن کر بے گمان
عوض زندہ کا صبحدم جا کے لوں — کروں ایک لشکر کو میں غرق خون
نچھوڑوں سحر زندہ کاؤس کو — ملاؤں تہ خاک و خون طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن — ادھر شام سے رستم پیلتن
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان — کروں کیا میں سہراب کا اب بیان
جوان قوی ہیکل و زورمند — قد اسکا ہے مانند نخل بلند
تکلف نہیں اسمیں کچھ زینہار — بعینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ — پدر اور پسر میں بہم ہو گی جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم و بزم — برابر نہیں سہراب و رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے — کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
جب آراستہ اپنا لشکر کیا — یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
کہ تم بھی نہ تاخیر لو راہ دو — کروانہی آراستہ فوج کو
ہجیر دلاور کو کر کے طلب — کہا گر کہے راست تو مجھسے اب
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے — وہ بولا وہیں اُس تنومند سے
دروغ آگے مردم کے ہے بے فروغ — بھلا کسلیے کوئی بولے دروغ
ہجیر اور سہراب یل پھر وہیں — گئے وان سے بالائے حصن حصین
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر — پلنگے سراپردہ گردون نظیر
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو — کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ — یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
سو راست کسکا ہے خیمہ کہا — وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
کہا پھر سراپردۂ لالہ رنگ — یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما — خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان — سراپردۂ سبز کسکا ہے وان
کھڑا ہے جہاں کاویانی درفش — کہ ہے یک علم سرخ و زرد و بنفش
سوا اسکے جو ہیں تخت کاؤس کے — رکھا اک سراپردہ میں تخت ہے
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر — کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر
لیے دل میں اندیشہ اسنے کیا — مبادا کہیں ترک جنگ آزما

سنے نام رستم کا اور ناگہاں ... کرے جنگ پر خاش جا کر وہان
یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار ... نہ بتلاؤن نام یل نامدار
کہ ہو یاور شاہ کاؤس کے ... یہ اُسکا سراپردۂ سبز ہی
کہا دل مین اوسنے گرانی وہان ... بتایا تمہار رستم کا جو کچھ نشان
کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ ... کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ
کہا پھر یہ سہراب نے ہی گمان ... سراپردۂ رستم پہلوان

وہ غافل ہو اور گشتہ ہووے کمین ... قیامت ہو برپا بروے زمین
کہا ہون کہ خاقان چین تھے یہان ... سپہ لیکے بھیجا ہی اک پہلوان
وہ بولا کہ اس گرد کا نام کیا ... کہا نام اسکا نہین جانتا
وہ سب دیکھتا ہون لیے ہر عجیب ... کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب
یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا ... کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ دہین ... کہ وہ نو زابلستان سے آیا نہین

کہا پھر یہ اُسنے رہِ لطف سے
جواب اُسنے اُسکو دیا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہیے سہی تو
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
کہ کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب
یہی جیمین ہی تو بہانہ ہے کیا
تن اُسکا ہی مثل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نے اے جوان
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
عوض بندہ کے رات کھائی قسم
اگر پاس نام اور غیرت بھی ہی
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب نہ اُسکا ہوا ہم نبرد
جو رانا ہی دل رزم سے جوشہا
کوئی جلد رستم سے جاکر کہو
دوان طوس بلکتی تہمتن گیا
کوئی اور جاکر سوے رزمگاہ
دے طوس نے جب لیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یون کہا ای جوان
یہ سنکر دہین رستم نامدار
وہ مین ہون دلاور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سنکر اُسے یاس افزون ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
بہم ضرب پر ضرب بھی بیدریغ
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود
عرق مین ہوا تر سراپا بدن

کہ تبلا نشان تہمتن سب مجھے
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
تو کہہ راستی اب مری روبرو
کرون قید ہستی سے تجھکو رہا
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
زبردست و چست و توانا و سخت
کہان مجھکو دیکھے ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہرگز بتایا نشان
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
کرون کشتہ کاوس کو ایکدم
تو آکر مقابل ہو کاوس کے
کہ آتا ہی اب کونسا نامدار
ہوا تب خروشندہ وہ شیر مرد
تو کیون نام کاوس اپنا رکھا
کہ یارا نہین ہی کسی گرد کو
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
بد اندیش سے آج ہو کینہ خواہ
تو ناچار پھر رستم پہلوان
ستیزندہ ہون جلکے یکسو بہم
نہین ہی کسیکو یہ تاب و توان
لگا کہنے اے کودک خامکار
کہ دلیر سپیہ سیہ کار کو
کہ شاید تو ہی رستم پہلوان
بہم جنگ پھر زیر گرد ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوئے سر بسر
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
ہوئے آخرش کج سراسر عمود
ہوے خشک یکدست کام و دہن

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے بجیر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
کیا اُسنے پھر اُس سے انکار صاف
تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہجیر
ہزبر اور دیوان و پیل و پلنگ
جہان مین نہین اسکا ہمسر خداوندا
بلندی سے اُسنے فرود آنکر
جدھر قلب مین شاہ کاوس تھا
سواران ایران کو میدان مین
سوا اسکے ہوئے جسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہونکو غیرت ذرا چاہیے
یہ آواز کاوس نے دی وہین
جو اس گرد سے جنگ ہو کینہ خواہ
کیا تھا یہ رستم نے اُس دم قرار
مبادا ہو سب پہلوان انجمن تو
یہین کر زرہ رخش پر ہو سوار
کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
جو مجھسے مقابل ہو میدان مین
مگر سمجھتی اب پختہ کار سے تو
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
سمجھے لیکے نیزہ ستیزندہ گردان
دلیر ہونے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ مین پھر عمود گران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
جدا گانہ پھر دونون استادہ ہوے

کرون تجھپہ مصروف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نکر
وہ لایا نہ بانیزہ گفتار صاف
تو کھینچے ہے کسواسطے تیغ کین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل ہوا اُسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھے ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
ادھر جاکے سہراب نے یون کہا
نہ تیغ کھینچو نہین اک آن مین
نبرد آزما مجھسے ہو بدرنگ
کہ تھا دل مین ہر اک کے خوف و خطر
نہ جنگ آوران سے ٹھہرا جائیے
کہ اے نامداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہی یکسر سپاہ
کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اُس سے ہون
گیا اُسکے میدان پے کارزار
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو
کرونگا تجھے قتل اک آن مین
نہ جنگ آورونسی ہو پرخاش جو
نہ جانبر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ
مین اُسکا ہون اک جاکر کمترین
لگی چلنے باہم سنان پر سنان
کیا گرم بازار کین و ستیز
لگے اسقدر ہر دو جنگ آوران
رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
نہ تم نہار دیکھا جہان مین پسر
بھم دو وہین لیکر کمان و خدنگ
پکڑ کر کمر ہمسہ گر بعد ازان
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
اُٹے چھوڑ سہراب نے لیس ہین
یہ چھبکر دگا کہنے سہراب پھر
تو رستم سے خاطر کہ وقت پگاہ
تہمتن ادھر کھینچکر تیغ کین
پہ رستم کے پھر دل مین آیا یہین
شتابی سے کر ادہر کی موڑی عیان
ذرا پھیر کر شمشکو آج ای جوان
اُٹے بھی نہتی نہ رستم کی تاب پھر
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
تن اسکا ہی آہن سے بھی سخت تر
نسب اسکے دیکھ شہ نے کہا
کہ سہراب ہر چند ہے خرد سال
مبادا اگر کشتہ ہون وقت رزم
تو ان باپ سے جاکے کہیو یہی
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن
تو بد خواہ پر کر مجھے فتحیاب
یہ ہومان سے بولا کہ ای نیکمرد
دہ پاتا ہون اُسمین سراپا نشان
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہین زینہار

ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
لگے زور کرنے وہ دونون جوان
ولیکن نہ سہراب رستم ہلا
لیا ہاتھ مین گرز ازرو کین
کہ ہو جنگ کی تجھ مین ...
تہمتن سے ساتھ پھر ...
شتابان ہوا ...
مبادا کہ سہراب ...
کہا آکے سہراب نے یون کہ ہان
سحر تو ہی اور میرا گرز گران
گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ ہومان سے
موثر نہین جسپہ تیغ و تبر
کریگا ظفر یاب تجھکو خدا
ملے اسکو ہی زور و قوت کمال
تو پھر رزم کا اس کشتی نہ عزم
ہوا وہ جو کچھ جا ہے تقدیر مین
لگا کرنے گریہ پیل پیلتن
بداندیش مغلوب ہوکے شتاب
عجب پہلوان ہے جو راہ ہے نبرد
مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا
یقین جان تو اسے پیل نامدار

تہمتن بھی یہ دل مین کہنے لگا
پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
ہوے دم مین ترکش تہی بے سپر
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کیا زور اسنے بھی ہر چند پر
جو مارا تہمتن نے بالاے سر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
کہون کیا کہ آخر ہمین نالی دوان
کہین شاہ سے جاکے ہو نزد مجھ
تو جنگ دلیرانہ سے واقف نہین
سوا اسکے گراب ہے خواہان جنگ
وہان سے وہ سہراب جسدم گیا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
اثر اسپہ کرتا نہین زینہار
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
سو زال لشکر کو لیجائیو
غرض شب زاری و آہ و سوز دگا
کہا کرکے زاری کہ ای کردگار
ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
قوی بازو و سخت چنگال ہے
گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
تہمتن کے ہمشکل ہے یہ جوان
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے

از اس قدرت و قوت و زور کا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور
تو رنجہ ہوا رستم نامور
قریب آگیا ایجوان وقت شام
سو لشکر شاہ آیا دوان
ہزارون کے ہو قتل پیر و جوان
وہ غیرت سے ضائع کرے آپکو
عبث ہے یہ بیباکی و بغض و کین
تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ
سراپردہ مین اپنے رستم گیا
بڑا ہی دلاور ہے یہ خرد سال
مرا زور بازو و دم کارزار
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
زہے بخت گر ہم قرین ہو ظفر
خیال اور دل مین نہ کچھ لائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
ترے ہون کرم کا مین امیدوار
ادھر جاکے سہراب جنگ آزما
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
جہان پہلوان رستم نامور
نگاہ کی صورت بھی ہے رخش کی ہان
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بر فرد دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
ملے نرم سہراب کا دل ہوا

تو سہراب اور رستم پیلتن
سو الفت و مہر مائل ہوا

پہنکر نبرد و زرہ رخش پر ہو سوار
تہمتن سے پیدا ہوا صلح جو

لگے سوے میدان پے کارزار
کہا دو ہین ہمسر کرائی تندخو

مصمم کیا تو نے اب دل مین کیا
بہم محفل آرا می نوش ہون
تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر
کہ تھا یہ دل مین یل پیلتن
بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
نہین چاہتا یہ کہ تسا جوان
کیا زور رستم نے وان سے تھا بیشین
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
گرا خاک پر جب یل نامور
کیا حیلہ رستم نے اوس وقت وان
تو سر کو کرے اسکے تن سے جدا
یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے
گیا جبکہ ہو وان سے یہ ماجرا
نہ دیکھا تھا کا ہے فراز و نشیب
ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ
اسے ابتدا مین تھا زور سقدر
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار
غرض کرکے خیر زاری و انکسار

ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بجنگ و نبرد و مئی طرب گوش پن
یہان آنکہ ہو ستیزہ کنان
سے لے نام تیرا ہی مجھسے نہان
یل پیلتن رستم نامور
نہین طفل کا اعتبار سخن
مگر مجھسے گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا وہین
مرے ہاتھ سے کشتہ ہوویگا یہان
گیا آگے سہراب کے کچھ نہ بیش
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لگا کہنے سہراب سے ایجوان
مگر ہو دگر بار زور آزما
غرض ہاتھ اوٹھایا وہین کینہ سے
گیا اوسنے افسوس و ریون کہا
تو اک طفل تھا تو نے کھایا فریب
رہائی تری اس سے اب ہو محال
رہا شکوہ زاری کنان تا بگاہ
زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر
کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار
ہوا زور پیشین کا پھر خواستگار

یہ بہتر ہے ہم تم نہون رزم خواہ
کرین عہد و پیمان محکم بہم
مرے دل مین پیدا ہوئی تیرہ مہر
کسی نے بتایا نہین زینہار
ہر صلح ہر چند تھا وہ جوان
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ایجوان
کمر باندھ پشتی ہون سے اوتر
تو مائل ہوا سوے کشتی اگر
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست
زمین سے ہم پشت رستم ہوئی
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہان تک کہ یہ آئین نہین یہان
اسے قوت و زور سے لاو زیر
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
تہ دام آیا تھا شیر ژیان
یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم
دعا اسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہ عاجز بوقت گرفتار تھا
ہوئی تھی مناجات اسکی قبول
خدا نے پذیرا کی اسکی دعا

کرین راستی اور شام و پگاہ
پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنے اب آشکار
برامین تمہارا رستم پہلوان
نہین مین بھی کودک تو گر ہے جوان
کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر
تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور سے اوسنے رستم کو پست
خزانی تہ چرخ پر خم ہوئی
یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون
کرے زیر جسکو کوئی ایک بار
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
دیا چھوڑ تو نے کیا قہر یان
گراویگا اسنے زیر پھر جسدم
وہی زور دے تجھکو پیدا ہوا تھا
زمین پر خرام اسکا دشوار تھا
مراد اسکی وہ یہین ہوئی تھی حصول
وہی زور اسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بر فرزند و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر قوت و زور تن
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ
تو پھر آج آیا سوے کارزار
وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم
پکڑ کر کمر بند سہراب کا

ہوا شادمان پہلوان زمن
ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
عزیز اپنی شاید نہین جان زار
ہوے مائل زور و کشتی بہم
زمین سے لیا پیلتن نے اوٹھا

سپاس عنایات پروردگار
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان
بہم ہو نہ زور آزمائی ہوئی
پٹک کر زمین سے اور پھر وہین

بجا لاکے اور رخش پر ہو سوار
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
سر سینہ بیٹھا وہ از رہ کین

یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا دان
جب اُس خستہ تن سے سنا یہ سخن
لگا کہنے اُس سے یہ گریہ کنان
یہ سُہراب نے سُنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھو اب زرہ کرکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
پسر کو کسینے بھی مارا نہیں
یہی اب ہی بہتر کہ ہوئین ہلاک

جو پھرا او شدہ کھڑا ہو تعجب ہو گیا
یہ بولا کہ تجھے نجیب اسیر سیاہ
ہلاکت عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آنکر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
کہ مہرہ ہی بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہیں یہ ہوا جور ہرگز کہیں
کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک

غرض کھینچکر خنجر آبدار
یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دریا میں اب ہو وے مسکن گزین
کہا نام کیا اُسنے تب یوں کہا
پڑا ہو کے بیہوش بس خاک پر
ارے میں ہی بےبخت رستم ہوں آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہیں زخم سے اب ہی طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
نہ چھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
یہ سُہراب بولا کہ کیا فائدا

کیا سینہ و دل کو اُسکے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہوں میں شاد
تو پایا جا سے بالا سے چرخ برین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
جہان جسکی آنکھوں میں ہو وے سیاہ
ہوئے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
جو کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سُہراب بسمل اودھر
تو سمجھے یہی دل مین پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
سوِ رزمگہ جا کے لاؤ خبر
جو سُہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ
کرے ہی نقصان اور بیتاب ہی
اوٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
جگر پر مرے زخم کاری لگا
ہجر سینہ بخت سے بار ہا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار
یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بحل ہمکو تُنے کیا اپنا خون
نہو جا کے ترکون سے پھر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک بر
جگر خستہ نے جو کہ اُس دم کہا
جو ہی خاص تر نوشدار و وہ لا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
برائے پیر مرد خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سُہراب کی گفتگو
کہے تھا وہ مردم سے ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا

ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہی
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہی خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغان کیا
نہین کچھ بھروسا ہی اب جیتے کا
جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے رکھا
تو پرسان حال اُس سے ہر دم ہوا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ ادھر اور رستم ادھر
کیسیکو نہین اس جہان سے ابقا
کئے التماس ایک تھا یہ ہون
نہ کھینچے سوِ ملک توران سپاہ
مراعات کرتا مین شام و سحر
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
مگر اُس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہی وہ نوشدار و یہان
کچھ ہی یاد رستم کی اُن دنون بات
زرہ و بر سیم دی ہاتھ ہم اسپ
سنی خوب تُنے وہ واقف ہی تو
کہ رستم کو دون تخت و تاج بھی
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشان مٹ گیا نام آخر ہلا

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
وہین اوڑ گئے یکقلم سبکے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبار گی
تو کیجاوے تدبیر کچھ اور یان
سواران لشکر گئے جب ادھر
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
درا پارہ اور چاک کر پیرہن
ملے روے و سر پہ یہ خاک کی
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال
یل پیلتن سکے سراپا نشان
مجھے نام رستم بتایا نہین
رکھا اُسنے بھی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کے ہات تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر یہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہی
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
وہین آکے پیش شہ نامدار
کہ جس سے ہو سُہراب پھر تندرست
کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا
سخنہاے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہی
جب ایسے دلاور رہین وہ پہلوان
کہا یون کہ خوی بد شہریار
محل مین تھا اُس دم شہ نامور
ہوا اسکے رستم پیادہ روان

کھڑا ہی بہت دیر سے وہ سوار
ادھر تھا ایک لشکر مین شور و خروش
ادھر جاؤ دوڑ کے اپ بار گی
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
لگا زخم کاری ہوے ناتوان
لگا کہنے یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مینے ناحق ہلاک
لگے رونے گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہی درد مجھکو کمال
مرے مان نے مجھسے کچھ بھی عیان
رکھا ہاے غافل جتایا نہین
کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
کیا دیدۂ تر سے دربار وان
ذرا صبر کو دل مین اپنے دو
نہ پہونچا دے لشکر کو میرے گزند
مری جائے بازی وہ میدان ہی
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جا کر حضور شہ نامجو
ہوا نوشدار و کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست
زبان پر جو آیا وہ اُس دم کہا
اُسے قید کوئی نہ یان کر سکا
جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہی
رہے پھر یہ اور زنگ و افسر کہان
بیان کیا کرون تجھپہ ہی آشکار
بر آمد ہوا تب یہ پہونچی خبر
گیا نعش پر اُسکی زاری کنان

فغان کرکے کہتا تھا یہ دمبدم — مرے ہاتھ واجب ہین کرنے قلم
جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا — جہان مین بھلا قتل کسنے کیا
سنے جبکہ ماں اسکی تب کیا کہے — جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو — گیا سوے خیمہ یل نامجو
وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر — جلاکر کیا خاک پھر سر بسر
ہوے اسکے ماتم مین پیر و جوان — خروشان و گریان و نالہ کنان
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس — جو دیکھا تو وہ ہی بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد — نہین کچھ نہین چارہ اے نیکمرد
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر — کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے — شکیبائی و صبر درکار ہے
کیا عرض رستم نے اے تاجدار — ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
ولے یہ وصیت ہے سہراب کی — کہ ترکو نہ بھیجو نہ لشکر کشی
یہی عرض کرتا ہون اب باربار — یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار
کہ ہومان کی حرمت رکھو تم نگاہ — نہ ہووے پراگندہ اسکی سپاہ
کرو رخصت اسکو بعز و وقار — یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجھکو یہ رنج و الم — تو میرے بھی دل کو ہوا درد و غم
پذیرا کیا مینے تیرا سخن — مجھے پاس خاطر ہے تیرا پیلتن
کرین مجھسے گو ترک اب سرکشی — کرون مین نہ زنہار لشکر کشی
زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا — کہ جیحون تلک ساتھ ہو انکے جا
زوارہ گیا ساتھ جب بیخطر — گیا آب جیحون سے ہومان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوے تختگاہ — روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
دل نامور رستم پہلوان — گیا ہو کے رخصت سوے سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا — پراگندہ دل شہر مین جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہونچا دوان — ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
خروشان و گریان گئی گھر تلک — قیامت تھی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی ماں اسقدر — ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
کہ برپا وہان شور محشر ہوا — غضب ایک روی زمین پر ہوا
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک — دل پیر و برنا ہوا دردناک
گئی جب یہ سوے سمنگان خبر — تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش یہ ہین کرکے افروختہ — گری آگ مین بادل سوختہ
لیا کھینچ مردم نے پتھر دوڑ کر — ولیکن جلے سر بسر موی سر
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ — جہان اسکی نظرون مین تھا بیچراغ
لگی باپ سے کہنے اے نامجو — کیا قتل رستم نے سہراب کو
سوے سیستان کھینچ جلدی سپاہ — تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ
کہا اسنے اے دختر نازنین — سپہ اپنی رستم سکے ہمسر نہین
دیا شاہ نے جب اسے یہ جواب — تو پھر دل مین کھاکر بہت پیچ و تاب
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ — سوے سیستان بادل کینہ خواہ
قریب آنکر اسنے اک پہلوان — روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان
تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن — کہ تہمینہ آ پہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران — دلیران و گردان جنگ آوران
رکھے ہے یہی دلمین اب عزم جزم — کٹے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا — سنا تھا جو اسنے وہ یکسر کہا
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا — پشیمان بہت دلمین اسدم ہوا
وہین ساتھ لے زال و رودابہ کو — گیا سوے تہمینہ وہ نامجو
سراپردہ مین اسکے پہونچی یہ جب — نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر وہ ہین ہوے ہمدگر — کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
کہا زال نے سوے خانہ چلو — شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد — مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد
مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب — کیا جسنے یون آہ گھر کو خراب
مین پوچھون یہ اسسے کہ اے کینہ جو — کیا کشتہ کیون تونے فرزند کو
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان — تو کھینچ اسنے پھر خنجر جانستان
یہ جانا کہ رستم کا چیرے شکم — کرے غرق خون اسکو بیدرد و غم
پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے — یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار — نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھرنا ہو سہراب کا
تو کر رستم و زال کا سر جدا
غرض خوب سمجھا گئے وہ ماں باپ
گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ سبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدن نقش از رستم و بعد انقضائے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب بہ یکسال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار
بہم وان گئے ہاتھ لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گلرخ و بالا قیام
تہمتن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ دیں کیا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام
تصور تھا سہراب کا صبح و شام
دل اسکا تھا نالان مژہ خونچکان
لگے آہ کرتی تھی کا ہر فغان

پس از مرگ سہراب وہ مہ جمال
رہی زندہ با رنج و غم ایک سال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار
وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار

یہ قصہ تو میں کر چکا سب بیان
سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

گوئی بیشہ خرم و دلکشا
گر نزدیک دریا کے پہونچے تھا
گئے ایکدن وان بہر شکار
بہم طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہان ایک دختر نظر
پری چہرہ پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب
کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

یہ پوچھا جو ان سے اسے مہ لقا
تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
تب اس ماہ پیکر یہ کہنے لگی
کہ دختر ہوں میں شاہ بلغار کی

کہ گرشیوز اسکا جہان میں ہے نام
وہ نسل فریدون ہوں ذوالکرام
مجھے چاہتا تھا بہت با پدر
ولیکن یہ چاہتا تھا میرا پدر

کہ توران زمین کا جو ہے بادشاہ
پشنگ دلاور حشم اور جاہ
مرا باندھ دیتا تھا اسکے عقد نکاح
نہ رشتہ ہے بھائی مجھے یہ صلاح

کہ بیٹے ستارہ شب غم ہے پشنگ
نہ مجھ نشہ خوردستہ وہی پشنگ
کیا مجھسے جب ذکر اس بات کا
تو بس صاف انکار میں نے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجھے
نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
نکل گھر سے اسپ پر ہو سوار
شبانی سے کی میں نے راہ فرار

گذر آب جیحون سے آئی ادھر
کیا اسپ پر ماندگی نے اثر
غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا
تو پھر راہ میں چھوڑ اسکو دیا

پیادہ ہوئی جبکہ منزل روان
ہوئی آگے اس دشت میں ناگہان
وہ دو نو جوان اور پیل تن ہو
خدنگ نگہ سے وہ گھائل ہو

ہوئے خواستگار اسکے سب سیمبر
لگے کرنے پرخاش باہم مگر
بہم بعد پرخاش پایا قرار
کرے پہلے پیش شہ نامدار

جسے حکم دے خسرو نامجو
وہ دونے شوق سے اسپر پھر کر
گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ
ہوا شاہ شیدائے رشک ماہ

کسیکو نہ انکار شہ نے دیا
پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا
بندھا عقد باہم بہ آئین دین
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

گئے نو مہینے جب اوسپر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر
نظر کرکے طالع میں شہزادہ کے
منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہا شاہ نے اسکے پریشان بخت
ہوا تھے غمگین خداوند تخت
سیاوش رکھا نام شہزادہ کا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال | نتھا تربیت کا کچھ اسکے خیال
کہیں ارجمندوں رستم آیا وہاں | لگا کہنے اے خسرو خسروان
اسے زابلستان مین لیجاؤن مین | ہنرہاے شاہانہ سکھلاؤن مین
کیا شاہ نے وہیں اُسکو سپرد | غرض لیگیا زابلستان میں گرد
ہنر پروران کے حوالے کیا | رہے پھر وہ مصروف صبح و مسا
طریق ہنر و شکار و ادب | ہنرہاے شاہانہ سکھلاے سب
سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر | ہنرمند دانا شجاع و دلیر
سیاوش نے رستم کو پھر لیکر زر | کہا یون کہ اے رستم نیکروز
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر | کہ حاصل کرون پابوس پدر
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ | زر و نقد و اسپ و فیل و سپاہ
کیا عرض شہزادے یونکہ اب | روان ہو جیے با نشاط و طرب
وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤنگا | تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی | حضور شہنشاہ با صد خوشی
اور اسکے لیگئے پیشوا آئے سب | ہوا دیکھ کر شہ قرین طرب
بہت لطف مصروف اسپر کیے | سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی | تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال | رکھا اُسکو مشغول کسب کمال
یہ حال اسکے تھا پھر شہ دہر کا | کہ ملک اسکو بخشا ورا النہر کا
بجاہ و حشم ہو کے یا نیسے روان | سیاوش کرے حکمرانی وہاں
کہ اتنے مین سودابہ جو تھین | جہاندار کی زوجہ اولین
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے | کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو اک دختر خاندان | اُسے کتخدا ساتھ اُسکے کرون
جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر | سیاوش کو راضی کرا ہے بہمبر
طلب اُسنے شہزادے کو جب کیا | تو پھر شہ سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تھی وہ جبین | سیاوش گیا جب تو سودابہ وہین
پکڑ تنگ آغوش میں شوق سے | لیے اسکے بوسے کئی ذوق سے
ہوئی گرم جھرا ہیں سے جیسے پری | وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین | کہ سب نسل سے بادشاہوں کی تھین
اور تھین وان طلب کرکے باصد خوشی | سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
ہوا مدعا یار آن یہ مجھکو عیان | کسے تخم سے اک نسل جوان
خداوند ہو تخت و دیہیم کا | شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے | کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
یہ دختر جو حاضر ہیں تیرے حضور | کہ ہین حسن مین شکستہ [illegible]
آوانہین سے کر ایک کو قبول | تمنائے دل تا کہ ہووے حصول
رہا سنکے خاموش وہ نامدار | نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
کیا یہ بھی اندیشہ دل مین وہین | کہ یہ ماں حقیقی مری کچھ نہیں
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے | تعجب نہیں گر عداوت کرے
سوا اُسکے کہتے ہیں سب سحر ساز | خدا اس سے بہتر ہے اور احتراز
وہ کہتی تھی بند کھوا لے اپنی زبان | یہ دلتنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
وہ سمجھی کہ اب اسکو شرم و حجاب | جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی | سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
ہوئی منقضی مدت ہفت سال | کہ عاشق ہوں میں تجھ پہ اے مہ جمال
تو بر لا شتابی سے اب کام دل | کہ حاصل مجھے ہووے آرام دل
پس تجھے اب جو کاؤس کشورستان | کرونگی میں فرمانروائے جہان
سپاہ جہاندار کاؤس کے | سراسر مرے تابع حکم ہے
فریب اور سنے ہر چند اسکو دئیے | لب اپنے نہ شہزادے نے وا کیے
جھکائے ہوئے سر کو وہ نامدار | یہ چاہا [illegible] زار
ادھر تھا جب سودابہ بد رنگ | لیا بوسہ پھر کھینچکر بر میں تنگ
یہ سوچا ملک زادہ نامور | کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
مبادا غضبناک ہو جاتے یہ | بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد | بناچار بولا وہ فرخ نہاد
کہ لے عقد دختر جو تو نے کہا | یہ البتہ میں نے پذیرا کیا
ولیکن نہ کچھ اور کچھ آرزو | ادب ہے ترا مجھکو مادر ہے تو
سیاوش نے یہ بات جب دم کہی | تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کیا اُسکو رخصت بلطف و طرب
ہوا شاد خسرو شہ ذو الکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جا کے اے شاہ روے زمین
وہ لائی زبان پر سخنہاے دوش
تو ہمخواب ہو مجھسے دل شاد کر
تو ہو بانوے شاہ کشورکش
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش وہان سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اُسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یان آ کے
بدشواری اُس سے ہوئی مین رہا
کہا یون کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان مین سے کوئی نازنین
یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی تھی دل مین وہ حیلہ ساز
ولے بات اسکی شہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کرکے طلب زود تر
شہنشاہ کا ذہن پریشان ہو جب
کنیزان بیکایک خروشان ہوئین
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا

کہا پھر یہ کاؤس نے وقت شب
دیا اُسکو اسباب شاہی تمام
ترے واسطے شہ نے لائی یہان
تجھے دونگی اب [illegible]
سیاوش کے پاس آ نازنین
کہا کچھ نہین عشق مین تیرے ہوش
مجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کس طرح مجھسے ہو گی خطا
وہ سودابہ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھڑا کر گریزان ہوا
لگا یکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کیے بال سر تا بپا
یہ احوال سودابہ کا دیکھکر
بگھاڑا مجھے زور سے [illegible]
قرابا کہ عصیان سے دامن رہا
نہ کرتا بجز [illegible]
کہ باطل ہو گفتار [illegible] سر بسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ
خلل ملک مین لگا دہ بدنہاد
تھی مثل سودابہ مہ جبین
سیاوش کو دیکھا تو [illegible]
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی خرم سنکر یہ ظالم سخن
کیا شاد دیکے اُسے سیم و زر
سیاوش کا تو یہ بچہ نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم سے جو تیری شہا

کرو عقد کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اُسنے رخصت کیا
سوا اُسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادہ کامگار
شہنشہ نے اُسکو تقید کیا
جوانی پہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہون تجھسے [illegible]
ادشمنی حجت سے ہو پر خشم و کین
لگی کہنے سودابہ کر کے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
[illegible]
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جبکہ قصہ ہوا پر غضب
کیا اُسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اُسکے پھر رخت تنگ
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
سوا اُسکے تھا مبتلا اسکا شاہ
مدت خرد تھے اسکے فرزند بھی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اسی مکر مین تھی وہ پرفن و بال
لگی کہنے پھر اُسسے وہ کینہ جو
کنیزونکو میری ہوا [illegible]
بہم خفتہ تھی ایک ملاقات کو
ہوا اُسکے بیداد فریاد دا
ہوے اُسسے پیدا دو مردہ پسر

ملکزادہ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
تکلف سے تیرے مینے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منظور زنہار اُسے [illegible]
تو وہ مع یہ مجھسے ہے بلکہ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا [illegible]
بلا کیا تیرے سر پہ لائی ہے ناز
کیا چاک چاک اُسنے دامان کو
لگین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اُسنے ظاہر کیا
کہ ہے میرے دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اس حیلہ گر کو وہین
کہ پر زر و [illegible] باپ سودابہ کا
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اس سے کی
نہو خوار عالم مین کر کے مثال
سیاوش کو پہونچی عقوبت شہا
کسی حیلے سے اسکو کیجیے ہلاک
کہ اس حمل کو کر دے اسقاط تو
کرین تاکہ غوغا وہ سب سر بسر
وہ سودابہ اور خسرو نامجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لاؤ انکو فی مرد و زن

گذر نہ جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
سپہدار توران سے ہو نہ یہ جو
تو ہرگز اودھر کا ارادہ نہ کر
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
سیاوش بفرمان شاہ جہان
کہ ہے سخت پیکار افراسیاب
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گیا خواب مین شب جو افراسیاب
یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب
نمایان ہوا بر زمین ایک مار
کیا میرے لشکر کو اُسنے ہلاک
جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
ہوا دلگداز بسکہ اُسوقت درد
نہ دلمین ذرا خوف و اندیشہ کر
طلب اُسنے دانشورون کو کیا
ولے ایک نے عہد و پیمان لیا
وگرنہ خرابی پڑے ہے نظر
وہان پھر گیا شہ لے داماد کو
گیا جبکہ گرشیوز نام جو
سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
اُٹھا وو ہین داماد افراسیاب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب
ولے سخت مکار ہے بد نہاد
جنھین ہم کہین سو وہ آوین یہان
ہمین اسطرح صلح منظور ہے
یہ احوال لکھ اُسنے قاصد شتاب
بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
تہمتن نے جنکا لیا نام تھا
لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
اُڑے ہول سے جسکے ہوش و حواس

گئے بھیج وہ گرشیوز تازیان
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر
کہ اسوقت دیکھا ہے مینے یہ خواب
ہوا رخ سے ایران کے آشکار
ملایا ہے اک کوہ تہ خون و خاک
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ
خروشان ہوا پھر مین اسکے گرد
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
مفصل کہا ماجرا خواب کا
سپہدار توران سے پھر یون کہا
مبادا کہ ہو جائے نوع دگر
سو بادشہ زادہ نام جو
سیاوش اُٹھا وہین تعظیم کو
پھر اک بزم آراستہ کی وہان
ہوا جا کے سرگرم آرام و خواب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
نہین اُسکے کچھ قول پر اعتماد
رہیں گرو یہان رہین جاودان
وگرنہ رہ آشتی دور ہے
روانہ کیا پیش افراسیاب
سمرقند و سنجال کے تھی سبھی
روان پیش شہزادہ انکو کیا
کیے تحفے توران کے ارسال سب
ہیبت دلمین اُسکے ہے خوف و ہراس

گزارش کیا اُسنے احوال خواب
ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان
جو یکبارگی تو خروشان ہوا
کہ اک دشت مین [illegible]
وہین بادصرصر ہویدا ہوئی
پکڑ کر مجھے لیگئے مردمان
اُٹھا وو ہین اور کھینچکر اُسنے تیغ
لگا کہنے داماد افراسیاب
یہ تعبیر اُسکی نہ آئی پسند
ہوئے سنکے خاموش دانشوران
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
پسند آئی گفتار اختر شناس
فقط نامہ اُسکے حوالے نہ تھا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
ہوئے محفل آرا بعیش و طرب
سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
فرستادہ کو دیجیئے یہ جواب
تعلق ہے ایران کے جو کچھ کہو
سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
عزیزان و خویشان فرخ نہاد
ہوا شاد شہزادہ نامدار
سنی تھی خبر شاہ نے بیشتر
سوا اوسکے اختر شناسون نے بھی

یہ سنکر اُڑا اُسکے چہرے کا رنگ
سنا جب کہ گرشیوز آیا وہان
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
مری فوج بھی ہے وہان اور مین
پھر اُسمین سے اک فوج پیدا ہوئی
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب
گیا دل سے ہرگز نہ خوف گزند
کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو
عطا کی اُسے نعمت بیقیاس
تحائف بھی انواع وہ لیگیا
پئے آشتی اوسنے کی التجا
کہی الغرض جب گذر نصف شب
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا
کیا آشتی کا تب اُسنے سوال
کہ گردان و خویشان افراسیاب
کہ اُس سے بھی اب دست بردار ہو
کیا اُسنے ہر گونہ خاطر عیان
ہوئی آرزوے دلی سب حصول
دلیران و گردان عالی نژاد
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

کہ تیرا معاون ہے پروردگار
حضور شہنشہ جو رستم گیا
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
تہمتن کہ آزردہ ہو کر کہا
کیا کچھ تامل توقف درنگ

ظفرمند ہوگا تو اے شہریار
کیا ماجرا سب بیان صلح کا
کہ ہی جنگ سے صلح بہتر شہا
کہ حاضر رہونگا مین یان جس گھڑی
نہ سمجھو ذرا ہو جیو گرم جنگ

تبہ ہوگی افواج افراسیاب
لگا کہنے تب بادشاہ جہان
کہا شہ نے تم غدر کرتے ہو گر
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا

وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
نہیں صلح منظور اے پہلوان
تو مین اور کو بھیجتا ہون ادھر
جہاندار نے سوے افراسیاب
کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش [illegible]

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کرے قتل ہر ایک کو ہے یقین
سوا اسکے سودا یہ ہی کینہ جو
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
یہ سنکر بہت ہو گئے اندوہگین
سمجھ اے ملکزادہ نام جو
تو بہتر ہی اس سے کہ لیل و نہار
لکھا یون کہ اے خسرو نامور
مرا عہد و پیمان ہے استوار
غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے
نہ پہونچے جہان ہاتھ کاؤس کا
ستمگار عزیزان و خویشان کو اب
کہ تجھکو سمجھ عہد و پیمان میں حیثیت
کہان طوس کو تاب ہے نیکمرد
تو بیٹے کیا تجھکو اپنا پسر
تو جو چاہے تجھکو وہ اقلیم دون
یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
کرون عرض کیا ہی یہ تجھ پر عیان
یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک
گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
سپہدار توران کو عاجز کیا

ہوا دل پریشان و آزردہ تب
کہ لاؤن بجا حکم کاؤس کے
کہ دل مین بھرا اسکے ہی بغض و کین
مری دشمن جان ہی وہ زشت خو
تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر
یہ گودرز و بہرام بولے وہین
کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
رہون مین حضور پدر خوار و زار
مرا باپ راضی نہیں صلح پر
اگر سر بھی جاوے تو ہان زینہار
نہیں ہی مجھے کام کچھ طوس سے
رہون اس سے وان مین صبح و مسا
کیا اسنے رخصت بعیش و طرب
ترے ساتھ ہی صلح میری درست
کہ ہو آکے مجھسے لب ہم نبرد
محبت کرون مین بطور پدر
زر و گنج و اورنگ و دیہیم دون
ہوا بند سے غم کے آزاد تب
کہ بیٹے تو اے کشورستان
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
ولیکن بالطاف پروردگار
زر و افسر و ملک اس سے لیا

سران سپہ کو بلاکر کہا
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
مرے عہد و پیمان کا پھر عتاب
خدا جانے کیا ظالم نابکار
یہ دل مین ہی یان چھوڑ کر سپاہ
نہین مصلحت یہ قریب صواب
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
غرض میرے بھیجا ادھر طوس کو
نہ پھیرونگا مین سر عہد و پیمان سے گاہ
یہی قصد اب زیر چرخ برین
بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
گیا پڑھ کے حیرت مین افراسیاب
و لے دو ہی کینہ ہی کاؤس سے
جو منظور رکھکر تو پاس وفا
کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تجھے بعد کاؤس بیداد گر
وہین عزم توران مصمم کیا
کیا متہم مجھکو سودا یہ اسنے
ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
سلامت رہا کچھ نہ ہو تجھ کو ضرر
بخوبی بیان آشتی ہی بہم

کہو سنو چکر مصلحت اب ہی کیا
جو وان جاؤن تو شاہ عالیجناب
نکوئی کریگا یہان زینہار
مرے سر پہ لاوے بلا اسکی بار
سپہدار توران کی اب لون پناہ
کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب
سوے شاہ توران روانہ کیا
کہ ہو تمسے اب آشتی رزمجو
رکھون راہ و رسم خجستہ نگاہ
کہین دعوی رجا کر رہون مسکن اگر مین
کہ جا کر کرون مین اقامت وہان
لکھا اسنے نامہ کا پھر یہ جواب
وہی جنگ پرخاش ہی طوس سے
ہوا میری خاطر پدر سے جدا
تو آشوب سے یان بفرط الطرب
کرون ملک ایران کا تاجور
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا
کیا پر غضب تجھکو سودا نے
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
کیا بلخ کو فتح یان آن کر
عدو سے تو نہ راضی ہوا ہر ستم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہے سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کر کے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملکزادہ نامدار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا یکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پھر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو ہے نور پور رشتہ کیقباد
میسر تفاخر کا سامان ہوا
جھکا کر ادب سے سر انکسار
کو کی نامدار اکرم ہاں جو لیسہ تھا
بہت تجھ پہ ہی مہربانی شاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب
کہ ہستی ہے جب تک سو عدم
جو پیلسم نے شہزادے سے یون کہا
اُسے پیلسم نے بادل پر صفا
لگا رہنے ساتھ اسکے ذی رائے شاد
فرنگیس ہے دخت افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین
تری ہو اجازت تو اے دلربا
یہ بہتر ہے ہمکو بھی اے نامجو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان
فرنگیس کی ماں نے سونپا اُسے

توقع مجھے تجھسے ہے کچھ بہت
نوشتہ کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاد
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین مشکبو
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تجھسا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندہ شہریار
سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
وفور محبت ہے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاد ایران بجاہ و حشم
تو اُسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادے کے کتخدا
نگر یا تھا کاؤس کو گاہ یاد
کہ چمکا نہ جیسے حضور آفتاب
دگر بار ساتھ اسکے ہون کتخدا
لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ
کہ ہے سب سے رتبہ ترا برتر مجھے
وہ فرد و خوشی سے سنا یا یہین
فرنگیس کے ساتھ ہون کتخدا
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
سو خانہ شاہ افراسیاب
سہا اوس سے ہر ایک شادان و نہال
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے

ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سپہ خسرو نامجو
ترے سے اب ہوا ہے وہ عرض آوری
وہ دریا جیحون گذر شتاب
اور وہ مہر شاہ اور شاہزادہ اُدھر
در شہر سے تا در شہریار
کیا تونے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام مے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکو رو ہے و خوش خلق و پاکیزہ خو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم
غرض روز و شب پیش گیتی پناہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
یہی اب ہے مقرون ارم زرین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
یہاں سے ہے نزدیک ایران زمین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کہ پیرانے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہو نا گراس دخت کا خواستگار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسرو نامور
کہا جا کے ہو پنجہ سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادہ نامور
دیا اسکے گلشہر نے یہ جواب
لبسان کنیزان مین لیل و نہار
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب
رہا سات دن جشن شاہانہ وان

سو خانہ کہ جسم لیتا ہون راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیکھو اُسکے اقبال بسبب
گیا الغرض سوئے افراسیاب
پیادہ ہوئے دور سے دیکھکر
ہوا سر پہ شہزادے کے زرنثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے
کہ مجھسے منغص ہے تو اے جوان
حقائق شنو عاقل و راستگو
ہوا شاد شہزادہ جم حشم
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جیسے مہمان افراسیاب
کہ اس شہر میں ہے تجھے مسکن گزین
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ یہ نہار جا روز شباب کہین
کہ گلشہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادہ نامور
کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
کہ زن چاہیے شوق سے تین چار
مری پرورش مین مثال پدر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جا کے گلشہر سے یون کہ گر
کہ راضی ہو تو نہین کچھ اب عتاب
فرنگیس کی ہونگی خدمت گزار
فرنگیس کی ماں ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا تنہا رسم و آئین سے
کہ جسکا نہین ہو سکے یان بیان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہدار توران سے پرخاش کا

فرنگیس کو ساتھ شہزادے کے
سوا اُسکے ہو کر بہت شادمان
کہ وہ بادشہ زادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کے دلمین تھا

در و لعل و ہمیان و نیلان گنج
دیا شہ نے اُسکو دیار ختن
گیا بلخ سے پیش افراسیاب
خفا ہو گئے شہ سے سوی سیستان
رکھا شہ نے موقوف و طوس کو

جہیز اُسکو دانسے ملا استعد
گیا لطف سے شہریار ختن
ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکھا یون کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب وہوا روانہ شدن طرف دریای گنگ و تیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را

سیاوش ملکزادۂ نامجو
فرنگیس کو لیکے با فر و شان
تعین کیے مردمان جا بجا
لب گنگ اک جاے دلچسپ تھی
بنایا وہان ایک حصن حصین
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالی جناب
لکھی سب کی صورت بخوبی وہان
سوا اُسکے بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہدار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین
ولے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھ اُسکے مدارا کیا
تو پھر دل مین اُسکے ہوئی اور کد
تو ظاہر کیا یون کہ ای تاجدار
دماغ اسکا نخوت سے یکسر بھرا

کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

گیا سو شہر ختن شادمان
کہ تھے وہان خوب آب و ہوا
ملکزادہ کو آگئے دی آگہی
حضور اُسکے تھا پست چرخ برین
بصد رنگ تھا ان جلوہ گر تھی بہار
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بیدار و بیچ
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر سے
رکھا پھر خوشی سے فرود اسکا نام
تھا الفت بہت بیچ اُسکے سوا
یہ چاہی تھا کمبخت بیداد دین
بظاہر تھا مداح شہزادے کا
نہ آیا وہ در تک ولے پیشوا
زیادہ ہوا بغض و کین و حسد
سیاوش سے غافل ہنوز نہار
نکی میری تعظیم اُسنے ذرا

ہوا جبکہ رونق فزا وہ ختن
خبر دی کہ مسکن گزین تھا وہان
کہ ہر اک مکان مثل باغ جنان
بنا ہے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
زبان دیو ہم رستم و سام و زال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر
پیہ پھر وہ گلشہر رشک چمن
ہوا اُن دنون اُس سے پیدا پسر
وہین طفل کے ہاتھ کو شہر ان
گیا لیکے گرشیوز نامدار
کہ شہزادہ رہ کو نہ آش تا ن
گیا تہنیت نامہ لیکے حبیب
بزرگی دختر کی آداب دان
وہ رخصت ہو نامی کا لیکر جواب
بنین دو سیاوش جو تھا بیشتر
فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ

غرض سپہدار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہوا ختن
با آرام و عیش و طرب وان رہنا
ملکزادہ نے کی سکونت وہان
مکان تھا دلچسپ خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ تھینے تھے گردان ماضی وحال
تو بھیجے وہان اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
نہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
لگی زور پیچہ کا اُسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکالا دے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ قرین طرب
یہ لایا بجا وہ ثریا نشان
گیا پاس سے جب بیش افراسیاب
بیان کیا کرون اُسکا مین بیش و کم
وہ رکھے ہی دل مین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اسکو کام
سمجھا سے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہ ہے مصلحت اے شہ ارجمند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جائے جب
یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
فریب اسنے اسطرح دو دہن کیا
وہ خامش رہا کچھ نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اسنے دیا یہ جواب
نہین جانتا زیر چرخ بلند
نہین ہے گمان یہ مجھے زینہار
کیا کسطرح اسکو شہ نے ہلاک
ارادہ یہ اسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
مگر چل اب تو ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ اسنے نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی خفا ہو تو با چشم سر
سنو یہ شہنشاہ توران دیار
ذلیل اسنے مجھکو کیا ہے سخت
کہا یون کہ ہرگز نجاؤن وہان
گیا اوطرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی راست نزدیک اسکے تمام
افرنگیس یہ سنکے گریان ہوئی
کہا اسنے چل توبھی اے دلربا

یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور رکھا لبس مین پیچ و تاب
کرون اسکو ضائع تو لازم نہین
کہ بھیجون اسے پیش کاؤس کے
سب احوال ناکام ہو آشکار
مگر رکھیے سیاوش کو اب کر کے بند
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھکے اسنے یہ باصد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادے نے پھر کہا
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب
کہ پہونچے تری جان کو کچھ گزند
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
کہ کھینچے تجھے زیر چرخ جفا
غلط شاہ سے ہے گمان بدی
دہن مین بلا کے نجا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکھیے عذر آنیکا ایکبار
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون تن
قدمبوس حاصل کرون آنکر
جو پہونچا تو بولا کہ اے شہریار
کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ ذوالکرام
کمال اسکی خاطر پریشان ہوئی
فرنگیس نے تب یہ پاسخ دیا

کرے ملک توران مین برپا فساد
وہین اپنے ولین یہ لانا خیال
بنہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
بہانے سے اسکو طلب کیجیے
دلاسا اوسے دیکے لائے یہان
کہ پیش شہنشاہ عالیجناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب یہان
زبان تک سخن کو ذرا لایئے
تو ہے اک ملکزادہ باتمیز
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر جو یہان
کیا مجھے یہ راز تجھسے عیان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
ولے اسنے ہر بات کو رد کیا
فریب عدو وان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور رہی
وہ گرشیوز بد رو کینہ جو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
کہ جاتا مین گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی گرامی نہاد
کہ اب پنج ماہہ حمل مجھکو ہے

خبردار اے شاہ والا نژاد
کہ شہزادی کو یا ملسے دیجئے نکال
و جا ساتھ اسکے ہو جانبش سے دو
تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
کرے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کو یاد اب دم یکے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب
تو باطل مری یہ بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
حقیقت ہے کیا مجھسے فرمایئے
مری جان تجھسے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے داماد مجھکو کیا
کہ اغریرث او سکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
وہ دل مین اپنے تو رکھ نہان
کہ اے نامدار گرامی نژاد
کہ دستبوس ہرگز نہین ہے روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادے نے زودتر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے مگر
روانہ ہوا وانسے لے نامہ کو
دماغ اسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش قہر تب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرنا شتاب
اگر زان ہے اب سوے ایران دیار
گرفتگی مین کیونکر بھلا راہ طے

مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوئے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی ہے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ یکسر سپاہ
بھلا قتل یان کسلیے کیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہو گئے پھر وان سے افراسیاب
فرنگیس آئی حضور پدر
کا ایران سے آکے ای بادشاہ

سلامت تو یہ جا غرض جان کر
کہ پیدا پسر گر ہوا سیستن
مقابل سیاوش کے ہو بچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ و جان
دلیری و مردانگی مین ہر فرد
کرے تیر کا اسکو آماجگاہ
مگر زندہ اسکو پکڑ لیجیے
لو یون پہلوان پیلسم نے کہا
ہمکا پھر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش تیرے پاس لایا پناہ

سواران جنگ آزما یک ہزار
تو کیخسرو اس طفل کا رکھو نام
ہوا بس وہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک جو جا یگاہ
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
ہجوم آخرش لا کے مرد دلیر
کر شہزادے کے قتل مین زینہار
ہوا دیکھ حیران و ہشیار رنگ
خسروشان و گریان تن چاک چاک
کیا قصد کیون اسکے اب قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اسے دیکھکر ہیو تو شاد کام
ہوا کار خنجر بہ تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو پس جان کو اپنی دے آئیگا
سیاوش ہے اک نامور بیخطا
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
ہمین چاہیے جلدی ای شہریار
کہ تھی یک قلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون بادل دردناک
ستم بیخطا پر رکھا کیون روا

نکر خستہ و خوار مجھکو تو ہان
سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
ہوئی گرچہ زاری کنان رشک ماہ
فرنگیش آخر ہوئی نا امید
یہ کہنے لگی ہوکے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
مجھے باپ سے یہ نہیں تھی امید
غرض دوسرے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان
دلیر و جوانمرد جو یا سے نام
کیا سر کو اونچا پھر شتاب
کہ پہ سیاوشان اُس گیا کا ہے نام
سپہدار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندھ کمر
جو حاضر تھے اُس بزم میں نامور
گیا سنکے پیران ویشہ شتاب
کہ مردی سے یہ بات لیں دو دو ہی
فرنگیش خواہان افسر نہین
کہا شاہ سے یون کہ لیجا اسے
جو شہ نے کہا سو نہ پیرا کیا
ہوا فتنہ انگیز از روے کین

برائے خدا بخش اسکی تو جان
کہ نفرین کرین خلق تجھپر مدام
ہوئے برسر خشم آیا نہ شاہ
ہوا بس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا نہیں چھوڑ کے تو یہ بات
جو اب عہد و پیمان سے یون پھر گیا
کہ غصے مین لرزان سخن ہان نہ بیل
بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش ہوا جبر بنا بجا خوار
کرے دشمنون سے مرا انتقام
بحکم سپہدار افراسیاب
اٹھا لگئے تا ہر سو اس عالم تمام
لگی کرنے نفرین با بانگ بلند
جو کر ضرب و شلاق دے اسقدر
ہوے دل مین نفرین کا ابھر بسر
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
کہیں بھی نہ ہرگز یہ دستور رہا
طلبگار ہو ہر رنگ پر زہر نہیں
تیرے واسطے مینے بخشا اسے
فرنگیش کو اپنے گھر لیگیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہیں

کہ دنیا کا ہرگز نہیں اعتبار
ابھی رستم و زال بھی زندہ ہیں
نہ خاطر میں لایا ذرا اسکی بات
حضور سیاوش گئی ماہرو
کہا شہ نے تجھکو بسان بسیر
ترے خون پر سب نے باندھی کمر
خدا تیری مشکل کو آسان کرے
سیاوش کو میدان میں لے گیا
کہ پیدا کرے داور داد گر
پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا
نہ جاوے خون اسکا زمین پر گیا
فرنگیش گریان و نالہ کنان
وہ گرشیوز اُسوقت حاضر تھا وہاں
کہ گر جاوے اسکا حمل بیگمان
نہ طاقت رکھے تھا کوئی ناجو
یہ بولا کہ اے سرور انجمن
جو کوئی کرے دخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہر باب خاطر اگر
ولے اس سے پیدا ہو جسدم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

نہ دم کا بھرنا ہے کچھ زینہار
سر تخت قائم ہے کاؤس کے
اٹھایا نہ خون سیاوش پر ہاتھ
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
اُسے تو نے سمجھا بجا سے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
دل بدسگالان ہراسان کرے
سیاوش پہ دل بیلسم کا جلا
مرے تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا
ہوئی خون سے روئیدہ اک گیاہ
سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان
سپہدار اُس سے یہ بولا کہ ہان
نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان
کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو
روا رکھ نہ ایذا اسے بیچارہ زن
کرے خلق نفرین آسے دمبدم
تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
تو لانا مرے پاس اے نامور
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
گرا شہ کی نظروں سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیس بیچاری خستہ جگر
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب
لیے شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب

رہی تھی با آرام پیران کے گھر
پھر اندیشہ پیران کو دل مین کیا
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب
سیاوش ہے دنبال اُسکے دوان
شقاوت پہ ایام کی کر نظر
اٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

جو نو ماہ گذرے تو بیٹا اک پسر
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان
ہو دو دم خواب میں شاہ توران کو شب
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار
شب جشن ہے اور یہ فرط طرب
طلب شہ نے پیران کو وہین کیا

تولد ہوا حسن مین رشک حور
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہے وہ خسرو نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اس سے کہا

کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا
لگا کہنے وہ اس سے شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اوسدم مجھے
اور اب دو سگر تا تجھے اس طفل کو
غرض اسطرح سے مین لایا نہین
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پروردہ ہوکر بیابانمین جب
کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو مرد وہان
لیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہے
وہین پیش کیخسرو ذوالکرام
غرض لیگئے دشت سے مرد وہان
لگا پوچھنے اس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اس سے جب
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو
نہین کچھ بد و نیک کا اسکے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیس پس دم کہ پہونچی وہان
فرنگیس کیخسرو مہ جبین

فرنگیس سے جو پیدا ہوا
بیابان مین بھجوا دو اس طفل کو
کہ ضائع کرے تو بہادر آوسے
کرے قتل گر اسے شہ نامجو
اسے لاکے تجھکو دکھایا نہین
سبب تھا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالطاف رب
سکھائے ادب الغرض سپہبد
بیابانمین ڈال آئے تھے تا کہ دن
کہ اس دشت سے ایک چوپان آگئے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اسے با لباس شہانی وہان
وہ باتین لگا دینے دیوانہ کر
سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب
نہ کودن ہو کیون اے شہ نامجو
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہے فرار سیاوش یہان
تو پیران ویسہ نے اسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

کیا اسنے اقرار تب یون کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہتا ہون بگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہی کودک شیر خوار
خوشی سے اٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
کہا تاجور کو سلام اسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ ہے
جو چاہو تو لیجاؤ اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزین تھا ہو
حوالہ کیا پس فرنگیس کے
ملک زادے کے مشہد پاک پر

کہ اوس طفل کو اب مرے پاس لا
کہ یان کیون نلایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہو گرفتار قہر خدا
کہ ہو جمین ترا بندۂ نیکخواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ پوچھا پھر اوس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنے اے شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پروردہ مثل پسر
کہ دیکھو نہین اسکو بلاؤ شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا وان جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران ویسہ یہان
نہین ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیس کے اب حوالے کرو
رکھے پاس آپ اپنے فرزند کو
کیا گھر سے پھر اسنے رخصت اوسے
جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
ہوے اسکے سایے مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاوس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے آئیان
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
کسیکو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اُسکو ہوا یہ الم
گیا اس سبب سے وہ پانسو کل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہی سخت بیداد گر
کیا قتل وان اُسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوئے افراسیاب
دلیران وگردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
ولے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کر کے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادکی روح کے
کرے ہی یہ الحاح وزاری یہان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان
وہین پھیر سر سرخہ کا دو سیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار
یقین ہی کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان
کرو دو رستم پیلتن ہی کہان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
خروشان ہوا تنے مین جوش بہت
ہوا گیو جنگی یہ جب تنہ تنگ
برادر ترک نے کھینچکر تیغ کین

اگر قاصر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل
تو اُسکا بھائی کیون نہ رہا اب یہیں
کرون تن سے اُسکے جدا آج سر
نہ بولا ذرا وہ سرشتہ تا بجو
قیامت کرون جا کے بر پا شتاب
گئے ہمرہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردان کے
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
پے جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
مجھے بخش اور درگذر خون سے
کہے تو اسے جان سے دون امان
کرون قتل ترکونکو پاؤن جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گیا گریہ اُسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے مہر تابان نہان
کرون غرق خون اُسکو اب بیدرنگ
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
تو جا نبرد ہو پیلسم زینہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے کر جا کے جنگ ایجوان
جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
ہوا گرم کین ترک چالاک دست
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
گیا کینہ خواہ ہونکو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا اسے سرشتہ نابکار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہی
جو کوئی کہ ہو سر وہ انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اس گرو کا نام آباد تھا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سے سنتے اُسنے ای نامور
کہ تھا شاہزادہ یکا مین دوستدار
سر رحم آیا و طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اُسکی تن سے تو کر سر جدا
شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
عزیز اس ستمگر کو تھا وہ بسیر
شتابی سے پہونچا پی کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم
کہا شاہ نے تو نکہ گرشتہ ہو
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہی جوان
یراق اپنے پہنکر پیلسم گو تمام
وہین پیلسم سوئے میدان گیا
یہ سنکر وہین گیو جنگی ہوا
یہ کہکر وہین گیو نے بیدرنگ
کمر مین گیا گیو کے نیزہ بند
گیا کرکے تیغ سرافشان علم
ہوئے جبکہ زخمی فرامرز گیو

آیسے نمونہ سودابہ نابکار
مرادون ہی تنگ آتش اب سخت ہو
یہ لازم نہین ہو جو مجھکو زرن
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
کہ ہی تباہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اُسکے از رہ کین
کہ مثل سیاوش اوسے قتل کر
بہت اُسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کشورکش کی قسم
یہ سنکر اُسنے ذبح اُسنے کیا
کیا اُسکو آویختہ کینے سے
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر
سو پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہی گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دیئے اور اک توسن تیزگام
یہ گردان ایران سے اُسنے کہا
گیا سوئے میدان پے کارزار
یہ چاہا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
گیا نیزہ سے کو پلسم کے قلم
اتو پہونچا تہمتن بھی کر کے غریو

نہ بہ نا توکرتا ہے جسکو طلب
تہمتن سے کھینچنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا سوار
کمر بند مین پیلسم کے وہین
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
اسے بخش اب دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
سپہدار نے پھر کمر رکھ
اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا یہ قتل منظور گر
ولے ہمسے ہوگا نہ زنہار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
تو اب مجھسے ہو آنکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہتا تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
غرض ترک نے رخش کو زور تر
لگی ہاتھ رستم تو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان
ہوئین لشکر رستم نامور
سہ فرسنگ جون اژدہا سے وہان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
روانہ کیے بس وہین مرد مان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا

وہ رستم بھی آیا خبر دہر اب
یہ ہی شرط مردی کہ تم اور ہم
بچا ہی کبھی بیٹھے ہرگز کمک
اور اُس ترک نے تیغ ماری نہین
نہ ترکو نے دیکھا کبھی زینہار
کیا بند نیزے کو از رہ کین
خروشان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہی بہت دلپذیر
اب اور وہ نے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
اُٹھو کونسا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اُٹھا زین سے پھینکا سوے قلبگاہ
تو پھیریگا کوئی نہ زنہار سر
جو اُس اژدہا سے کرین کارزار
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
جو مارا سپر رستم نامور
کمر بند مین کرکے نیزے کو بند
لگا بر سر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
سوار اور گھوڑے سے پیہم کر شتاب
ہلو سکے ہومان جو حملہ کنان
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
گئی فوج ایران تعاقب کرین
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادیکو لے آوین یہان
کہان رکھیے اُسنے یہ پاسخ دیا

یہ سنکر وہین شوخ طلف کرکے عنان
کرین جنگ میدان مین اور تنہا
کہا پھر یہ دونون سے پھر جاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود یہ
یہ ترک دلاور ہی چالاک دست
اُٹھا کر اُسے زین سے جون پر کاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران دیار
بامید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سخنہائے دشوار و سخت
سحر جبکہ روز دگر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہوونگا وہان
کہ تھا پیلسم اک یل نامدار
کسیتے تاب پھر کون ایسا ہی مرد
یہان ہاتھ سے زنجیر ہرایک کو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان ببانگ بلند
کہا جاکے یون شاہ توران سے اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچی چرم کمر تک سنان
زمین سے سپہدار کو لے اوٹھا
یہ بیتابی اُسدم ہوئی سب کو
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
لدہ ہومان نے لی دیکھے راہ فرار
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو
گئے لوگ اور اُسکو لائی شتاب
رکھو اُسکو دریا جیحون کی ادھر

وہ آیا سوے رستم پہلوان خود
نہ ٹھہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
ہے الیک پر درد رستم کا سر
توانا و پرزور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ ہی پہلوان با شکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
پھر اوسنے وہ گرد فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پرزور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
تو کر قتل اسنے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا خیر سے لیکے جسم جوان
دہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
رہا لیک قائم یل ارجمند
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
گیا اُسکے دنبال وہ نامدار
فراری ہوے سربسر بیدرنگ
کہ کشتونکے تا چرخ پشتے ہوے
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہین ہی وہان کچھ خطر

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہان — کہ تا کوئی اُسکا نپاوے نشان
سپہدار توران کو کر کے تباہ — تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
بہت ملک تسخیر اُسنے کیے — بہت گنج اور تخت و افسر لیے
سران سپہ کے لگا ہاتھ زر — تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکونکو بس جا بجا — نہ اک ترک وان جز رعیت رہا
جو لیتا کوئی نام افراسیاب — تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال — رہا ملک توران میں تا ہفت سال
روانہ کیں لشکر بے حساب — بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا — طلب کر کے تب گیو کو یون کہا
کہ اے گیو اب لا کے کر جستجو — تو کیخسرو نامبردار کو
غرض گیو کو کر کے رخصت وہ گرد — فرامرز کو ملک کر کے سپرد
ہوا سوے ایران وہان سے روان — شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان با زین زر — غلامان ترک اور گنج و گہر
گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ — بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ معاودت طرف ایران و جنگ با گلبہا و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار — بفرمودہ رستم نامدار
شتابی سے شبدیز پر کر کے زین — روانہ ہوا سوے دریاے چین
کسیکو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا — فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا
ہر اک صبح لیتا ہوا راہبر — ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان بترکی زبان — نشان ملکزادۂ جم نشان
نشان اُسکا کوئی نپاتا تھا — مکان اُسکا ہر گز وہ پاتا نتھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان — کرے قتل تھا دشت کے درمیان
نہ پہونچا ہے تا کوئی جا کر کہین — خبر پیش سالار توران زمین
روان ہو گیا گیو جب بعد ازان — یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان
کہ مسکن کا اپنے نپاتا ہے نام — ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
ہوئی دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر — روانہ کیے چند مردم اودہر
کہ تا گیو کے جا کے ہوں رہنما — رہیں ساتھ اُسکے صبح و مسا
تبادین آئے وہ اُس جزیرہ کا نام — جہان ہے وہ شہزادۂ ذوالکرام
شتابان ہے کوزہ پر جیسے پرین — ولیکن ملا گیو اون کو کہین
اُڑتا رہا محنت و رنج و درد — شب و روز تھا گیو صحرا نورد
خورش گور پوشش بھی تھی چرم گور — بجاے نمک تھا وہان آب شور
نہ خواب اُسکو تھا اور نہ آرام تھا — بیابان نوردی ہی بس کام تھا
گیا گیو دریاے چین سے گذر — نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گہر
کہیں خسرو نامور کا نشان — نپایا تو عاجز ہوا پہلوان
لگا کہنے افسوس کر کے کمال — گئی رایگان محنت ہفت سال
خیال آگیا دل میں یہ ایکبار — کہ پھر چلیے اب سوے ایران دیار
ولے مردمی نے اجازت نہ دی — حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
کیا گیو نے رنج پھر اختیار — رکھا سر سوے وادی کوہسار
دو چار آ کے چاکر ہے چند کس — یکایک ہوے آن کر ہمنفس
لگے پوچھنے گیو سے اے جوان — تو سرگشتہ کیوں ہے اکیلا یہان
بترکی زبان گیو نے یون کہا — مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
کیا راہ کو گم شکار افگنان — بیابان میں آگیا ناگہان
ولے یہ کہو یان تمہارا گذر — کدھر سے ہوا جاؤ گے تم کدھر
کیا گیو سے یہ اونھوں نے بیان — کہ پیران کے ہیں ہم فرستادگان
خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم — فلانی جگہ ہے وہ فرخ نسیم
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد — ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام — تو دیکھا کیا رہبران نے مقام
کئی دن سے جو گیو بیخواب تھا — اُسے خواب وان رات کو آگیا
ہوے گیو سے کچھ وہ اندیشہ مند — کہ ایسا نہو اُس سے پہونچے گزند
اُسے خواب میں الغرض چھوڑ کر — وہان سے وہ غائب ہوے سربسر
وہ جاگا تو اُنکو نپایا وہان — ولے خسرو نامور کا نشان
کیا تھا جو دریافت اونسے اودہر — روانہ ہوا گیو وقت سحر
پھر اک چشمے پر جا کے پہونچا وہان — یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
گل تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک — کف دست پر اُسکے ساغر ہے ایک
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی — نمایان ہے یکدست فر سہی

کہا اپنے دلمین اُسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایوان ہے
ہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا
ہنر سے یہ ہوے تھا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنے سوار
فرستادہ پیران کے اوس خستہ پر
ہوے جب مقصد پہ وے کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کہین مردمان حسود
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
سوار اوسپہ ہوکر وہان سے تبھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار
سنی تھی یہ اختر شناسون سے بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک طرف گھوڑیکو وہ دوڑاتا تھا
پھر آگیو جنگی بہ فتح و ظفر
کہا گیو سے شاہزادے نے یون
مدد سے شہا تیرے اقبال کی
ہوی راہ ہمراہ واسکے روان

کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر وہین پشت زین سے اوتر
کہا اے بادشہزادۂ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آوین تو پہچان لون بیگمان
نشان وہ کیانی ہے تجھسے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجیے وا
سر بازوے خسروان کیان
دو وہین اپنا بازو برہنہ کیا
ادب سے ہوا وہین سجدہ کنان
جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
گئے جب تو پائی اونھون نے خبر
تو بس بھیجے گئے سوے پیران شتاب
گئے جب فرنگیس کے پاس تب
خبر پا کے پہونچین یہان مثل باد
بہت دل پسند اور ہی تیز گام
بسوی چراگاہ سیان دوان
فرنگیس کیخسرو و گیو بھی
کہ ضامن تھا وہ پیش از سپاہ
گیا کر کے بلغر شقاوت شعار
ہوا آکے آمادۂ کارزار
کہ ہوے وہ گاکیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تھی اسبات سے
نہ ترکون کو خاطر مین کچھ لاتا تھا
گیا پیش کیخسرو نامور
کیا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون
مخالف کی سب فوج پامال کی
وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا دہان

وہین گیو نے اوسکو کر کے سلام
یہ ہنسکر کہا اوس جوان نے وہین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کہ تھی صورت پہلوانان تمام
بتلا کسطرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا پدیدار ہے
کہ تھا یعنی ارث کے کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازوی شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب واں سے ہوکر روان
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کے بھی ہین
وہ بولے کہ تاخیر کیجے نہ یان
یہان سے ہے نزدیک کے مرغزار
سیاوش کے گلے کا ہے اک سمند
وہین کر کے لایا اسیر کمند
روانہ ہوے سوے ایران دیار
روانہ کیا اُسنے گلباد کو
ادھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت
بکر گزرا اور کھینچکر تیغ تیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور یل شیر زاد
جو میدان مین مغلوب ترکان سے ہو
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شادمان خسرو پاک دین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

گزارش کیا یون کہ اے ذو الاکرام
کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
تب اوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا مجھے ماں نے ہر اک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تشفی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی و نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
جہان تھی فرنگیس آئی وہان
یہان سے ملکزادہ کو لیگیا
گئے پھر کہین گیو پایا نہین
ابھی ہو چلے سوے ایران روان
کہ افراسیاب سلطان توران دیار
اوسے جاکے لا اے یل ارجمند
نہ تنہا وہ اسپ و بھی اک سمند
ہوئی ساتھ تائید پروردگار
بد اقبال کیخسرو نام جو
کہ پہونچا ادھر وہ نگونسار بخت
بیابان مین برپا کی اک رستخیز
بتائید فضل خداے کریم
کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد
سراسیمہ یکسر گریزان ہوے
ہوا سنکے خسرو تاسف کنان
کہ بے چین کرتا جگا کر تجھے
کہا مرحبا صد ہزار آفرین
عیان اُسکے چہرے سے تھا یمن پاک

کہا گیو کا جا کے احوال جنگ
وہ کلباد کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے توران سے پھر بکران
سپہدار پیران کینہ پژوہ
ہراول تھا اوسکا دلاور پشن
نمایان ہوا دور سے جب علم
جگہ یا وہین خسرو و گیو کو
ستیزندہ افواج توران سے ہون
ابھی تونے پیکار دیکھی نہین
کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
اور اپنی سمجھے ونستر مہ جمال
ہر اخلاق مہر و مہ یار ہے
یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
پشین سے لگا کہنے وہ پہلوان
تو ہی گیو آیا ہی ایران سے
یہ کہکر اٹھایا جو گرز گران
نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
تو جوشن سے گر کے پشن کے گذر
وہ پیران ولیسہ پھر آیا وہین
ولیکن خبردار اب ایجوان
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہین
کہ مین ہر دو زن کو تری چھین سے
جہان مین بجز رستم شیر مرد
کیا کشتہ و خستہ گر آسنکے
کوئی زندہ اس فوج مین چھوڑ سے
وہان سے مین پھر آؤن باکر و فر
یہ گفتار جنگی یل نامور

ملامت کی اُسنے اُسے بدرنگ
نہین سام و رستم سی کم وہ سوار
ہوا آپ پیران ویسہ روان
کہ ہر یہ وزعلیا تھا یکصد گروہ
قوی دست و گردنکش پیلتن
تو سوچی فرنگیس فرخ شیم
ہوسے جبکہ بیدار و نامجو
تن خیل ترکان کرون غرق خون
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین
کرونگا مدد تیری وقت نبرد
کہا اے تاجدار ثریا جناب
ہنر او قوت مین یکسر ہو نہین
تہمتن نے دی ہی جو شادان گمال
اور اقبال شاہی مددگار ہی
گیا سو میدان پے کارزار
کہ تو کون ہی تک تبا ایجوان
چو ر الیجانشہ کو توران سے
تو لایا سپہ سر یہ وہ پہلوان
رہا پشت توشن یہ قائم و شیر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر
لگا گیو سے کہنے از روی کین
کہ مین آن پہونچا بگرز و سنان
عوض اُسکے پہناؤن تجھکو کفن
پکڑ لے گیا تمہارہ کین سے
نہین ہی کوئی بھی مراہم نبرد
ہزارون سوارونکو تو رانکی
تو پھر کہو مت مرد میدان مجھے
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا سنکے پیران دلیر خطر

کہ اک پہلوان ہے یا ین فرو شان
ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہان
وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وہان
کہ پیران ولیسہ اب آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
مرے تن مین ہے جبتلک جان زار
ادھر تو ہی تنہا ادھر کینہ خواہ
تہمتن کے مانند ہے کہین
بہت اُسنے رہان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
بلندی یہ اگر تماشا تو دیکھ
اودھر سے پشین لیکے نیزہ بڑھا
دیا پاسخ اُسنے کہ ہو مین پشن
یہ دزدی تو کر کے کہان جائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر
سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
ہوا غرق خون مین ہر اک پا بدن
کہ تونے مری فوج کو دی شکست
تیرے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
دیا اُس جوانمرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہی جو میدان مین تو
تہمتن کو دیکھا ہی تونے وہان
اور اب فوج کو تیری میدان مین
گرفتار کرکے پھر آئے نابکار
نہ توران رہے پھر افراسیاب
ہوا نا امید اپنی وہ جان سے

گریزان ہے ہوتین جو پہلوان
ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین
نہ رکھتی تھی زنہار یلغر کی تاب
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان
دہین تاکہ لیجا کے پابند کر
کہ اے پہلوان مین بھی ترکی بار
تو ہی نوجوان بلکہ ہی خرد سال
یہ شایان نہین تو کرے کارزار
نہ رکھے ہو بہت ساتھ اپنی سپاہ
عدو وقت پیکار چاہی نہین
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ رکھو جمع خاطر تو اسے نامجو
سر جنگ کرتا ہون کیا تو دیکھ
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما
سرافراز گردان یل پیلتن
یہان سے تو جانے نہین پائیگا
روان خون ہوا بر تن و موی سر
جو مارا دلاور نے از روی کین
ہوئی لیس تہ خاک جا کے پشن
کیا سر بلند و نکو یکدست پست
تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا
وہی ہو نہین ہے اترک خانہ خراب
مرے ساتھ ہو آ نکے جنگجو
کہ تنہا گئے یا وہ پہلوان
نہ تیغ کھینچو نہین اک آن مین
تجھے پہلوان سا ایران دیار
کرون ملک تو رانکو یکسر خراب
لگا کہنے اُس مرد میدان سے

کہ جا در گذر تجھسے اب مینے کی
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
ملے اس جوانکے ذرا جسم پر
اور اک ہاتھ سے اُسکے ہر دم ہلا
کمند اُسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
ظفریاب ہو نزد چرخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہا اے گیو یہ ترک ہی دوستدار
رکھا اُسنے خسرو کو جو پالکے گھر
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر بعد نیکی کے اے پہلوان
غرض اُسکی جانبخشی اب ہی ضرور
کہ گلگون کرون اُسکے آخر سے زمین
جو ٹپکے ذرا تیر سے خنجر سے خون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی سو یکسر کہی
کیے مردمان سُنکے سوے جیحون روان
سپہداران توران بھی پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہر روز سپہد گرد کو
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر
کہا یون سند ہی تری پاس گر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ اسے نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا العزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہی نشانی جد
ملے اور چندین زرہ پیچھے

رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی
ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان
ہوئی جاکے گردن پہ اُسکی بند
کوئی زخم ہوتا تھا کارگر
چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پے جنگ تورانیان
گیا پیش خسرو یل ارجمند
وہ لایا تھا غدر خطا بر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بداندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پی خدمت خسرو نامدار
کیا جا سے تھا قتل ازرہ کین
ہوئی اک خطا اُسسے سردہیان
سمجھے تو لطف و کرم سے ہی دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ تورانکو جب آگہی
کیا حکم یون پر گذربان کہ ہان
ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیونکا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھکر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوند زادہ ہی یان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ دو تاج زر اس سے لیکر مجھے
نہ اسکے لیے کیجیے زنہار کد
نہ ہٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
وہ پیران گریزان ہوا بدرنگ
رہے ترک اوسوقت تمدکے حزین
یہ دیکھو دلیری گرد بلند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض اے خسرو تاجو
ز روے عنایات و شفقت یہین
فرنگیس نے بھی کہا یونکہ ہان
بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے خون سے کیا
تو ہرگز نہ رکھ خون اسکا روا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گزارش پھر اُس پہلوانے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
رہا کر اسے بند سے بعد ازان
روان ہوکے پیران ملیسہ شتاب
تو غمسے ہوئین اُسکی آنکھین پرآب
کہ اس شکل کی ایک ان مرد دو
ہوا اگر ملغزشہ کینہ جو
ملے ہر زمان فضل لطف خدا
گیا گیو وہین گذربانکے پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ ہمکو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اُس سے یہ اُس پہلوانے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا العزیز

ولیکن یہین کب چھوڑتا ہون تجھے
کہ دیکھی نہ زنہار یارا ے جنگ
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
جہان تھا ملکزادہ نامور
ہوے جادہ پیما سے دست فرار
کرون قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکو خواہ ہے بیگمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شہ اُنکا نکوئی کی لایا عجب
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
کچھ اُسکی طرف سے نہ رکھو لیکین
یہ کھائی ہے مینے قسم خسروا
تو اب کان مین اُسکے سوراخ کر
کہ تا ہووے یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کہنے گفتار پاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار
کہ اوسکی ہی یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہی بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کیون ہین مینے جو یہ چار چیز

گرانمین سے دو گے نہ تم ایک بھی
ولیکن گذربان رہا تند و سخت
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
مبادا کہین شاہ افراسیاب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
گذر کر گئے وانسے با آب بس
پھر اُتنے مین پہونچا وہان مثل آب
تو وہ دہین گذربان بھی کشتی منگا
تو ہرگز نجایا نسے دریا کے پار
غرض پھر گیا شاہ توران زمین
بجالائے وہ شکر یزدان وہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گئے پیشوا ہر سہ نام آوران
جب آیا وہ کیخسرو نامدار
وہ لایا بجا رسم مجز و نیاز
کہ اس تخت پر بیٹھے کامگار

تو پایانسے گذارا نہو گا کبھی
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
کسیکی نہین تاب زنہار ہی
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
یہان کرکے یلغار پہونچی شتاب
فریدون بفضل خدائے کریم
تو غیرت سے مین آیا وہ فرخ صفات
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
کنارہ پہ جیحون کے فراسیاب
اوترنیکا شہ نے ارادہ کیا
کہ ہر فوج ایرانیان بیشمار
بصد رنج و غم سوئے توران زمین
ہوئے پیشتر پھر وہانسے روان
ہوا شاد پڑھکے وہ کیوان کلاہ
گئے اور بھی ساتھ والا سران
ہوا دیکھکر چشم تر شہریار
ادب سے خصور شہ سرفراز
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار

لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان
کہ ناچار دریا مین آئے ہین ہم
جو اس ژرف دریا سے جاؤ گے گذر
توقف نہین یہان مناسب ہی اب
فریدون کیکر لایا تھا یہان کاؤ جب
لگا ورکو اب تو دریا مین قلیل
کیا اُسنے جیحو نہین گھوڑا روان
گذربان تعجب مین تھی سربسر
تو نگیش کیخسرو گیو کر
لگا کہنے ہوہان کا ہی بادشاہ
نگہبان تو رہ ملک توران کا
فرنگیش و کیخسرو و گیو جب
کسان زمیندار کرکے طلب
وہین طوس و گرگین و گودرز کو
ہمانہاد نے بانشاط و خوشی
اوتر تخت سے پھر بغل مین لیا
طلب کرکے پھر ایک درنگ زر
تہ نشنا ہوا خوش شہ بنظر

کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان
گذر یانسے پا آب جاتے ہین ہم
ہر جسمین مرغا بیونکو خطر
کہ تیر کونکا یلغر بڑا ہے غضب
وہ جیحون سے گذرا تھا پا آب تب
کہ فضل خدا سے مبارک ہو فال
فرنگیش اور گیو بھی بعد ازان
ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکھکر
جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو
تر سے ساتھ آئی بہت کم سپاہ
نکر قصد اقلیم ایران کا
قلمرو مین ایران کے آئے تب
رقم کرکے اک نامہ با صد طرب
لکھا جا کے تم پیشوائی کرو
شتابی سے آرایش شہر کی
سر و چشم پر اُسکے بوسہ دیا
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
ہوئے شاد خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار وانحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برائے جنگ قلعۂ ذرہین و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
یہ خسرو کہ پور سیہ ہے سرا
ہوے وہ بہی خسرو کے فرمان پذیر
کہ تو شاہ کاؤس کا ہی پسر
بہت اُسنے اعزاز واکرام کر
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
بزرگان ایران گئے سب وہان
یہ کہنے لگا گیو سے اکجوان
نہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھکون
تو اے گیو یہان اوسکو لایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہی
یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
سکے ساتھ تھا کاویانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان
بہم دیکھکر جنگ جوئی شتاب
خبر شاہ کاؤس کو سب کیجیے
جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
مناسب ہی اب اور یون ہی صلاح
کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
کرے روح کو اب سیاوش کی شاد
بسان فریدون فرخ خصال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
تو کیون جہل کا کارفرما ہوا

وہ جتنے تھے گردن فرازان ہان
جگر گوشہ تو نبیرہ ہے مرا
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
بفرمان کاؤس شاہ جہان
تو اب طوس کو جا کے لاؤ یہان
نہ اُس خنگی کی اطاعت کرون
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹھایا عبث
سزاوار دیہیم و اورنگ ہی
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
وے طوس ہر دم تھا آفرین کرنیوان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سو طوس جنگی پے کارزار
غرض اس حشم سے گیا سوی دشت
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
کرے قصد ایران کا افراسیاب
کہے شاہ جو کچھ سو ہمین بھیجیے
کرا سے گرد گودرز جنگ آزما
کہ تو اور طوس آویں پالی سلاح
کہوں جا کے وہ بندہ بارگاہ
وہ ہی وارث تخت تاج و کلاہ
سیاوش جیسے پور تھا شاہ کا
ندے ہاتھ سے رستم و آئین و داد
نگا در کو دریاے جیحون مین ڈال
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان
مگر تجھکو اے طوس سودا ہوا

یہ اُس سے لگا کہنے وہ شہریار
تم اُسکی اطاعت کرو اختیار
تھی مغز و بے عقل جو طوس تھا
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
سر چرخ خورشید رخشندہ جیسے
سر تخت کیخسرو نامدار
وے طوس بے عقل و بیدین و داد
گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
وہ ہی عقل و ہوش خرد سے تہی
فریبرز فرزند کاؤس کا
کرون اب مین اُسکی پرستارگی
یہ تدبیر و فرزانگی فرد ہے
غرض ہو کے آشفتہ و خشمگین
بزرگو نسے گودرز کہنے لگا
دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
گیا طوس بھی ساتھ بیدرنگ
مقابل ہوئے جبکہ وہ نو سیاد
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو
جو پہونچی شہ نامور کو خبر
سپہ کھینچی اب کیسے طوس نے
گئے طوس گودرز پاس بہم
جو شہ پیش شاہی کے آیا تو ہان
نبیرہ ہے کو شاہی حصہ پدر
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
دلیران بجلگ شہ و دادگر
یہ سچ ہی کہ [illegible]

کہ اے نامداران ایران دیار
خوشی سے بجا شہ نامدار
فریبرز سے جا کے کہنے لگا
کہ وہ بھی تو ہی عقل و دانش سے دور
ہوا جلوہ گر دو سرے روز جب
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
کہے ہی تسخیر ترا باپ اب
نہیں ہی سزاوار تاج شہی
رکھے ہی دلیری دعوی وہ کا
بجالاؤن رسم و رہ بندگی
دلیر و شجاع و جوان مرد ہی
حضور پدر گیو آیا وہین
شہاون جہان سے نشان ترک کا
وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ تھے
سواران جنگی لیے بیدرنگ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا
کہ پیکار موقوف اک دم رکھو
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر
خرابی یہ کیون تو نے باندھی کمر
حضور جہاندار کیوان علم
فریبرز ہو بادشاہ جہان
نہیں پہونچے زنہار اُسکے نامور
مناسب یہی ہی کہ کاؤس شاہ
کہ ہی وہ سزاوار تاج و کلاہ
کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار
ہو سب تابع خسرو نامور
تو دیوانہ ہے اور تھا تیرہ خو

کہا طوس نے یون کہ اے شور بخت
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
ہماری جو کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان سے کہ کچھ زینہار
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
فروزندہ کاویانی درفش
یہ طاقت کہاں اور تری تاب کیا
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
کہے تیر جوشن سے تیرا گذر
کہ ناحق ہم کینہ آور نہو
جسے دیکھئے لائق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
مین ابھی کرتا ہون تدبیر نیک
بلند ایک دڑ ہے بہمن مین دلیل
کرے فتح جو ہو مبارک وہین
کہ اوس پاس سے تدبیر بہتر نہین
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
ہوا ہمرہ ہم ہوتی تھی آتش فشان
ولیکن وہ دڑ نہ آیا نظر
شہنشہ نے بعد اسکے باگرد فر
تہا خواب مین اسم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ان
جو کچھ انکو خسرو نے فرمان دیا
بلند ایک ہوئی یا گہ اسدم وہان
کہ یکبارگی تیر باران کرے
تباہ ایسا ہوئی ... و صد ہم
... تیغہ ... و دیر
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اس قلعہ کو بھی وہین

تو کہتا ہی کیا اب تو تنہا ہے تخت
غریب ایک آہنگر اصفہان
ہوا تب وہ سالار عالی تبار
نہین مجھکو آہنگری سے ہی عار
شہود مین یکتا دلیری مین تھا
وہ کاوہ ہی اے طوس پر نقش
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
تو مین ہون شجاع عشق شمشیر گیر
سنان میری آتو ری جبل کا جگر
نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو
سزاوار شایستہ برتری
کہ دونون ہین یکسان بہر تیز
کہ خوشنود و راضی ہو شہ سے ہر ایک
سر کوہ نزدیک دریائے نیل
اسے بادشاہی ایران زمین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین
سپہ لیکے طوس اسکے ہمرہ گیا
ہوئے سوختہ وان بد تیغ ...
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر
گیا وہین خسرو کو رخصت ...
خدا نے غرض رحم اوس پر کیا
سر نیزہ اب باندھکر ارغوان
وہی گیو جنگی نے اسدم کیا
کہ جیسے ... کا ہو فغان
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم
ہوئی ہم قرین اسکے فتح و ظفر
خسرو شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدائے جہان آفرین

ہوا مجھسے گستاخ یون ہی غضب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا و دہین گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی بشر کی ہی مردانگی
گیا عہد ضحاک کا اسنے چاک
کہ جسکا پسر مین ہون جنگی سوار
کہا طوس نے اے سرافراز پیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
ولیعہد شاہا اسے کیجیے
کرو نہین جور تہہ بلند ایک کا
یہ کہکر کیا شہ نے انکو طلب
نکلتی ہی آتش وہان سے مدام
ہوئی جبکہ گفتار کاؤس سے
مجھے بیٹے اے بادشہ حکم ہو
وہ پہونچے جو نزدیک حصن بہمن
کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصار
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب
ہوا جبکہ بیدار وہ نام جو
تو رکھ اسکو دیوار پر قلعے کی
وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا سب وہ جادو سخت
لگی ہونے پھر بارش تیر وان
در دژ نمایان ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہان سے سپہدار عالیجناب
ہوا شاد کاؤس یہ سن دیکھکر

مگر آپ کو یون گیا بھول اب
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
کہ خاموش اے طوس خانہ خراب
ہنرمندی و خلق و فرزانگی
نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک
مرا نیزہ نیزہ ہی جوشن گذار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
مری تیغ بھی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب
بلندی و جاہ و حشم دیکھیے
تو پھر دوسرا مجھسے ہو و جفا
وہ جب آ لیے وان یہ کہہ ادنی سے
اور اس قلعے مین دیو کا ہی مقام
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
کہ جا کر کرون فتح اس قلعہ کو
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
تردد کیا خوب لیل و نہار
پھر آئے حضور شہ شیردان
کسی نے ملکزادے کو وقت شب
رقم کرکے کاغذ پہ اس اسم کو
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
ہزارون ہوئے دیو تیغ سے وان
گیا قلعے مین خسرو پاک دین
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے اے خسرو نامور

سپہر خلافت کا نیر ہے تو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
یہ فرمایا جبکہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہونچے تو باصد طرب
کہا یوں سیاوش کا تو نزادہ ہی

برتخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

تو وہ دیں فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ اے گرانمایہ ہی

اطاعت سے خسرو کی پیچیں نہ سر
بہت اس سے راضی تھا لشکر تمام
وہیں با دل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

سزاوار اورنگ و افسر ہی تو
جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
اطاعت کریں اسکی لیل و نہار
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوے سیستاں سے ادھر کو رواں
اٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہ لوں جاکے ترکوں سے خون پدر

ہم ملکے دونوں ہوئے اشکبار — یہ کہنے لگا رستم نامدار
اگر ہو ہیں ترا بندہ کمتر ہیں — الو ہر شاہ شاہان روئے زمین

ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ — لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے — بہت پیشکش لعل و گوہر کیے

گئے پیش کاؤس روز دگر — بہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک — بآئین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران و شہزادگان — گئے سب بزرگان ایران وہان
ملاک سے یہ کیخسرو تاجور — کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک — نہ لوں شاہ توران سے میں بیشک
نہیں مجھکو زنہار آرام و خواب — نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب

نہ ہسرور ہین تخت و افسر سے ہوں — نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہوں
یہ سنکر زال و رستم سے شہ نے کہا — کہ اے پہلوانان کشور کشا

کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ — یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا پیشتر ملک افراسیاب — کیا جیسے جاکر تباہ و خراب

اور اب یہ سپہدار عالی گہر — خدایا جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب — کرون کو تبھی جانفشانی میں کب

فریبرز و گودرز اور طوس و گیو — یہ جتنے ہیں گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا — کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا

یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان — کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اسکو لشکر تمام — تبایا دلیرون کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از روئے کین — کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ وہیں ترتیب سب فوج کو — بآئین عجیب و طرز نکو

فریبرز کو یا صد دو دو جوان — کہ تھے اقربا اُسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سر کردہ فوج پیش — گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش

جوانمرد گودرز عالی وقار — پس نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت — جو رنگین کریں خون دشمن سے دشت

مقرر ہوئے جانب دست راست — بحکم شہنشاہ جو حق شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا طوس کا — اُسے دست چپ کو مقرر کیا

جو سیلاد کے تھے نبیرہ پسر — ہوئے ساتھ گستہم کے سر بسر
نژاد پشنگ دلاور سے ہان — نبرد آزما سی و سہ پہلوان

نژاد نوا بہ دلاور سے بھی — پچاسی جوان بانشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سے — کہ یکدست با قوت و زور تھے

گرازہ کے تھے یکصد و پنج تن — نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوئے قلب میں یکقلم — بفرمان کاؤس انجم حشم

وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا — اُسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو — نہو تا جدا گاہ خسرو سے تو

یہ تھے جسقدر نامور پہلوان — ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہو گئے رخصت شہنشاہ سے — وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے

سوئے ملک توران روانہ ہوا — معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران — گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — سو دست چپ لیکے گزرو گا

رفاقت مین اب تیرے آ ناجو
ولیکن سیاوش کا ہی اک پسر
وہان دخل مت کیجیو زینہار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے دو ہین وہ نامور
یہ کہہ جاکے اُسسے کہ پرخاش وکین
یہ گفتار سُن ریو وہین گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اسنے بھیجا ادہر
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار
شتابی سے لبس جڑہ گیا کوہ پر
فرود دلاور کا خالو وہ تھا
گریزان ہوا وان سے وہ پہلوان
جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آسگے نجب
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے ازرہ کین
جہان تھا سوار دلاور فرود
گیا قاعہ مین ہو کے زخمی جوان
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
سوا اسکے پھینکے بہت خارہ سنگ
لگا کہنے یون طوس کھا کر قسم
یہ پہرہ گلپہرہ کو وقت شب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب
نہین غم کچھ اے مادر مہربان

مقرر کیا گیو گودرز کو
فرود جوانمرد فرخ سیر
کہ میرا برادر ہے وہ نامدار
یہی بات کہہ گیو و گودرز کو
روان سوے صحرا ہوا مثل شیر
یہ سمجھا فرود جوانمرد تب
ہوا سدرہ طوس کا آن کر
ترے ساتھ زنہار ہمکو نہین
جو پیغام تھا سو مفصل کہا
کیا ریو کو کشتہ فلان بیدرنگ
کرلائے فرود دلاور کا سر
سیہ لیکے یکسر پے کارزار
گیا وان سے پھر قلعہ مین دوڑ کر
سوار دلیر و بنرد آزما
گیا بھاگ کر قلعے کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اوسوقت پاسخ دیا
پھر اتنے مین آیا اودھر سے جو تیر
پکارا یہ اوسدم کہ اے نامدار
خدنگ ایک پھر اور مارا وہین
یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دد
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ ایجوان مرد جنگی سوار
ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم
یہ آیا نظر خواب یعنے کہ اب
پسر سے کہا قصہ خواب شب
کہ ہی سبکو آخر فنا بیگمان

تو کرتا ہوا ملک یکسر خراب
کلات و خرم مین ہی مسکن گزین
خبردار کوئی نجاوے اودھر
روانہ ہوا خسرو کامگار
ولے طوس سے سو کلات و خرم
کہ یان بہر پرخاش آیا ہی طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو
تو ہٹ جا سر راہ سے ایجوان
نہ ہرگز کیا اُسنے کچھ اعتبار
غرض ریو داماد تھا طوس کا
پسر طوس کا بھی ہوا کشتہ وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اس قلعہ کو
کیا طوس نے اُسکو آخر زبون
نکل قلعے سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا بادپا طوس کا
پسر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ اُسکو کرون غرق خون
کیا کشتہ اوس تیر نے اسپ کو
تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے نیزے کو جولان دیا
کہ اک تن پیادے سے بھاگا غضب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
پس کوہ جب مہر روشن گیا
کرین فتح اس قلعے کو بیگمان
لگی آگ اس قلعے مین ناگہان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پدر

پہونچ تا سر تخت افراسیاب
بنایا ہے اک اُسنے حصن حصین
کرے اور جانب سے لشکر گذر
سو راست بار رستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
بعزم وغا فوج لایا ہے طوس
کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو
کہ ہو پیشتر یان سے لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زینہار
گیا طوس نے اُسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آگے تخوار تب رزمجو
ہوئی فوج تخوار کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
گیا پھر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے کرکے گھوڑا ادھر
قسم ہی کہ ہرگز نہ یان سے پھرون
پیادہ ہوا بیژن جنگجو
کہ ہی ساتھ تیرے تمنای جنگ
ہوا بند جوشن مین تیر آنکر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
گیا قلعے سے تیرباران وہان
سو خیمہ تب وانسے بیژن گیا
نچھوڑون کسیکو بھی زندہ وہان
ہوے سر بسر سوختہ مردمان
کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
دردژ شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگجو
اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بید ریغ
کراہ وائے افسوس شل پدر
پھر اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک
یہ پہونچی خبر ہائے خسرو کو جب
وہانسے بعد شوکت و کر و فر
نکلکر پلاسان ہوا گرم کین
نژادہ کو بھیجا برائے نبرد
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
یہ جائے تھا بیژن کہ پھینکے کمند
نژادہ کو وان سے اوٹھا لیگئے
ہوا وانسے پیران و لیسہ روان
ہوے کاسہ رود آکے تورانیان
غرض مست و بیہوش غافل تھے سب
غرض ناگہ بیدل ہوئی سب سپاہ
کیا نامہ خسرو نامور
ابھی کلات خسرم یہ گیا
الغرض ہان کیخسرو نامور
رکھا اوسکو زندان مین شام و پگاہ
اگر ہی جوانمرد تو بیدرنگ
فرنگیہ ہم بعد یک ماہ جنگ
غرض جب گیا اک مہینا گذر
ادھر نامداران ایران زمین
صف آرا ہوے آنکہ ہر دو سو
ہوئی آتش جنگ افروختہ
لگے گیو بیژن جو میدان مین

سپہ لیکے طوس جوانمرد وتب
سگئے دژ مین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اوس جوانمرد کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا یہ سپہ
کیا آپکو اوسنے وہین ہلاک
خدا جانے کیا تجھپہ آوے غضب
گیا طوس لے کوچ پھر پیشتر
گیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
پکارا دہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہوس
کرے تاکہ بدخواہ کو اوس سے بند
نگاہ در پہ اوسکو بٹھا لیگئے
لیے جنگ و پرخاش ایرانیان
کہ لشکر تھا بیژن کا وہان
دلیران ایران زہی وقت شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھکر
ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
دلیرونکے آسامنے بہر جنگ

ہوا حملہ آور رسیوے حصار
پکڑ نیزہ اوسدم فرود دلیر
فرود دلاور نے از روے کین
دگر بار یہ چاہتا تھا کہ جو ان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اوسکی مان دوڑی آئی وہان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا
کہ اتنے مین گھوڑے نکو کرکے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی لا کا تاب
سواران ترکان سے چل ہزار
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز سے آگے شامل ہوا
لکھا تھا کہ ہی طوس تقصیر وار
غرض طوس کو قید کر بھیجو
کہا سخت دشنام دے بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ وہان
فریبرز کا جسکہ نامہ پڑھا

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست
خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

ہوا خانہ آشتی سوختہ
تو برپا ہوا حشر اک آن مین

مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ
ہوا جسطرف گیو ناوک فگن

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رہزم جو آکے مانند شیر
رہا اک کیا زخم اوسپر وہین
کہ بیژن کو بے زیر گرز گران
فغان اک اوٹھا زیر چرخ کبود
ہوئی اوسکے ماتم مین نالہ کنان
کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو
فراوان غم لیرو و درد فرود
جوان اک پلاسان تھا وان قلعہ دار
یہ سالار توران نے سنکر خبر
ہوا کارزار بہ تیغ و سنان
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
سواران تورانی آئے وہان
لگے بھاگ کر پیش افراسیاب
نبرد آزمایان مردان کار
تو ناچار بس قصد شبخون کیا
ہزاروں کیے قتل ایرانیان
فریبرز کا پُر الم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
خطا کی سزا اوسکو اب بھیجو
کیا انجمن مین و لیل اور خوار
کہ شبخون نہین کار جنگ آوران
تو پیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا
مہیا ہے یان گرز و تیر و خدنگ
دو لشکر مقابل ہوے آنکر
اودھر لشکر ترک جریاے کین
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
ہزارہ دن ہی کشتہ ہوے پیلتن

بنرد آزما بیژن پہلوان
وے اور جانب سے تورانیان
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ
اٹھا جاے تھا وانسے گودرز بجا
توہے صاحب گرز تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھو وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کر کے محکم وہان
یہ کہہ اُس سے پہونچا یہان آپ کو
بھلا کس طرح سے مین آؤن وہان
فریبرز نے یہ کہا اُس سے جب
کرون کیا بیان ماجراے ستیز
روان خون تھا مانند دریاے آب
رہا زندہ گودرز بالبست تن
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک تو انکی غالب سپاہ
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین ترکون کا نشان زینہار
غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اُسنے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
چھوڑا یا وہین تیغ سے طوس کو
تہمتن نے وہین پہ ہرا ایک
ملاؤن مین اُسکو تہ خاک و خون

جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئی وہان
فریبرز پیران ہوا وقت تنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
بھاگین بہت سے کو دیکھی جو جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہی جنگ کیا
نچھوڑون مین اک ترک بیدین یہان
لگے کہنے میدان مین جاکر قسم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا پایا بھیجے آنا مجھ
کہ غالب ہین ہنوز تک ایرانیان
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کہ برپا تھا اک شست مین تیغ تیز
سر پہلوانان تھی مثل حباب
ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
زروے عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تمنے کیا مرحب
ادھر لیکے آدینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تب با دل پر ملال
ہوا اُسکو مرگ برادر کا غم
شب و روز آنکھونکو پرنم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
شہ طوس خسرو سے کہنے لگا
تلافی تقصیر سابق کرون

ہوے قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور سُو قلب گاہ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن وہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہرا گیا پیران کے روبرو
اگر کوہ ہوئے تو اوکندہ کرون
پھر اتنے مین گستہم آیا دوان
کہ مرجائینگے کر کے اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب کہ جا اُس سے کہا
مناسب نہین ہیچ یہ اے ناموار
علمدار کو قتل کرکے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان نسل کاوس گستہم کے
وہ خویشان بیژن آفرین بہ
سوا اُسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شادمان
پے سروران خلعت پرگہر
پر اس فتح پر صرف قانع نہو
ملاؤ انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھی شادکام
شتابی روان ہو کے پہونچا وہان
کہا یون کہ شبل پدر بیگناہ
بزرگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اُٹھایا اُسے
کہ اے رستم پہلوان جا شتاب
کہ مجھکو اجازت ہو پھر اپکی بار
یہ سنکر سکو رستم پیلتن

بیابان ہوا خون سے لالہ زار
گیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا وہ وہین میمنہ سے بالا کوہ
لگا کہنے یون اے سر فرازیر
سہیگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سر بلندان نگہ ہی کرون
ہوے متفق آکے جنگی جوان
نہ منہ موڑینے جنگ سے زینہار
مگر تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤن اپنا درفش ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
نثار وم خنجسہ و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا نصاب
ہوے کشتہ جتنے کہ دن گیا بیان
ہوے بند سے غم کے آزاد دل
برائے سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہان مین لگے فتح و ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
بگئے اور کہا اے ثریا علم
بہ نہج مسرت بٹھایا او سے
لے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے تا کارزار
لگا دیکھنے سرو انجمن

تو کی عرض رستم نے اے بادشاہ
جو آویگا لے فوج افراسیاب
سزاوار چتر و سر پر کلاہ
تو مین ہونگا ہم نبرد ہم کشتاسب
اجازت ہو کافی ہر طوس دلیر
یہ سن طوس کو اُسنے رخصت کیا
کہ گا یہ پیران ولیہ کو زیر
دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

بار دیگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان
ہم ہر دو لشکر ہوے گرم جنگ
جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا
کہا و ہین گودرز نے طوس کو
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
نہ کوئی ہوا کامران زینہار
وہان ساحر اک شخص پُر زور تھا
وہان جادو ایسا کو کرا جوان
یہ سنکر سر قلعہ کوہسار
نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اودھر طرف
پھر اتنے مین پیران و ہومان وہان
ہر اک جا تھی برف و جاری تھا خون
الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب
کوئی غیب سے مرد فرخ سیر
یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہین اوترا
جو لشکر نے سینہ جا کے اُس رنگ کمین
ہوا قید جس دم وہ خانہ خراب
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ
ولے تھی نہ تاب اُنکی ایمان
غرض با دل پُر غم و اضطراب
سر دامن کوہ طوس دلیر
پھر پیران سے ہومان نے اُس دم کہا
پسند آئی اُسکو نہ یہ گفتگو

ہوا سو پیران و لیسہ روان
رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ
کیا ہم نبرد اُنکے سر کو جدا
توقف ذرا کر تو اے نامجو
ہوا ساتھ ہومان کے پیکار جو
گئے پھر سوے لشکر انجام کار
کہ ہازور تھا نام اُس شخص کا
کہ ہو بارش برف و باران یہان
وہ ساحر ہوا جا کے مشغول کار
برستی تھی لشکر مین ایران کے برف
ہوے حملہ آور یہ فوج گران
سواران ایران پڑے تھے [illegible]
کہ تا دور ہو برف و باران شتاب
رہام دلاور کو آیا نظر
پیادہ گیا قلعہ کوہ پر
پس پشت ہاتھ اوسکے باندھے وہین
ہوئی دور وہ برف باری شتاب
گئی نذر کہ سے سوے خیمہ گاہ
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
گئے سوے کوہ ہماون شتاب
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
کہ محصور کرنے سے کیا فائدا
کہ تھا بر سر کینہ و کینہ جو

گیا کر کے یلغار نزدیک جب
ہوا آٹھوان روز جب آشکار
بہت گرد ایران سے ہو کشتہ جب
کہا گیو سے پھر کہ اے شیر مرد
گئے گذر تھا گاہ تیغ و سنان
دلیرون نے پھر تیر باران کیے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
مرے کچھ نہ ترکون کو پہنچے ضرر
ہوا ابر تیرہ نمایان وہین
ہر اک جوش سردی سے تھا کانپتا
بہت قتل ایرانیون کو کیا
بصد زاری و عجز پیر و جوان
قرین اجابت ہوئی یہ دعا
کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار
وہ ساحر تھا ازبسکہ مشغول کار
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان زود تر
اوتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس
پھر آیا سحر ہو گئے پیران سے عا
زبون ہو کے ناچار سے عقب
حصار ایک تھا کوہ پر استوار
دوان آئے ترکان پیکار جو
سر راہ مسدود مت کیجیے
بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا

مقابل ہوا آکے پیران بھی تب
تو میدان مین ہومان دلاور سوار
کیا طوس نے قصد پیکار تب
تو ہومان سے اب جا بھڑا ہم نبرد
لڑے خوب باہم وہ دونون جوان
بہت پہلوان اُنکے بیجان کیے
یہانتک تو جا قلعہ کوہ پر
تبہ ہو گئے ایرانیان سربسر
ہوئی بارش برف و باران وہین
ہوے سبکے بیکار دست و دو پا
ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
لگے مانگنے یہ دعا ہر زبان
کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کرے ہیں اشارہ سو کوہسار
نتھی کچھ خبر اوسکو زنہار
تو اس برف و باران کو کب دور کر
اُسے قتل لا کر کیا پیش طوس
ہوا آکے آمادہ کارزار
وہ لڑتے ہوے ہٹتے آتے تھے سب
گیا زخمی و خستہ نے وان قرار
گیا آکے محصور وان طوس کو
جدھر جاوین نے جا اودھر دیکھیے
مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیار — ہوئے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے باستان جنگ — دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنکل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر — کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کر کے طلب یون کہا — کہ یاور رہو تو جاکے اب طوس کا
یہ سنکر وہین رستم پہلوان — ہوا سوے کوہ ہمایون روان
کیا کرکے یلغار نزدیک جب — ہوا خرم و شادمان طوس تب
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا — کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے آنسے بفرط خوشی — تہمتن سے جاکر ملاقات کی
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان — کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ — یہان تو نہایت ہوئے ہم تباہ
دہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ — غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے ہم سبکے در پہلوان — در دژ تلک طوس سے جنگی جوان
تہمتن کے لینے کو آیا وہین — ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظتکو در کی یہان — نہ تک آسکا بیشتر اے جوان
بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی — گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان — یمین و یسار اُسکے سب پہلوان
یلان سرافراز ایران دیار — یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنیسے یان — دگر نہ نتھی ہمکو امید جان
ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی — ہوئی اُسکے آنیسے سبکو خوشی
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب — کرو مین بیان آگے احوال سب
لکھا اُونسے تھا شاہ ایران کو — کہ کرکے زبون فوج ایران کو
کیا جسنے محصور اے بادشاہ — ہر اک دز مین لی ہے اُنھون نے پناہ
کہ کوہ ہمایون پہ ہی وہ حصار — نہین تاب جنگ اونہین اب نہار
جو فوج اور بھیجون لڑا نکو شتاب — کرو مین ہلاک و اسیر و خراب
سپہدار توران نے دو پہلوان — گیے سوے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنکل دلیر — دلیری کے بچنے کے غرندہ شیر
سرافراز گردان چین و ختن — توانا و پیل افگن و پیلتن
سوا اُسکے خاقان چین کو لکھا — کہ پیران کی امداد کو خسروا
روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ — کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تھا — کیا پاس خاقان نے اخلاص کا
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین — روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان — کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان
شتابی سے پیران کے شامل ہوئے — پے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آگے جب رستم پہلوان — ہوا شامل فوج ایرانیان
وہین پیش کاموس پیران گیا — ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر — مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند — کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہے کند
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر — مرے سامنے آوے میدان مین گر
تو بس لاؤن رستم کا دم کمین — ملاؤنین سب رستمی خاک مین
جو میدان مین جاؤن [illegible] — کرون دشت کو سربسر بحر خون
یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل — ہوا بند سے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین — کہا اُسنے اے شاہ روے زمین
تو ہر یان نگہدار تورانیان — تو ہو اب مددگار یاری رسان
[illegible] مین گرم بازار جنگ — کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
تو ہو قلب مین باسپاہ گران — رہے تا تو نی [illegible] جہان
لگا کہنے پیران سے خاقان چین — پلے رزم یکدل ہین ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
ادودھر آگیے پیران خاقان بہم
خروشان ہوئے نائے ترکی و رویین
ہوئے یاد دو وہین خدا کو کیا
کہ تھا اشکبوس اُس دلاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
ولے اسقدر گرز کارمی لگا
جو زخمی ہو رہام یل پھر گیا
ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر
ہوا اشکبوس نبرد آزما
نہ ناوک تیز بر سر ہوا کارگر
ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہے برق خونتابہ بر
تماشے کو پیران کھڑے تھا درست
خطر سے نہ آیا کوئی نامور
کیا رات کو سب نے آرام و خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہوں از روئے کین
کیا اسپ کو سوئے میدان روان
تہمتن کا شاگرد الوائے یل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب صید آوے نظر
تہمتن شتابی چو رہ اسپر گیا
کیا زور کاموس نے رستم نے جب
کہ شبدیز پر اپنے ہو کر سوار
ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین

گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
ادھر رستم و طوس انجم حشم
ہوے گرم پیکار جنگ آور ان
ذرا دمی نہ اندیشے کو دلین جا
دلیر و جوانمرد مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا
تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اس ترک سے یون دلیر
سو پیلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر دو تیر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
کہ رستم ہے مرد توانا و چست
مقابل تہمتن کے باکر و فر
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہا سے نامداران ترکان چین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان
کرے جنگ اُسکو نہ پرتی تھی کل
تو الوائے جنگی نے دی اپنی جان
مجھے مت سمجھ اشکبوس اے جوان
تو کیونکر نہ زندہ ہو شیر نر
ہوا اُس سے وابستہ سر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
کرو نہین تہمتن سے پھر کارزار
لیا فوج خاقان مین اوسنے فرار
سواران ایران نے از روئے کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئے لشکر آرا القصہ دو غا
وہ دا نبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا یا نسے رہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے از روئے کین
اوٹھا گرز مارا جو بالائے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
طرف اپنے لشکر کے تھوڑی عنان
کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
موے اتنی تھی دشمن پیلتن
رہا تیر جب سوے دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان پیکار جو
کہو کونسا آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہو نبرد جنگ
شتابان ہوا سے رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
دعا کر کے میدان مین تب رخش کو
ڈرو نہین نہ ہرگز ترے شور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
پکڑلی تہمتن نے جو وہ کمند
ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

زرہ پوش نے کینے پہ باندھی کمر
گیا نہ فلک پر فغان بوق کا
گیا سوچ مین رستم نامور
شتابان ہوا سوے نادر گاہ
ہوا جاکے آمادہ کارزار
سر ترک پر گرز مارا وہین
تو اُسوقت رہام نے لی سپر
گیا وانسے رہام پھر سوے کوہ
کہ آنے مین وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر کہ اگر تو ہے مرد
کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
وہ مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک
نہ دیکھا کوئی جسنے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ
صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو
ہوا جوش اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہکر شتابان ہوا بید رنگ
ہوے ساتھ کر آنکے کارزار
ہوا آگے کاموس کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو
کہ دان آج تجھکو زبون زور سے
رہائی ہو رستم ار جمند
ہوئی رخش کے سر مین جو آکے بند
نہ اوسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا قتل تخمیر اُسے پابند
کشان لیگیا رستم شیر گیر
ہوا پھر نہ آمادہ کارزار

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان وفتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
یہ بہتر ہے عطف عیان کیجیے
کرون صبح اوسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کرون قتل کاموس تجھکو ہلاک
جو دیکھا کہ ہی تیر جوشن گزار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
ہو نیچکر تہمتن نے یکبارگی
یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
ولے بعد دیر آگئے ہومان وہان
وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
نکرنے سیاوش کو گر تم ہلاک
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
اوسے منع خاقان چین نے کیا
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
سنو رزم ساز اوس سے افراسیاب
دگر بار پیران بعجز و نیاز
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
بہت کی ہی جینے پرستندگی

تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
سوے خانہ لشکر روان کیجیے
تو بیدل نہو اے یل ارجمند
کرو ہین سحر گہ نشان خدنگ
بہت دون تجھے گوہر شاہوار
مرے ساتھ ہو آنکے رزم ساز
زمین کو کرون جسم سے اسکے پاک
سپر سر پہ لایا وہین نامدار
تہمتن ہوا سوے جنگش روان
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی
بسان ہژبر ژیان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے ای پہلوان
کہ ہونا نہ ترکون سے تو گرم کین
تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک
کسیطرح کین سیاوش ہو دور
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین
خردمند پیران سے پھر یون کہا
تہمتن سے پیکار لازم نہین
مقابل ہو اُسکے شیر و نہنگ
کہ البرز ہے نام سے جسکے آب
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
تو جانیگی دی فتنہ پردازگی
کہا اُس سے پیران نے یون بعد ازان
فراوان ہے میرا حق بندگی

لگا کہنے خاقان سے اے تاجور
ہمین تاب پیکار رستم نہین
پھر اتنے مین اک گرد جنگش نام
لگا کہنے خاقان سے اے جنگجو
غرض جنگش گرد روز دگر
گیا رستم گرد خندہ کنان
جوانمرد جنگش نے لیکر کمان
ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ
وہ ہیبت سے اسکی گریزان ہوا
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
تہمتن نے تجھکو کیا ہی طلب
بلاتا ہے اب رستم پہلوان
تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
کہان تاب ہی لشکر شاہ کو
تہمتن ہے پیل افگن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ گیہنر و نام بردار کا
رہا قتل سے جینے اُسکو کیا

سپہ اپنی بیدل ہوئی سربسر
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین
یہ کہنے لگا اے شہ ذوالکرام
کرے قتل رستم کو میدان مین تو
دلیرانہ میدان مین آن کر
کہا تجھکو لائی ہے اب موت یہان
گیا تیر سوے تہمتن روان
ہوا بند جوشن مین جاکر خدنگ
عقب اوسکے رستم شتابان ہوا
اُسے قتل رستم نے وہین کیا
سوے جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا
بجا ہے جو ہون تمسے کم ستیز
اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تو جا پاس اُسکے کہ بہتر ہے اب
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان
ترے دل مین ہے اوس سے خوف و خطر
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر و لشکر شکن
گیا دور ہومان کو اسنے وہین
جو کچھ بہتر ہو منظور سو کیجیے
بہت دلمین اندیشہ کرتا ہوا
بہ مخلص بھی ہی بندہ باوفا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

پہ جستہ لگا کہنے وہ پیلتن
کہا پھر یہ پیران نے آ نامدار
تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
کیا تجھکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرے میرے اور اسباب
جو خسرو کرے سر کو اسکے جدا
مجھے پاس خاطر ہے تیرا ضرور
سنا جبکہ خاقان نے احوال کل
کیا عرض شنگل نے اے شہریار
یقین ہے کہ کوئی ل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
گیا سوئے میدان ہوا نعرہ زن
کمر ہیں مخالف کے از روے کین
وہ اوٹھکر پیادہ گریزاں ہوا
سلامت وہاں سے گرا دے لیگیا
دلیری میں یکتا ہے وہ شیر مرد
عبث تھے وہ مجلس میں لاف و گزاف
شہ چین نے شنگل کو انجام کار
ہوئے گرد رستم کے یکسر سوار
گئے پھر دلیران پیکار جو
تھے اٹھے انہو وسے ہیبناک
یہ کیونکر کہوں میں کہ پیکار تھی
ہوا سادہ داماد کاوس کا
مقابل ہوا آکے پھر کاکسال
دہن سے نکلتا تھا رستم کے کف
تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
سواران چین بسکہ کشتے ہوئے

کہ خالی نہیں صدق سے یہ سخن
کمر دن ہو نہیں اب تجھسے تہمتنا
مگر اسقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن گوش سے جا تو اب
زر و مال بھی دے مجھے بیحساب
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین یہ تب
نہیں صلح منظور یان زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے نگاہ
کہ مجلس کا اوسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا بند رستم نے تیرہ دہن
سو لشکر چین پشتیبان ہوا
یہ شنگل نے خاقان سے جا کر کہا
نہیں کوئی اُسکا یہاں ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہے صف شکن
سواران جنگی لیے شش ہزار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
اودھر سے بھی رستم کی امداد کو
گروکوشش وجہد بیخوف و باک
قیامت وہاں اک پدیدار تھی
تہمتن سے آکر نبرد آزما
ملے اسکے غافل کہ آیا زوال
کیے کشتے صدہا گیا جس طرف
ہوا حملہ آور سوئے شاہ چین
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
جو صحرا میں کشتوں کے پشتے ہوئے

ولیکن دو رویہ ہے آنا مجھو
کہ فرمانبری سے نہ میں پھیرن
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ اے نامداران کیوں تم شتاب
بلا سے ہوئے کشتہ و دیار گرد
جو یہ بات شنگل سے کہنے لگی
مرے دل میں پیرا گئی تھا حجاب
غرض شنگل گرد روز نبرد
رکھوں ہوں میں تجھسے تمنائے جنگ
اوٹھا گر گرا یا اسے خاک پر
ہوا اسکے دنبال رستم دوان
کہ رستم کے آگے ہیں سب گرد پست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا کہ مرسا تھ گر ہو سپاہ
دگر بار شنگل بقصد وغا
ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
دلیروں سے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب ستیزہ کرو
پیاپے تھی یوں ضرب گرز گران
خروشان ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالائے سر
وہ شنگل کہ تھا گرد جنگ آزما
سواران ایرانیان یکہزار
ہوئی فوج خاقان کی حملہ کناں
جو رستم کی دیکھی دلیری وہاں

اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
رہوں تابع حکم شاہ و سحر
تری بات کا ہے مجھے اعتماد
اگر شیوۂ مفسدہ پر کو
روانہ کروں پھر ہو بخانش و در
نہیں صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی ہر بات کا کیا جواب
بفضل خدایان ہیں بسیار گرد
تو سب نامداران نے تائید کی
نہ دیا تھا اس بات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
گیا سنکے وہ گرد فولاد خنگ
کیا چاہتا تھا قلم اُسکا سر
وہ آن کر لشکر چینیان
بجا ہے او سے کہیے گرپیل مست
لگا کہنے یوں کیا ہوا تجھکو اب
تو پھر جا کے رستم سے ان ہو کینہ خواہ
سوئے رزم گہ لیکے لشکر گیا
بیک تیغ دو نیزہ کر تا قلم
کہ اس جنگ سے یاں نہیں کچھ بنا
سر چینیاں ریزہ ریزہ کرو
کہ جسطرح سے تپک آہنگران
کہ سادہ نے دی سادہ لوحی سے جان
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتھوں سے مارا گیا
گئے ہمرہ رستم نامدار
قیامت ہوئی ایک برپا وہاں
کہ خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم زر
غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر چند پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
نہین اک وتیرے پہ یہ دور چرخ
نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
گریزان ہوے شب کو تورانیان

ہو گرم پیکار سب صلح کر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روے کین
تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے وہین
سوے کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کرکے ہر چار سو گھیر لو

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
یہان بھیجدے اب کہ ہے یہ تمام
کرو تیر باران سو پہلوان
پہونچکر جو رستم نے پھینکی کمند
زرہ و گشت اوسدم ہوئی بیقرار
شہ چین کا اسباب و زر و مال جو تھا
رہا نیکا ہر دم ہی رنگ دگر
اوسے طوس نے پاس لاکے لٹا
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام

جو خاقانکو ہے صلح کی آرزو
سزا اوسکی خسرو ذو الکرام
دلیرانہ ہو گرم پیکار یان
تو خاقان کے سر مین ہوئی کچھ بلا
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون سے پھر رستم پہلوان
ہوا جاکے آسودہ لشکر تمام
نہ ہرگز رہا وان کسیکا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای

جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم وظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سواران ترکانکو فرصت ملی
یہ کہکر کیا مال مغنم و نہ کو
گیا لیکے اوس داد گر کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
پے طوس و گودرز و گیو و رہام
روانہ ہوا سوے افراسیاب
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کرین رستم گرد سے جاکے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند
بہم شاہ توران و پولادوند

تو کوئی نہ ترکونکا دیکھا سوار
بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اوسے مورد لطف و احسان کیا
کہ مانند کسمین لوان پہلوانونکا نام
تہمتن کرے تاکہ اوسکو خراب
کیا سربلند و نکو رستم زلیست
بہت دل کو اوسکے ہوا انتشار
کمک چین سے تا ختن طلب کی تنہا
ملا دین آوے خاک مین بیدرنگ
کسینے ذرا بھی نپایا اوسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے
دلیر و نبرد آزما زورمند
سو لشکر رستم ارجمند

سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو تاجدار
تہمتن کو بھی خلعت بے گہر
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
خجستہ سپہدار توران دیار
شہ چین کو میدان سے روز نبرد
کیا نامدار و نکا اوسنے طلب
نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز تیغ و تبر
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن سے روان ہوکے پہونچا شتاب
شتابان ہوے باسپاہ گران

تھین شب ہوا میل آرامگاہ
گئے خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
زروی عنایات با گنج و قند
ہر اک کے لیے خلعت و زر گیا
گیا جاکے پیران نے یون آشکار
یکایک لیگیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
ذرا حکم ہو تو اب نبرد تر
توانا و زور آور و پیل تن
بد پیر نہ او سکے ہو کچھ کارگر
طلب بہر امداد اوسکو کیا
ہوا شامل شاہ افراسیاب
دلیران و گردان و جنگی جوان

تہمتن بھی ہر روز تھا رہ نورد
وہ رستم سے اگر ہوا کینہ خواہ
سپہدار توران کے جب متصل
جو شب گذری اور صبح ہو آشکار
مبارز طلب آنکے جب کیا
یہ چاہا کہ پیاسے تیغ کھینچ کر
ہوا شاہ کا نیمہ بازو و سر
ہوا سو سے گردان جنگی دو دان
جو میدان میں زخمی تھے ہر سو تن
ہوے ہاے زخمی نہ پیر و پسر
کمند آنکے رستم نے کی [illegible]
گیا اور رہا جو اوس گرز کو
موے [illegible] سے تھی نہ تاب [illegible]
و طاقت مجھے [illegible] آ [illegible]
نہ جوشش [illegible] اگرچہ کیا
موے لکھا کہ یہ ضرب گرز گران
پڑا لیوا اوس گردن جسم پر
تہمتن نے سنکر یہ [illegible] کیا
کہے آنکے پیمان و عہد استوار
سپہدار توران گیا پھر وہان
سے [illegible] سنگ کا
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو ویگا
ہوے دونون مصروف کشتی ہم
اوٹھا کر جو پٹکا اوسے خاک پر
یہ سمجھا وہین رستم ارجمند
کہا جاکے اے شاہ افراسیاب
رہائی مجھے اوس سے [illegible] تھی کب
تہمتن کی [illegible] ہو [illegible] وہین

توقف نکر تا تھا وہ شیر مرد
عدم کی چلے اوسنے لی وہین راہ
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
گرزن جاکے رستم سے مین [illegible]
پر جنگ تب گیو جنگی گیا
ز استے مین یہ حال کرکے نظر
ولیکن کیا شہ نے زور [illegible]
گیا اوس سے زخمی [illegible]
تو گودرز با خاطر پر محن
شتابی سے تو جاکے امداد کر
تو شاہ ختن نے جو راسر لیا
تو رنجہ ہوا رستم نامجو
رہا جو کہ سے زخم بدخواہ پر
گریزان تا کہ بدخواہ کو اب یون
یہ شاہ ختن دلمین کہنے لگا
نہ ہرگز بالا زین سے پہلوان
[illegible]
ولیکن ہوا اوس وقت اوسکو گمان
کہ جیسے مدد کو کوئی ہو سوار
تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
تو پھر کام دشوار تر ہو ویگا
لگے کرنے پھر دم بدم کشتی ہم
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
کہ بس مرگیا شاہ پولادوند
نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
ہوا لکر و حیلہ سے جانبر [illegible]
ہوا گرچہ [illegible] کین

کہ بین راہ مین ایک آیا جفا
و رستم بیٹین فتح جسد و ہوا
تو سالار ترکان سے پولادوند
غرض دوسرے روز وقت پگاہ
رہا کرکے شاہ ختن نے کمند
رہا اور [illegible] نے جاکے کمند
کہ وہ وہین گلمین [illegible] کمند
ہوا جنگ کر بہ یک ضرب شمشیر کین
گیا بیٹیں رستم وہ ناکہ کنان
یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار
جو خالی گئی پہلوان کی کمند
ہوا خوان روان سرو [illegible]
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پھر اتنے مین بدخواہ نے آنکر
کہ افسوس اے دل یہ وہ گنہ ہی
جو کی تیغ بران تھی خارا شگاف
پھر اوس سے کیا بس کشتی وہان
کہ افراسیاب دلاور کہ یان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
جگر چاک اسکا دہین سیجیو
گیا کیکے افراسیاب دلیر
کیا زور رستم نے انجام کار
موے دم جو رایا بد اندیش نے
گیا یہ [illegible] رخش تا ہو سوار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
عقب اوسکے پہونچا جو گرد دلیر
لگا کہنے لشکر سے پولادوند

کہ [illegible] گرد کا نور کا تھا قلعدار
روان بیشتر وانسے رستم ہوا
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
کیا پہلوان گیو کے سر کو [illegible]
رہا کی سو شاہ پولادوند
علم کرکے پھر تیغ پولادوند
کیا خستہ بس گیو کو بھی وہین
کہا یون کہ اے پہلوان جہان
سوے رزمگہ رستم نامدار
تو گرز گران لیکے پولادوند
رہا زین پہ قائم پیل ارجمند
کہ عاجز ہوا اب رستم کر یا خدا
روان تیغ کی گرد کے گنبد پر
کہ لرزان ہوا جس سے البرز ہے
دوپارہ کرے سنگ و آہن کو صاف
تہمتن سے کی خواہش دل جیان
طلب کیجیے تا کرا سے پہلوان
کہ رستم نے دم راست اپنا کیا
کہ ہٹ جاے لشکر عقب سر بسر
پھر آہستہ اکر شہ پیلتن
توقف کو تم راہ مت دیجیو
فرود آئے گھوڑے سے دونون دلیر
کہ دشمن نہ تھا ظفر یاب زینہار
کیا مکر بدخواہ بد کیش نے
گریزان ہوا اوٹکے وہ شہریار
حضور اوسکے سب کوہ البرز گرد
تو گردان توران بر سائے تیر
کہ تہمتن [illegible] گنج و نام بلند

بھلا کسلیے تم مقابل ہوے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے
ملے تھا وہ منزل بمنزل رسان
گیا کرکے یلغار پھر بیزرد
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار
طرف سے تھا خسرو کے اک نامدار
روانہ ہوے بیابان ہوا
کہا اسنے سوگند گر تو ہی مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
یہ سنکے تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب خسرو نے کیا
رہی بزم عشرت وہان چند روز
ملے پھر تلمین ہمہ آرزوے وطن
دو منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
کھولا گیا ہین ہر یہ عجب داستان

عبث سوی پیکار مائل ہوے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
گذر کو تکی پہونچی سپہ ناگہان
مقابل ہوا اوسکے وہ شیر مرد
چہل نامداران ہنگام جنگ
ہوا جادہ پیما سے دشت فرار
گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
پے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو لے دیو آسامنے کر نبرد
لگا لینے رستم سے کرکے غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھکر
تہمتن کا خسرو ثناخوان ہوا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہا دور جام مے دل فروز
لیے مجھکو رخصت کیے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار
کیے کشتہ گردان بہت تیر سے
سوارونکو بیدست کرکے تباہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
پہونچکر سرچشمہ وہ پہلوان
نہین کار مردان بیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا
بیک ضرب گرز گران پھر وہین
روان ہوکے پھر پیش خسرو گیا
طلب کرکے سیم و زر بے شمار
بہم خسرو و رستم نامور
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

کیا قتل لیکنون کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
لیے گرد نے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پھر وہ باسنے روان
بہیر داوسکے کرکے پیل ارجمند
خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب مین مردکو
پھر آیا یہان تو براے دغا
پریشان کیا مغز دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوے مائل عیش شام و سحر
کہا اے خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اوسکو دیا
کہین قصہ کو تازگی سے لکھون
کہ سننے سے ہو اشک جسکی روان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان براے جنگ گرازان و فتحیاب شدن رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان ہمراہ بردن بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوے ایران ❊

کہین آکے ارمانیان اکرفر
ز ارمان مین خسرو سرفراز
ستم سے گرازونکی ہم آئے یان
اوٹھا بیژن پور گیو دلیر
ہوے گیو بولا کہ اے شہریار

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہین ہزارون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سے لڑو وہ شیر
یہ کار آزمودہ ہین زینہار

لبالب غریبان و بیچارگان
نچھوڑی نہ زراعت نہ برگ شجر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہین
مجھے حکم ہوا اے شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
سو پہلوانان ایران زمین
کردان قتل خوکان خونخوار گر
جوان ہون ولیکن بتائید پیر

یہ کہکر وہین بیژن پہلوان
گرازونکے بیشے مین پہونچا وجب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچکر خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان
کہ یان دشت ہر ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین اسکے ہمسر یہان
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایہ خوشخصال
یہ جنگ جو کان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیژن جوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرون یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بافراط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دلمین اپنے پشیمان ہوا

ہوا شاہ سے ہو کے رخصت وہان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
رہا جاکے پھر دشت مین پہلوان
ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
پئے سیر اوس جا اقامت گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
اگر تو اس جوان تک ذرا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا دفع سینے او پیغمبن سر بسر
بغیر و تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تری پاسبانی کو اے نوجوان
اسیر بلا ہو ویگا بیگمان
روان سوے ایران ہو نہ جب
منیژہ نے بیژن کو بے اختیار
رہے عیش مین ہر آن سہ روز و سہ شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس ماہ نکو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا

چلے اوسکے ہمراہ گرگین جب
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سو پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور
کنیزان ہین پیرامن نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مینے یہ دخت ہے خوبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کو پاس انکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
منیژہ نے سمجھا کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین بزرگ
گیا جب اودھر بیژن نامدار
کیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بیخبر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار او ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے شیری یل شیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن پر سنان
ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
بچے سب گرازان پیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اوس سے کہا
نہین روکش اوسکے مہ و آفتاب
لگے کہنے تب وان کے باشندگان
بیان حسن کی اوسکے توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز کیا کچھ بھی اسنے حذر
کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادھر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
تماشا سے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب
وے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوے خرگاہ اوٹھکر وہین
میسر ہوا سب کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی سر بسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان

پڑے مجھپہ گر کین لے صد ہا فسون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال
فدا ہو نہین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نتھا دخل نامحرمونکو وہان
پھر ہی گروش چرخ انجام کار
گیا وہین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہی لائق قید و بند گران
کہ بھیجا سواران پیکار جو
یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکھا پہونچکر در خانہ پر
نہ چنگ و دف و رود تنہا ہین وان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
کر یان ہے نہ توسن نہ گرز و خدنگ
نہین کوئی اس دم مددگار ہی
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہوے بیژن جو کوئی جوان
تو نیکی کرے مجھسے کر ایکبار
جو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان
گیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
اوسے لیگیا سوے افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگے کہنے بیژن کر اسے تاجور
مرا یا نگم ہو گیا ناگہان
یکایک ہوا اک پری کا گذر

سو راہ بد وہ ہوا رہنمون
کہا یون کہ دل کو نہ کیجیو ملال
رضا جو تری یا بل یہ جان ہون
تو جان ہو مری تیری آگے سپر
ہوے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
گر یکسان ہین داڈکار روزگار
گیا عرض یون پیش افراسیاب
فراحان سالار کو بس یہ ہین
کوئی جا کے وان دیکھ لے ایکبار
عقوبت ہی اوس پر روا بیگمان
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پھر زور تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہی
کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا اک کہ جون شیر نر
تو کھووے سر اپنا وہین بیگان
چلون ساتھ تیرے سوے شہریار
کرے گشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اوسنے وہ خنجر آبدار
کشان سوے شہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے ای نیکبخت
بجنگ گرازان مین آیا ادھر
سوے دشت آیا تفحص کنان
لئے الیگئی مجھکو تا ایوان آنکر

اسیر بلا اوسنے مجھکو کیا
جوانونکو در پیش ہو رزمگاہ
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
کئی سال گذرے بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہی کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان مین دیکھے کسیکو اگر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہی او رہ وہ جوان ہمکنار
یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
کہ بیژن ہو نہین پور گیو دلیر
مین اس خنجر تیز سے اب کرون
روا شاہ مجھپر نہ رکھے ستم
گرفتار کرنا ہی دشوار تر
ہوا ہاتھ سے جسکہ خنجر جدا
نہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیونکر توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید اوگنی بعد جنگ
ہوا خفتہ پھر مین زیر درخت
کسو وارہ پھر فوج توران ہوئی

عوض اوسکے نے یارب اسباب کا
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
مری جان مجھکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین سے جا اندیشہ ہے
نتھا کار جز عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور
ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان
منیژہ کا اک گرد ایران ہی جفت
فراحان نے کی یہ عرض شہ سے کیا
تو پھر اسمین کیا جاے تکرار ہی
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
تو لے اگشان یان آوے باندھکر
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا پھر اودھر تھی جدھر رشک ماہ
بہم بیحجابانہ ہین بادہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہی کون تو
لگا کہنے کھا کر وہین پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا زینہار
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
شجاعت کے بیشے کا اک نرہ شیر
بہت ناندار ونکو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کھا قسم
کہ مرنے پہ اب اسنے باندھی کمر
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
تو ہرگز نہ کچھ کام آوے ہنر
شبستان مین کسطرح جانا ہوا
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوے خفتہ گویا مرے ہاتھ بخت
عماری اک اوسمین نمایان ہوئی

پری نے پہونچکر غضب یہ کیا
اثر سے فسون کے وہین بیخطر
غنین تھی پری بخت برگشتہ تھا
تو وہ ہی کہ با گرز و تیغ و خدنگ
نہین رست تیرا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان تھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
بتے زندہ ترکو لیے گراک سوار
لگا کھینچنے کھینچ اوسکو اب دار پر
برادر تھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا جناب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی بیشتر مینے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر رہ جور و بیداد سے
اور اک دیو کو انکے سنگ گران
منیزہ کو بھی یانسے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر پہ ایذا نہ پہنچے روا
سبب ہے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو روزی پہونچاتی تھی
سنو کارسازی جہان آفرین
کہان ہی تبا بیژن پہلوان
جو ہو پہنچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملائے گرازان تہ خون و خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر

کہ مجھکو عماریمین بٹھلا دیا
بہ پیرو مجھے لیگئی اپنے گھر
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا
گہدد اسپ کرتا تھا امید انین جنگ
تو جانبر ہووگا انجام کار
مرے تیر سے داماد نے کی دغا
مقابل مرے گر تھا یکہزار
تو ہمت کہ مجھسے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گزارش تو کر اب ہی کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بہایا تمین بیژنکا جو تھا الجوان
نگونسار بیشے مین لٹکائیے
کوئین کے رکھا منہ پہ سنگ گران
گزند اوسکو پہونچائیے [illegible]
رہی جا کے نزدیک وہ چاہ کے
کہ اک اوسمین آب بھی [illegible]
کہ گرگین گیا سوئے ایران زمین
یہ راز نہان سر بسر کر عیان
بڑے جا بجا تھے پریدہ شجر
گیا دشت کو تھنے خوکا بسر
پسندیدہ و خرم و خوب تر

عماریمین بیٹھی جو تھی نازنین
نہین اسمین زنہار میرا گناہ
لگا کہنے پھر شاہ توران دیار
اور اب دست بستہ مثال زبان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک توسن و گرز اب دیجئے
تماشا تو پھر دیکھیے میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اوسے لیگیا وہ ہوا دار جب
سنو کارسازی کا حق بیان
کہ یارو نہ جلد اوسکو یان لا دو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون سبھی
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
گیا سنکے پیران پھر یون بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اوسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کے اب وہ سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
منیزہ کی ہان موتری آئی شتاب
شجاعت ہوئی گو عقوبت ہی پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور داد رس
کہا گیو و گودرز سے جاکے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہین
ہوئے وانسے پھر سوئے ایران روان
طرف اوسکے دوڑا کے شبدیز کو

بڑھا اوسپہ افسون پری کے یہین
نہ آلودہ عصیان سے ہے رشک ماہ
کہ اے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کرو دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ کر شنید کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب
کہ پیران اودھر آگیا ناگہان
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہی تو بخشون تجھے
ذرا دلمین کر خوف یزدان پاک
وہ پھر مین کہتا ہون ای شاہ اب
تو پھر کیا اوٹھایا بھلا فائدا
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اوسکو پہونچا گزند
تہ زنہار اس بات مین کر درنگ
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اوسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم کے نامجو
ہوئے اونسے ہم گرم پیکار کین
طرب ساز و شادان و صید افگنان
شتابان ہوا بیژن نام جو

سو بیژن آیا وہ مانند پیل
خروشان و جوشندہ جوں نیل

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
کرے گور کے سر کو تا وہ بند

ولیکن ہوا گور وانسے رواں
عقب اوسکے تھا بیژن پہلواں

نظر سے ہوا گور و بیژن نہاں
شتابان ہوا میں تفحص کناں

نہ زنہار بیژن کا پایا نشاں
نہ دیکھی کہیں صورت پہلواں

ہوے توسن بیژن نامدار
جو دیکھوں تو صحرا میں ہے بے سوار

ہوا دل مرا سخت اندوہگیں
کئی دن ہوا واں اقامت گزیں

غرض با غم و درد آیا یہاں
یہ توسن جو پایا سو لایا یہاں

یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار

یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جواں
گرفتار رنج و بلا ناگہاں

یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا

کہا لیک گودرز نے پھر یہیں
کہ مت کھینچ اسپر تو اب تیغ کیں

اسے پیش کیخسرو نامدار
تو جا لیکے لے پور فرخ شعار

وہیں گیو پھر با دل دردمند
یہ گرگین سے بولا با بانگ بلند

کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہاں گم کیا تو نے اے کینہ جو

کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب
گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب

کرے ہی تو اب مکر کی گفتگو
ملاؤں تری خاک میں آبرو

تجھے لیچلوں پیش خسرو ابھی
اوسے اس حقیقت سے دوں آگہی

شتابی سے پھر تیغ کیں کھینچکر
کہ دوں میں جدا جسم سے تیرے سر

پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازاں
اوسے لیچلے وانسے گردنکشاں

دو وصد تازیانے لگاے وہیں
کیا خستہ گرگین کو از رہ کیں

ہوا نیلگوں سر بسر جسم زار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار

گیا گیو لیکر اوسے پیش شاد
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ

کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
مرے سر پہ آئی یکایک بلا

مرا ہاے تھا ایک نور بصر
کہ دلشاد تھا جس سے شام و سحر

اوسے کرکے گم آپ آیا یہاں
یہ گرگین بدکیش نکبت نشاں

کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
کہ سنکر اوسے [illegible] ناشکیب

بجز توسن بیژن پہلواں
نہیں اور بیژن کا ہرگز نشاں

پہونچ داد کو میرے اے شہریار
کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگیں
لگا گیو سے کہنے خسرو وہیں

کہ گرگین نے تجھسے بیاں کیا کیا
سنا تھا جو اوسنے وہ قصہ کہا

پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
وہ بیہودہ کرنے لگا واں کلام

شہنشہ نے گرگین کو دیں گالیاں
کیا پھر گرفتار بند گراں

کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب
کہا دیکھیو احوال بیژن کا اب

نظر کرکے وہ طالع و وقت پر
لگے کہنے پیش شہ نامور

کہ توران میں ہی زندہ وہ پہلواں
ولے ہی گرفتار بند گراں

یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

سو ملک توران میں کھینچوں سپاہ
وہاں جا کے ترکوں سے ہوں کینہ خواہ

چھڑا لاؤں بیژن کو اب بند سے
ملاؤں تجھے تیرے فرزند سے

یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دیں
نہ دے گیو کو تھا نہ ہرگز یقیں

کہ اختر شناسوں کی گفتار کا
اوسے کچھ بھی زنہار باور نتھا

کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
پے جستجو بھیج ہر سو سوار

نشان پاویں اوسکا تو [illegible]
خبر دیں ہمیں آنکر شاد شاد

مبادا نہووے اگر آگہی
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی

تو نوروز کا کیجیو انتظار
کہ جب آوے نوروز فصل بہار

نظارہ کروں جام گیتی نما
کہ دریافت احوال ہو گرد کا

ہوا گیو شاداں یہ سنکر سخن
دعا دی کہ اے سرور انجمن

جہاں میں تو رہ جبتلک ہے جہاں
بصد حشمت و دولت و فر و شاں

یہ کہکے گیا پہلواں اپنے گھر
وہیں پھر سواراں پرخاشگر

روانہ کیے گیو نے چار سو
کریں جا کے بیژن کی وہ جستجو

ہوے ہر طرف وہ تفحص کناں
ولیکن کہیں کچھ نپایا نشاں

جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
تو پھر پیش کیخسرو نامور

گیا گیو با خاطر پر الم
دل زار بیتاب اور چشم نم

جو خسرو نے دیکھا اوسے بیقرار
پریشان دل و مضطر و اشکبار

طلب کرکے پھر جام گیتی نما
لگا دیکھنے شاہ کشورکشا

ستارے جو ہیں سات افلاک پر
لگے تھے وہ اوس جام میں سر بسر

بصد غور سے تھا نظارہ کناں
سوے ہفت کشور شہ خسرواں

نشان بیژن نامور کا کہیں
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہیں

ہوا خفا ان اسبات کا پہلوان
تہمتن ہر خوش تھا مثل بازرگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
کیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
رکھون ہو نہیں اے سرو انجمن
وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ
ہوا جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
ہو رستم کے گرد آئی دوران
خبر بیژن نامور کی کہین
وہ ہی نوجوان گیو کا پسر ہے
نہیں مجھکو دربار مین شہ کے بار
نہیں گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچارہ ہون اور ستمدیدہ ہون
ٹھہر رحم سے پھر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ ہون مین دخت افراسیاب
پھرون ہون ہر در بحال تباہ
وہ یک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوئین کے وہین ہے سنگ گران
تو پہنچا سکیگی اوسے کچھ طعام
کر لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا وہ آہ
منیژہ یہ بولی کہ سینے کیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ جو رستم لے گرگین و ان
جہان کا ارادہ تھا پہنچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اوسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
تو ہے کون آیا کہا سے بیان
متاع گرانمایہ و دلپسند
مرے پاس اب شوق سے آ کے رد
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھے وہان مشتری
دو دیدہ گہر بار نالہ کنان
نہ پہنچی مگر سوئے ایران زمین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہیں زینہار
مگر مغز میرا تو ناحق تھی
کہ بیچارگی پہ مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد گیسون عارض لالہ فام
گیا گردش آسمان سے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پر کینہ ہے
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا وہ تھی جسطرح سے مدام
رکھی اوسمین اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اوس جوان کی لگی
سبب کیا جو اسدم کیا قاہ قاہ
ترے عشق مین حال دیکھا بگو فدا
کہا سنتی تو یہ آج لائی طعام

ہو لیکن ہے ہو قید اوسکے پسر
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جو بس میل تحفہ کا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن نہ بہا لیا کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پانچ دیا
ہوا آگے تیار در شہر مین
نہین دل کا تحفہ تیار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
کہ اتبک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہے نہیں تو اک مرد بازرگان
منیژہ لگی رونے بیحد زار زار
نہیں جانا ہے سر دھڑ کی بھی
یہ مین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
کہون کیا مین احوال سر کو الٹ
بندھے اوسکے زنجیر مین دست و پا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا تھا یہ دیکھے انگشتری
وہ بولا رکھے راز کو گر نہان
ہوئے اتنا کہ بھی تو ہی مہمان
کہا یہ منیژہ نے اوس سے بیان

انجام شہنشہ بجا ہے پدر
مقام اسجگہ پیلتن نے کیا
سو دستہ اک روز پیران گیا
کہ اوس جام مین ہے بہا تھی گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازرگان ہو نہیں ایران کا
کہ تو صاحب داد ہی و ہنر ہیں
کسیکو نہیں تجھسے بیکار کچھ
خریدار و بہا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ شکستہ قمر
تجھے کچھ ہے گودرز یا گیو کی خبر
کسی نے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا رو بروز سے مرے دور ہو
نہ سردار ہون میں نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے اشکبار
بکر دو رنگ رو بروز سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھیں خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کرون حال اپنا مین کیا اب بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اوسکے سر پر غضب
فغان دل سے کھینچے ہے صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شاد کام
لگی کہنے وہ جب وہ نیک پری
تو آگے ترے مین کہون کیا بیان
بڑا حیف ہے تجھسے ای پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

لعام اوسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھ اوس سے اسنے مرد و زن از ما
شتابان ہوئی واں سے وہ دلربا
گئی نصف شب القصہ جب گذر
وہین پر کوئین کے رکھا تھا پتھر کا
کوئین مین جو وہ تھا گرفتار بلا
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر
کروان ایک شبخون مین اب شتاب
اسیری سے بیژن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آنکر
پہلوان ساتھ تیرے مین آ شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلاش کو بیژن کی آیا مین یہان
ہو نچکر تہمتن نے آزردہ کین
ہر اک گرد اک اک زن ہے جمال
پہلوان نے کیا جا کے آرام و خواب
ہزار اوسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
رہے ساتھ میرے نہین تا جنگ
دلیری و مردی و جرأت مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ ہم گرم پیکار ہو
سنی جب سواران نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب میدان مین کچھ کامیاب
سبکے کشتہ و خستہ صد ہا ہزار

سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
نہ بیژن کو کچھ تم کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوس وقت باندھی کمر
دیا پھینک اوسکو وہ تھا بید رنگ
نکالا اوسے ڈالکر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
بستر شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھ لیے اب گیا
شبا شب ہوا خوف سے زرد سپہر
کرو ان چلکے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر بیخوف و بیباک
سو خانۂ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہی رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچی بہت انتظار
مگر کچھ نہین ہی تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی ہے تیغ تری
سواروں سے بولا یہ کر کے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگجو
ہوے حملہ آور سوے رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سو چین وانسے افراسیاب
پھر آیا بالفتح و ظفر نامدار

یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاردان
کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
بڑا سنگ جا کر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کھینچے بہت تونے رنج و تعب
کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کھینچینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
گیا منع ہر چند رستم نے پر
ازر روی دلیری شتابان سے
سپہ تھا اوسکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو سقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اک نازنین پریچہرہ کو
سوا اسکے کتنی پریچہرگان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہی تونے مجھے
زبون سخت ہین مجھسے تیری سپاہ
کہ اے نامداران توران زمین
نہ جانبر ہون میدان سے اب زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوے کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اوسکے دنبال رستم دوان
زر و مال و اسباب افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اوسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اوسے
منیژہ کو تو لیکے جا یانسے اب
کہ آکر یہان رستم پیلتن
کہ تا مرد جرار رستم پہلوان
نجاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوے کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہی داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھر اوسنے لیکر یل نامجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی وہین سوار
کہ ہم ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہی بیحساب
کر دی مینے تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہی زر گر جائے عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار
ہوے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان بسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوئے ایران شتاب

سنا جبکہ یہ مژدہ دلنواز
گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ
دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی
ہوا شاد کیخسرو پاک دین

ہوا شاد کیخسرو سرفراز
تو آکر جہاندار گیتی پناہ
شہنشہ کی لایا بجا بندگی
ہوئے گیو و گودرز بھی خرم و [illegible]
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان

گئے پیشوا نامداران تمام
تہمتن کو با صد خوشی لیگیا
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم
سنو قصہ برزو پہلوان

ہوئے دیکھکر اوسکو سب شادکام
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
گئے جب حضور شہ خسروان
لگے رہنے مسرور و خرم بہم

جنگ کردن برزو بار ستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب
کہا اے بلو شہ ہوں میں دہقان پسر
ہوا آن کے وہ طلبگار اسپ
روانہ ہوا یاں سے پھر وہ سوار
جو پیدا ہوا میں تو شاہنشہا
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام
اگر یہ نہ ہووے تو جرات نہیں
سنا جب یہ برزو نے تب یوں کہا
لگا کہنے سالار عالی وقار
نہ اوسپر ہو گرز دستان کا گرہ
کہ میدان میں جسدم ستیزہ کروں
تمہیں ہے اگر رزم کی مجھکو تاب
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ
تو دوں تجھکو میں دختر مہ جبین
شہ چین کو اور شاہ ایران کو
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب
زر و افسر و گنج و لشکر دیا
وے اوسکی ماں دوڑی ہی آئی وہاں
تہمتن سے عہدہ برائی نہیں
گئی بار دی اوسنے شہ کو شکست
وہ بولا کہ رستم سے ہوں زورمند

سو چین گیا شاہ افراسیاب
نہیں جانتا لیک نام پدر
پلایا اوسے اوسنے پانی شتاب
بحکم خدا یہ ہوئی باردار
مرا نام مادر نے برزو رکھا
دلیری و مردی میں مشہور عام
کہ ہو گرم کین فوج ایران میں
کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار
نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
تو صد کوہ آہن کو ریزہ کروں
رکھا نام کیوں شاہ افراسیاب
ہوا اوس سے خواہان امداد شاہ
کروں تجھکو سالار اقلیم چین
کروں بند میں تجھکو یکبار جو
سوے خانہ برزو کو لایا شتاب
سر افراز برزو کو شہ نے کیا
کیا آگے برزو ہی اوسنے بیان
مجھے تاب جنگ آزمائی نہیں
کیا نامداران توران کو پست
مرے آگے ہے پست پیل بلند

تو آیا نظر راہ میں اک جوان
سنا ہے یہ ماں سے کہ اک روز یاں
ہوئی اوسکے دلمیں جمع غالباً
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان
جو دیکھا اوسے شاہ نے پیلتن
سمجھ سخت اب اوسنے عاجز کیا
گمان ہے یہ مجھکو کہ ہنگام جنگ
تو اک گرد سے ہے [illegible]
توانائی اوسکی بیان کیا کروں
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے
نہیں تجھکو شایان ہے نام شہی
کہا یوں کہ گر گشتہ ہو پہلوان
قسم کھا کے برزو نے پھر پیش شاہ
لگا کہنے اک اک ایران میں
سراپردہ و فیل و اسپان و زین
ہوا شاد برزو کے گردن فراز
کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا
تو اون نامداران کے ہمنشین
دیا پاسخ اوسنے کہ وہ تشنہ راہ

تنو مند مانند پیل دمان
کہیں اک سوار آگیا ناگہان
جو آن کے کیا اوسکو بیتاب بس
نہیں اوسکا معلوم نام و نشان
رواں ساتھ اوسکے کیا یہ سخن
پراگندہ خاطر ہوں صبح و مسا
تہمتن ترے ہاتھ سے ہے وہ ننگ
ترے ہاں سے دلمیں ہے خوف و خطر
بجا ہے اگر کوہ آہن کہوں
کیا شاہ سے اوسنے پھر یوں بیان
کرو دل یوں تہمتن سے بیدرد ہے
نہیں تجھکو زیبا کلاہ شہی
ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
کہا یوں کہ اے شاہ خورشید جاہ
کروں خون رواں اوسکا [illegible]
دو صد ترکشان تا چین و چگل
جہاں میں ہوا الغرض بے نیاز
اوٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
مگر قصد تو اوس سے پیکار کا
دلیری میں اوس سے فزوں تر نہیں
[illegible]

وہ بندگران زور سے سر بسر
سراپردہ مین شاہ توران کے
کردہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کرے لیکر سپہ جا سوے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کر کے برزو کی ترکیب کو
ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
بجا ہے کہ سیکھو مین تجھسے ہنر
یہ کہکر وہین ہاتھ مین لی کمان
پیاپے ہوئی بارش تیر پر

شکستہ کیے یکطرف بیٹھکر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آ نکے
اسیرونکو جو لیگیا آنکر
وہین آنکر برزو کینہ خواہ
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
آفرین تحیر ہوا جنگ جو
سمجھیو نہ تم مجھکو البرز سے
مرے ساتھ مت تند ہو اسقدر
خدنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض با دل خرم و شادمان
وہ بندی جو تھے یان انھین لیگیا
دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین تہمتن گیا
آ تو برزو سے اب جا کے ہو کر جنگ
کہا نعرہ زن ہو کے مانند [illegible]
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
[illegible] نیکہ گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار لشکر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ اے رستم اب سامنے میرے آ
یہ سنکر گیا پیلتن بدرنگ
کہ جا سے تہمتن مین آیا دلیر
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح در پئے کہ گرمی
ہنر آزما ہر دو جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
گیا زور در آشنا پکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا بڑا ایک گروہ
وے از زد عقل و فہم و خرد کا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
اُترے دست دیگر کو نہ رنجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ ولیکن کیا
یہ اتنے میں آخر ہوا روز شب
ہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجھسے آج ان کا
نہیں اوسکو پیکار سے خوف جم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کروں سوے ہند و سیستان
یہ سنکر تو کچھ شہ نے پاسخ دیا
جو تاباں ہو خورشید وقت پگاہ
نہیں مجھکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہے قالب میں جبتک کہ جان
مقابل ہوں با تیغ و گرز و خدنگ
سے اسکے قبضے میں گردن فراز
دگرگوں ہو رنگ زمانہ اگر
ولے رستم گرد جنگ آزما
عماری تو اسوقت طیار کر
بلا کر نہیں وہاں جاکے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سنکر تب بھر
نہ ٹھہرے یہاں گر تو اے پہلوان

آلہی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گرز کے پس شکوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تعجب ہوا اسے گرد جنگ آزما
یہ سنکر تہمتن نے اس سے کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو تو رستم کہ اب
تو پھر برزو رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
کہ تھا سنگ فولاد سے سخت تر
ہرا دل ہے اس پہلوان کا دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
کہ ہو برزو سے گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہی سوے ہند و سیستان
بلاؤں فرامرز کو اب یہاں
تہمتن کو لبوع میں رخصت کیا
تو برزو سے یہیں جاکے سوے رزمگاہ
نہ میدان سے موڑوں ہرگز عنان
سو جنگ کیوں شاہی کا و عنان
کروں غرق خون میں اوسے بیدرنگ
دلیرانہ ساتھ اوسکے ہوں رزمساز
تو جو دلمیں آوے کرے نامور
سرا پردہ میں جبکہ آنی گیا
کہ ہوں صبحدم شب باقی اور دہر
شتابی ہوں سیمرغ سے چارہ جو
وہ دن بھی رستم گئے سر بسر
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر جرم شال کمان
طرح شیر غرندہ گر کر شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی بہر
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پہ
مجھے رنج گیا ہو ترے گرز سے
رہا اب کرے زخم گند گریبان
ہوے اسپ عاجز ہوا وقت تنگ
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
تن سخت برزو کی ہنگام جنگ
نہیں مجھکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا دلاور پسر
وہ جیپال ہندی سے ہے گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یہاں جب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنا ان کروں شفقت اسکا جگر
کہا شہ کے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو شب روز بزم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہاں کین
کہا شہ سے گودرز نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ ای بھائی جان
پہونچکر وہاں زال سے ملیو ن
زوارہ نے سب سے کیا یوں بیان
لگا کہنے ہر ایک ای پیلتن
ذرا یا نہیں چھٹنی نکر زینہار

ہوا بس کشتی انجمن بعد ازاں
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ کرتا اسے سر بسر
کہ ہوں سخت تر کوہ البرز سے
خفا ہی اگر رہیے غافل یہاں
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ کمتر سپاه
وے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچھ گرز و خدنگ
ملے خاک میں کون انجام کار
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہیں مجھکو مقدور پیکار کا
یہاں اسے جہاندار ہوتا اگر
یہ دلمیں ہی اک گرد کو بیدرنگ
ہم جنگ موقوف ہو تب تلک
لگا کہنے یوں خسرو نامجو
ملاؤں نہ خاک و خون سر بسر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ حاضر ہیں ہم لے جنگ و رزم
ستیزندہ نیزن ہو مانند شیر
کریں جاکے برزو کو زیر زمین
کہ بیٹے کیا اب بیان جسطرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر و دست کا اپنے درمان کروں
اگر ہو عزم رستم سو سیستان
تو سنکر ہوا خسبیدہ ہے یہ انجمن
یہاں رکھ تو اے ثبات استوار

تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
سواروں نے جہد فراواں کیا
کہ پنجے مین دو شیر کے تھا اسیر
کمند اب مجھے دیکے ہو گرم جنگ
ہوا دشت مین اس قدر کشت و خون
بہنگام شب جا کے افراسیاب
ہوا شاد کیخسرو نامور
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سوئے خانہ رستم اوسے لیگیا
رہا بند سے پھر نہ اک دم کیا

کہ برزو مبادا اگہین ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بھی وان کیا
کہ دونون تھے پیل افگن و شیرگیر
تو کر قافیہ جا کے ترکون کا تنگ
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون
کہا جا کے پیران نے شاہا شتاب
لگے تہنیت دینے فتح و ظفر
سر خون سے گذرا دہ شاہ جہان
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا

رہا کر دیا ہین دست چپ سے کمند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی
زوارہ نے دو ہین فرامرز کو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہر تابان ہوا جب نہان
تو اب یا نسے لے ملک تورانکی راہ
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ لیجا اسے سوئے زابلستان

کیا اوسنے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہا یون کہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار مانند شیر
گئے بت سو خیمہ جنگ آوران
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
ہوئے پہلوان رستم نیکخواہ
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر ہوا لیس جان
گرفتار زنجیر اوسکو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرہ تست

جو برزو کی مان نے سنی یہ خبر
نہ برزو کو پایا جو ایران مین
ملی مادر برزو سے نامور
یہ شہرو نے اوس سے کہا ایک روز
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
زن نیکبخت آئی اک چین سے
کیا سن لئے یہ راز پنہان عیان
تو پھر لاشہ رہوار تازی سمند
پھر آئی وہ زن واں سے با صد طرب
گئی لیکے سو ہین وہ برزو کے پاس
جب آیا وہان برزو سے نامدار
سوار او بیرہ ہوئے رہ سپر
لگے کرنے اوس دشت مین کارزار
رکھی جنگ موقوف انجام کار
زن مطرب خانہ پہلوان
پر اسوقت اے رستم نیکنام
کیا وان طلب اوسنے دستار خوان

تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
تو واں سے گئی زابلستان مین
کیا اوسکو راضی بہت دیکر زر
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
دیا اوسنے دو ہین پکا کر طعام
ہوا دیکھ انگشتری شادکام
یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
ولیکن تو سینے مین رکھیو نہان
بہنگام شب زیر کاخ بلند
کہا آکے شہرو سے احوال سب
نہ لائی ذرا دل مین بیم و ہراس
اتو اسپان رہوار پہ ہو سوار
کہ کم تھا او دھر مردمان کا گذر
بھم برزو و رستم نامدار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
وہ بولی گنہگار ہون بیگمان
گرسنہ ہون کچھ مجھکو دیجے طعام
یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان

اوس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام
زن مطرب خانہ پیلتن
ہوئی نسبت خواہری پھر بہم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
رکھی اوسنے انگشتری بھی نہان
لگا کہنے بھیجی ہی کسنے یہ چیز
یہ ہی میری مان ہو نہین سکا ایسر
درون طعام ایک سوہان بھی لا
مرا کھینچا آن کر انتظار
بہت مال شہرو نے لاکر دیا
ستہ شبدیز بھی شبکو لائی وہان
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہین
ملا راہ مین رستم نامور
کئے زخم باہم رہا بیشتر
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
جو کچھ جیمین اوسکو دیجے سزا
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن
مبادا جو برزو روان ہو شتاب

پسر کی جدائی سے غمگین مدام
رہی تھی وہان اوس سے با مکر و فن
و فور اوس محبت کا تھا دمبدم
تو بھیجون طعام آج طیار کر
کہ معلوم برزو کو ہوئے نشان
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
تجھے دوست اپنا یقین جانکر
برید کردن تا کہ زنجیر پا
کہ ہونگا روانہ مین ہو کر سوار
بہت اوسکو ممنون احسان کیا
کہ برزو نے اوسکو کہا تھا جہان
شتابان ہوئے سوئے توران زمین
پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر
نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
سب احوال برزو نے اوس سے کہا
کہ مجھپر ہے ہرگز نہ ایذا روا
اگیا سوئے اک گوشہ پھر پیلتن
تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون
نہین مجھسے ہوتا ہے برزو زبون

ملا کر دین زہر بھیجا طعام
دیے پیش برزو جو پہونچا طعام

تو شہرو نے اوسکو نہ کھانے دیا
نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا

زن مطرب خوبرو بد سیر
ہوئی کھا کے سوے عدم رہسپر

ہوا خشمگین برزوے نامدار
لگا کہنے اے رستم باوقار

ہوا تجھسے جو کام سرزد یہان
نہین یہ سزاوار نام آوران

سفید اب ہے محاسن ہوئی تیری سب
نہین شرم لیکن تجھے ہے غضب

ہوا خشمگین رستم نامور
خجالت سے ہرگز اوٹھایا نہ سر

نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن
لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن

اگر مرد تو ہے تو اوٹھ کر نبرد
یہ سنکر اوٹھا رستم شیر مرد

دلیرانہ دونون ہوے سرفراز
ہوے لیکے گرز گران رزمساز

پیادے ہوے گرز باہم روان
ہوے سست بازوے جنگ آوران

بہت جہد گرچہ کیا وقت کار
نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار

ہوا میل کشتی انھین پھر ہان
فرود آئے گھوڑون سے وہ پہلوان

دوال لجام سمندان وہین
کمر سے کیا بستہ از رد کین

لگے زور کرنے بجوش و خروش
بہنگام کشتی ہوے سخت کوش

ہوے پھر وہ اسپان ہم رزمساز
مثال دلیران گردن فراز

تہمتن کے توسن نے دقت ستیز
روان جب کیا زخم دندان تیز

تو برزو کا بھاگا وہین بادپا
وہ برزو کو بھی کھینچکر لیچلا

یہ تھی خواہش برزو رزمساز
کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز

کرون تا کہ رام اسپ کو زود تر
ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر

زمین پر گرا برزو انجام کار
شتابی سے پھر رستم نامدار

چڑھا اوسکے سینے پہ تا بیدریغ
کرے اوسکے سر کو جدا کھینچ تیغ

وہین مادر برزو پہلوان
لگی کہنے رستم سے کر کے فغان

کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر
نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور

تو برزو کو مت قتل کر زینہار
خدا دل مین کر خوف پروردگار

وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن
یہ بولی کہ اے رستم پیلتن

گرانمایہ خاتم زرناب کی
نشانی ہین رکھتی ہون سہراب کی

یہ کہکر نکالی وہ انگشتری
نگین فروزندہ جون مشتری

ہوا دیکھکر شاد وہ نامجو
بغل مین لیا برزو گرد کو

گرا پاؤن پہ از سر انکسار
بفرط خوشی برزوے نامدار

پھر آئے بہم بادل شادمان
دوان ہوکے وانسے سوے سیستان

کیا ایک برپا تہمتن نے تخت
کہ بیٹھا وہان برزو نیکبخت

ملایا اوسے زال سے بعد ازان
ہوا دیکھکر زال زر شادمان

بصد شادمانی ہوا ہمکنار
کیا سر پہ اوسکے بہت زر نثار

مہیا کیا جشن عیش و طرب
نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہر کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کھا کر شکست
دلیران ایران ہوے چیرہ دست

ہوا تھا جو سیدا انھین برزو اسیر
تو اس غم سے افراسیاب دلیر

شب و روز جون غنچہ دلگیر تھا
تحیر مین تمثال تصویر تھا

زن گلبدن ایک سوسن بنام
کہ رامشگری مین تھی مشہور عام

یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو
نہین صرف رامشگر و نغمہ گو

مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد
زمانے مین اس فن کی ہون مین اوستاد

تہمتن کہ آگے کہ ہے شیر مست
نہین بیٹھ جاتا اگر زور دست

تو دیکھ اب تماشا ہے سحر کا
کرون تن سے رستم کے اب سر جدا

ملا دون فرامرز کو خاک مین
دلیرون کو لاؤن مین فتراک مین

پذیرا نکرتا تھا افراسیاب
ولیکن بہ ان ساحرہ نے شتاب

فسون سازی اپنی دکھائی اوسے
طرف اس ارادے کے لائی اوسے

زر و مال و اسباب جو کچھ کہا
سپہدار توران نے اوسکو دیا

وہ اوس شہ سے رخصت شتابان ہوئی
روانہ سوے ملک ایران ہوئی

ایل خنگی اک اوسکے ہمرہ گیا
کہ تھا پیلسم نام اوس گرد کا

وہ جب ملک مین پہونچی ایران کے
تو رستے مین پھر زابلستان کے

بنائی سرا ایک اور قلعہ ایک
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک

مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
تو سوسن کھلاتی تھی اوسکو طعام

غرض تھا مسافر نوازی سے جب
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب

مہیا تھے میوہ و چنگ و درود
شراب و کباب و رباب و سرود

مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وان
کہ نیرنگسازی تھی وہ بیگمان

ذرا ماجرا سنیے اک روز کا
دلیران ایران زمین تھے تمام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور پہ غصہ گیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب یہ ہی مین بھی جاؤن یہان
تہمتن سے پھر گستہم نام جو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہونے نہ دیجو بہم کارزار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤن مین
پھر آتا ہون اب اسکو آغاز کا
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مردمان
گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے
اوترا اسپ سے با دل شادمان
لگا کہنے اوس سے کہ اے دلستان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان لیگیا رخت جب
سفر سے مین اوسکے گزران ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا
غرض بیٹھکر طوس عالیجناب
پھر طوس کو قلعہ مین لیگیا
ہوا آیا وہان بعد ازان گستہم
وہ پہونچا وہان دوسرے روز زال
کہ چل اب رہے نشاط و سرور
یہ برانہ اوسنے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین بیژن یل نامور

کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و می و رود و جام
لگے کرنے وان گفتگوے فساد
رہام دلاور نے اوٹھکر وہین
یہ پھر برزو پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو اے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہین تندخو
کر دونونکو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملکزاد اونکو ساتھ لے آؤن مین
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہی نوساختہ
لگے کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تو یہ اوسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہ وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اوسکے گھر
یہ چاہا سپہدار توران سے تب
سو ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہی یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اوسکے پینے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اوسنے پھر قید گہ مین قدم
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
خداوند مہمانسرا کے حضور
نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا بیلبق
کسی نے کہا کان مین آنکر

وہان گیو و گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل دلستان
زبان پر جو اوس وقت گفتار تھی
کف طوس سے کھینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو رسم یلان
تو اب جاکے لے آ شتابی یہان
مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لے اجازت ادھر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہوکے مانند باد
روان ہوکے پھر طوس پہونچا وہان
لگاتے ہین باورچیان خوان طعام
زن تاجر آئی ہی توران سے ایک
کھلاتی ہی نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہی اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجھکو کرے
پی خسرو نامجو آئی یہان
اسے لیچلون پیش شاہ جہان
ہوا بیخود و مست و بیہوش تب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہوے جاکے پھر گیو و بیژن بھی قید
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
می و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہی یہان
کہ یہ زن ہی مکار اے پہلوان

یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سونا لائق و سخت دشوار تھی
وہان سے خفا ہوکے طوس اوٹھگیا
کہ لازم ہی دلجوئی میہمان
ہوا سنکے گودرز و گیو یان روان
بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز
وہ لے ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی او نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام
کہ رستم ہی وہ خصلت خوب و نیک
مہیا ہی یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گلرخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجھکو مسرور شادان کیا
مرا مال لے جاو مجھکو کرے
رہون اوسکی خدمت مین تا جاودان
کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان
کمینگاہ سے پیلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمانسرا تھا وہ تھا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہے سرود و مطلوب موجود ہی
کچھ افسون سے خالی نہین یہ مکان
کسی نے جا گرد اسنے غائب یہان

رکھے قلعہ مین اونکے پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
گیا گرز لیکر یل کینہ جو
بوقت دغا سوے زابلستان
یہ بولے فرامرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آن کر بعد ازان
ہوئی بارشس تیر وان ہمدگر
ہوے کھینچکر تیغ پھر رزم ساز
گیا جب سوے کوہ مہر منیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوے گرم کین رستم پیلسم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
دلے برزو و رستم و زال زر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
پھر آتے مین کیخسرو نامور
سواران ایران کے وان آنگر
ہوا بیدل اوسوقت افراسیاب
کہی بار کھائی ہے تو نے شکست
سرانیدہ زن نے تجھے جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون شہریار
یہ کہکر دوان کرکے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آوے اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار

یہ سنکر وہین وہ یل ارجمند
خبر وانکی دریافت کرکے تو لا
کہ دیکھے زن ساحرہ کو سزا
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو
کسیکو کیا زال زر نے روان
کہ دروازے پر قلعہ کے ایکوان
تو وہین پیلسم سے ہون جلوریز جو
ہوئی جنگ موقوف انجام کار
شتابی سے خسرو نامجو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گردنفراز
ہوے تب یلان جاکے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا پہنچے سالار توران دیار
بسان ہژبران جنگی بہم
سوے لشکر شاہ توران روان
جدھر حملہ کرتے تھے چون شیر نر
تو پھر قلعے سے وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کروفر
لیے گھیر ترکان وہان سربسر
کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب
نہین پیش جاتا ہے کچھ زور دست
دو افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اوتر فیل سے اسپ پر ہو سوار

ہوا پر غضب اور اک شخص کو
گیا اور گھوڑونکو پہچان کر
گریزان ہوئی وانسے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا دے رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد
لگے کرنے پھر وہین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ آئے پیلسم آکے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
ہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب
پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ
نو اگر دو نکے سواران ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ ہین
ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جانکو اپنی برباد ہاے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہا تنگ مین جنگ گریزان کہ ون
کہ ضایع ہو کسواسطے یہ سپاہ
مرے ساتھ ہو آنکے زرخواہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب

کہ تھا جاکے زال فرخندہ خو
حقیقت کہی او سنے سب انہ
گئی قلعے مین با دل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پھر فرامرز پہونچا ادھر
یہ سنکر گیا دو وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان
کہ پہونچا وے جاکر یہ سبکو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا وہ لے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سوے لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک ہوتے تھے اوسدم ہلاک
رہائی او سے غم سے حاصل ہوئی
ہوے برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان ہوے سخت تنگ
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین
نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ یکدست وا
مگر پیچھے اسنے جنگ کرے
یہ بہتر ہے میدان مین جان اپنی دو
کرین خاک کو کیلیے ہم شتا
خدا فتح دے جسکو ہو بادشا
ولے نامداران نے اکر شتاب

پکڑ کر عنان یون گزارش کیا
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن وہان
کہ ہو وہ تنومند چالاک و چست
بہت جہد و کوشش سے رزم و غا
بعیاری آخر وہ زور آزما
ہوا اسکے موثر نہ شمشیر تیر
کر باندھے کمر سوے پیکار و کین
نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا شاہ نے وہین عزم
کر چلے تجھے قتل یان سیکھیے
سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پر
دلیران جنگی ہین یان جسقدر
مرے تن مین ہے جب تلک جان زار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر
نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان
لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
شہا بان ہوا اسو افراسیاب
لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد
سکھائے ہنر پہلوانی کے سب
کہان اب گیا خسرو نامدار
تجھے ہے تری جنگ ہی عار و ننگ
یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا
سیاوش وہان لیگیا تو جا پناہ
نمکخوار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کیونکر ہون رزمخواہ
سپہدار افراسیاب دلیر
کر اک زخم سے میر اب زینہار
کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ
وہ دوڑا وہین پہونچا وہ جنگی جوان

کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب اوس پر بفضل خدا
رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا
فرامرز برزو سے جنگی سوار
ہوا اسکے خسرو بہت خشمگین
تہو شیر پنجے سے میرے رہا
کہ توسن کو تیرے روان سوے رزم
دوان اسپ کو بعد ازان کھینچیے
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دکھاتا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر
نکر عزم پیکار تو زینہار
ہوا نرم تب خسرو نامور
سخن گوی خوش سیرت و خوش بیان
کہ سالار توران ہی ہو کینہ خواہ
خروشندہ مانند دریا آب
نہین ہی مگر تجھکو یہ بات یاد
نہین شرم آئی تجھے ہی غضب
کہ آیا نہ اسدم پے کارزار
تو پھر چاہتا ہے نکر عزم جنگ
کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا
اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ
ادا حق نمک کا کیا تب تلک
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
روان سکے برزو کیا اک خدنگ
کرے تا رہا زخم گرز گران

نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
کرلیتا ہون اب جا کے خون پدر
کئی بار کی مینے ساتھ اوسکی جنگ
ولے کر سکا مین نہ ای پادشاہ
اگر اب وہ رکھتا ہی پھر عزم جنگ
یہ جنگی سواران مین یان جتلک
یہ بولا سیاوش کا ہون مین پسر
اگر کوہ آہن ہوا افراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم یہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
جو میدان مین ہو کارزار تمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین
بھری آتش خشم کی اسنے سر
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو برزو کو دیکھا کہ ہی کینہ خواہ
کیا پرورش مینے کیونکر تجھے
کہ اب یون دلیرانہ میدان مین تو
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
کہ تا خسروا آپکے ہو گرم رزم
و لیکن ہے تو شاہ بیدادگر
روا قتل ہے تجھسے بدعہد کا
اور اب مین نمکخوار اوس شاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور روان
لگا کہنے چون پیل مستی نکر
ہزار آفرین تجھسے اگر پہلوان
گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا

سپہدار توران سے ہو جنگ جو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
اوسے وا رے پابند میدان گاہ
تو میدان مین جاتا ہون بیدرنگ
مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد و صاحب ہنر
کرون تیغ بران سے دریای آب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
یہ اتنے مین برزو بھی آیا وہان
مرا خون گردن پہ تیرے شہا
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
تو مختار ہے اے شہ ذوالکرام
کہ اے نامداران ایران زمین
نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد
وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ
کیا نامدار و نسے بر تر تجھے
ہوا آنکہ مجھسے پیکار جو
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا
ہون خسروان یعنی جو پاے بزم
ستمگار پیمان شکن بد سیر
کہ پیمان شکن ہی عدو خدا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا
اوٹھا گرز مانند پیل دمان
مرے آگے تو پیشہ سستی نکر
کرون قتل اکدم مین سب کو یہان
ہوا خستہ پہلو سے مرد دلیر
ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا

پڑی جبکہ بیکار ہر ضرب گرز
تو برزو نے موقوف کی حرب گرز
دلے شست سے جو نکلتا تھا تیر
سپر پر وہ لیتے تھے دونون دلیر
مقابل ہوا لیکے گرزِ گران
یہ دیکھا تو ہومان نے اگر وہان
نہوگا تو عہدہ برا گرز سے
کہ برزو نہین کم ہے البرز سے
کہ ہے دشمنِ تازہ یہ پہلوان
کیا سنکے ہومان نے پھر یہ بیان
مبادا اگر تجھکو پہونچے گزند
خرابی ہو پھر اے شہِ ارجمند
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
دلیرانہ حملہ کنان ہوکے سب
ہوئے حملہ آور ہزارون سوار
لیا گھیر برزو کو انجام کار
یہ احوال دیکھا تو آئے دوان
فرامرز و رستم بفوج گران
باواز شمشیر و گرز گران
ہوا دشت بازار آہنگران
پھر اتنے مین کیخسرو شیرگیر
شہِ نامور شہسوار دلیر
جہاندار پہونچا جو برزو کے پاس
تو یکدست ترکان ہوئے بدحواس
یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار
کہ دنبال سالار توران دیار
یہ ہے آرزو اور تمنا سے دل
کہ زابلستان یا سے ہے متصل
ہوا پھر روان سوئے زابلستان
جہاندار خسرو بصد فروشان
کیا پیشکش مال و اسباب گنج
تہمتن نے خسرو کو بیدرد و رنج
ز روی عنایت ہو فرمان اگر
تو مین چند مدت رہون اپنے گھر
یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہان
ولیکن تو بر وقت آنا وہان
کہا یون کہ ہان رکھیو زر کی داد
تو ملک و رعیت کو آباد و شاد
بجاہ و حشم پھر سوے تختگاہ
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

ہوئے زہ مجو لیکے تیر و کمان
وہ شاہِ دلاور وہ جنگی جوان
ہوا جبکہ ترکش تہی تب یہین
دلیرانہ سالار توران زمین
کہا شاہ سے یون کہ ہان زینہار
نہ یہ قصد کر اے شہِ نامدار
وہ بولا کہ اب دل مین آئی کہ مرد
فزون تر ہی خسرو سے برزو کا درد
کہ میدان مین گر کشتہ ہو یہ سوار
تو نام آوری کچھ نہین زینہار
جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا
وہی حرف پیران نے شہ سے کہا
کہ ہو قتل بدخواہ گو یا اسیر
رہائی نپاوے یہ گردِ دلیر
پیاپے کیے زخم او سیر رہا
وہے زین پہ قائم دلاور رہا
بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوے
روان نیزہ و تیر و خنجر ہوے
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا
کہ دریا سے خون جملہ ہامون ہوا
نکل قلب سے مثلِ شیرِ ژیان
گیا بہر امداد برزو وہان
گریزان ہوا او وہین افراسیاب
ہوا خسرو نامور فتحیاب
شتابان ہو پھر رستم پہلوان
لگا کہنے اے بادشاہ جہان
وہان آپ تشریف اب لے چلین
سرافراز بندون کو اپنے کرین
رہا جاکے یکہفتہ رستم کے گھر
ہوا شادمان رستم نامور
گزارش کیا پھر کہ اے بادشاہ
ہوا چار صد سالہ یہ نیکخواہ
فرامرز و برزو رہین ہمرکاب
یہ سنکر جہاندار گردون جناب
بلطف و کرم برزو و گُرد کو
دیا شہ نے غور و ہری شاد ہو
فرامرز کو دیکے ہندوستان
کیا خرم و خوشدل و شادمان
بصد خوبی و خرمی وہ بہی
ہوا رونق افزاے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان با فوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایکروز
لگا کہنے کیخسرو نیک روز
کیا نامداران توران کو پست
پھر اشاہ توران کو دیگر شکست
بد اندیش نے کی ہے پھر جمع فوج
پہونچکر شتابی سر مانند موج
کہ لیکر سپہ رستم نامدار
سوے ملک توران گیا چند بار
اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
سپاہ گران لیکے تو جا وہان
پراگندہ کر یکسر انبوہ کو
کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو

فرامرز سے یون کہا بعد ازان
کہ توران مین گودرز جب پہونچ پان
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب
مقابل ہوا بیژن نامدار
سواران ترکان پریشان ہوے
کہ ہومان آخر جو کی ہمسے جنگ
اب آتا ہی پیران بصد فروشان
جہاندار خسرو نے پھر اور فوج
ادھر گر د گودرز پیران ادھر
بہت جنگ واقع ہوئین تا دو سال
کہ ایران توران سے ہر مدد
گئی فوج توران بحال خراب

کہ تو جا کے اب سوے ہومان ولن
بہم ہو کے بلمتق دو فوج گران
روانہ ہوا سوے توران پیال
سپہ لیکے ہومان کو تب وہ تہر
ہوا گرم بازار پیکار تب
ہوے گرم پیکار دونو سپاہ
سو فوج پیران گریزان ہوے
تو میدان مین کشتہ سو ابیدر
لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
روان بہر امداد کی شل موج
مقابل دو لشکر ہوے آنکر
ہوا سخت باہم جدال و قتال
پہونچا تھا وان لشکر بیحد
حضور سپہدار افراسیاب

تصرف مین لاتا ہوا ملک کو
تبہ بہر شایستہ و دلپذیر
یل بیژن و طوس و گیو جوان
روان سو گودرز جنگی گیا
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ
ہوا آخر کار ہومان ہلاک
ہوا شاد گودرز جنگ آزما
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب
تہمتن اگر ہو پہنچے امداد کو
کہا یہ تہمتن کو اسے نامجو
ہوے گرم پرخاش رزم و کین
بہت قتل ہو تھے پر ہر دو سو
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کار
میسر ہوئی فتح گودرز کو

رہ ہند سے سوے چین آیو
سپہدار توران کو کہجو اسیر
گئے اوسکے ہمراہ با فروشان
عقب اوسکے پیران دلیہ گیا
کہ گردان ایران تھے ہو کینہ خواہ
ملا ترک جنگی تہ خون و خاک
شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا
دلیران غازی ہوے فتحیاب
تو بہتر ہی اے خسرو نامجو
مددگار گودرز کا جا کے ہو
دلیران ایران و توران زمین
نہو تا تھا کم لشکر جنگجو
ہوے قتل وان اور بھی نامدار
ہوا شاد خسرو یل نامجو

باز اشکر شیدن افراسیاب رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو و بعد ازان باہر دو لشکر محاربۂ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد
ہوا غمسے پیران کے مین سوگوار
مجھے کام دینا چین تھی ہے کیا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر
سنا مژدۂ نصرت و فتح جب
سمرقند مین اور بخارا مین بھی
بٹھائے شہنشہ نے حاکم وہان

کہ پیران ویسہ یل نامور
کہ دولت کا میری اب آیا زوال
لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
خوشی آتی نہین زندگی زینہار
زرہ اور جوشن ہے جای قبا
قسم کھائی اور چست باندھی کمر
ہوا خسرو نامور شاد تب
تصرف کیا جا کے با صد خوشی
ہوا ملک مین حکم شہ کا روان

ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد
ہمین دل ہوا چشم گریان ہوئی
کہ پیران ہمارا تھا پشت پناہ
نہین خواہش تاج و اورنگ ہی
نہ لون جب تلک شاہ ایران سے کین
مگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
گئی اور بھی شہر توران کے
بجاہ و حشم خسرو کامیاب

ہوا شاہ کے دل کو تب سخت درد
بہت غمسے خاطر پریشان ہوئی
سپہدار سالار توران سپاہ
کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجھے خواب آرام ہرگز نہین
ہوا دل سے مصروف شام و پگاہ
خوشی سے ہوا سو توران روان
ہوے قبضے مین شاہ ایران کے
ہوا فوج بیشین سے ملحق شتاب

کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
قسابان ہوا لیکے یکصد ہزار
خردمند شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
اتالیق ہوجا کے اوسکا ثواب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اوسنے تجھکو تھا ہاے
دلیران میرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہی اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران وگردان توران دیار
سہے ہے میرے قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ شیدا ہمین تو سب مجھے
جو رزم و غا مینے مارا سب تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہ ہی جسقدر تجھکو یکدست دون
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھ نہ یزدی بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرون جب تلک مین نہ اوسکو ہلاک
تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
مکان اک بنایا برائے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق تبہ کار ہے

کہ خسرو سے کیجے دلیرانہ رزم
اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
سواران شایستہ کارزار
اوسے خستہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاکدین
خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب
ولے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار وائے
پلنگان و شیر انکے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دونہین بر بہم دیکین
کرین جا کری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون جبتلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ رکھتا ہون مین تخت زر و دوہنر
تو گوشہ نشین ہو کے مین پھر بیدرنگ
نہ پھر ہون سر دکار ہرگز رکھون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بد خصال
نہ کین سیاوخش سے سینہ ہو پاک
بٹھایا اوسے شہ نے با امتیاز
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
کیا شیدا پھر سو جائے فرود
زر و ملک و گوہر کرے ہی عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا اوسپہ ہرگز روا
خبردار تجھکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
در و گنج و دیہیم و اورنگ زر
سوا اسکے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
مرے پور ہون تیرے محکوم سب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
تو میرے لیے ہے کہ شیدا ہی نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامہ شاہ طیار جب
یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا بس اودھر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر رزم دونگا جواب
کیا نامدارون کو شہ نے طلب
دلے اوسکی اس مہربانی پہ خاک
اوسے خواہش صلح تنہا نہین

فراہم لیا لشکر بیحساب
عقب اوسکے پھر آیا افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی ادھر
پے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہی خرد سال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران تیرے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ ہو زنہار
ترے واسطے بھیجون اے نامور
رہے تیری خدمت مین با صد ورر
تو ہو مجھسے تنہا تو پیکار جو
غلامی کرین تیری ہر روز و شب
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون
ستیزندہ ہوا سے شہ ذوالکرام
زر و نعمت و گنج و ملک و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہون مین تجھ پر نثار
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہین دردہا کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر وان کیا سب بیان
یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اوس سے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
بھیجا پیام اوسنے از رہ کین

که مجھسے کرو یا کے شیدا سے رزم
جو مین اوسکو رخصت نکرتا وہین
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ مکر تا ہبید زنگ
کہ اک نامور نامداروں سے گر
تھے ہووین یکدست ایرانیان
کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور
کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
وہ بولا کہ ہے دلمین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھایوں کہ اے شہ کینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گر دلیر
ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
مرے ساتھ آکر تو کیجو نبرد
سحر گاہ شیدا دلاور سوار
لگا کہنے یوں شیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب
بہت جہد تورانیان نے کیا

ولیکن مدد کا کرے کوئی عزم
تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین
ضرور ہے اے شاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سے کر تو جنگ
ہوا گم تو ہرگز نہین کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک برپا یہان
سحر گاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور
کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزم جو
گیا شیدا پھر ان جہان تھا مقام
رہا کچھ نہین درجۂ گفتگو
اور اقبال و دولت مددگار ہے
تو مین ہون ہزبر افگن و شیرگیر
نہین مین ہون نامرد گروہ قوم
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
کہ اب باپ تیرے اے بے شعور
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
توکل جائیو دیکھکر کارزار
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
جو میدان مین آیا پے کارزار
مجھے مین کشتی ہے اے شہریار
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
کہ دلمین بھرا کینہ شیدا کا تھا

غرض سرخ شیدا کی تھین ہر دو چشم
یہ خسرو نے کہکر ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اوسکا سخن
اگر شیدا امید انہین ہووے ہلاک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
عقب اوسکے نامے کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو اوسکا جواب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یہان
سپہدار توران کے پیغام کا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
سحر وہ ہژدر ہین ہون اے تیغ تیز
کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
نہ بھیجا تجھے یان برائے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور بھی وہین
اوتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
جہاندار نے اوسکو از روئے کین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
روان ہوکے پھر قارن نامدار
گئے وہ وہین شیدا کے ہمراہیان
جہان سے ہوا ایک عَلم نا امید
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
لڑے ترک خونخوار دل کھولکر

نمایان تھا چہرے سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
تو اوسکی بلا سے نہین اوسکو باک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
روان کیجیو سوے افراسیاب
عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار کل اے جوان
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہے تو میرا ہے سر بسر
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر اے شہ ذو الکرام
کمک سے شہنشہ کو ہے عار ننگ
گیا سامنے مثل شیر عرین
بہم گرم کشتی ہوئے مثل شیر
پکڑ گردن و پشت پٹکا وہین
کہ شیدا کے اب تن کو آئے مردمان
گیا پیش سالار توران دیار
کیا ماجرا جنگ کا سب عیان
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کمر چست باندھی پے کارزار
نمایان وہان روز محشر ہوا
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا جب خون عرصۂ رزمگاہ — ہوا لشکر ترک آخر تباہ
یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان — بزور اوسکی مردم موڑی عنان
نہ میدان مین اک گرد توران بچا — جریدہ سپہدار توران رہا
گیا آخر کار افراسیاب — سوے ریگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو — لکھا فردہ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب

رہائش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با یران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب — گریزان سوے کشور چین شتاب
بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین — زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر — کرے شاہ توران کو چین سے بدر
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا — پیام شہنشہ مفصل کہا
گیا چین سے پھر سوے مکران زمین — عقب اوسکے پہونچا شہ پاکدین
جہان جا کے تھا شاہ افراسیاب — پہونچا تھا وان خسرو کامیاب
تلف فوج ترکان ہوگی سر بسر — گرفتار آئے بہت نامور
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب — پریشان و تنہا و بیخور و خواب
رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت — نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز — ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سنی شب کو آواز افراسیاب — اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
سنا یہ کہ کوئی بترکی زبان — یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم — فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب — کرے ہے فغان باد و چشم پر آب
پے انتقام اوسنے باندھی کمر — کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب — دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
تو آ غار تاریک سے باہر اب — یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم — لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست — کیا چرخ پر زور نے ہاے پست
زمانے کا ہرگز نہین اعتبار — کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون — دھری دست و بازو کی بستہ کیون
جہاندار تو ذرِ شہ نامدار — سیاوش سپہدار عالی تبار
مرے سب بزرگان فرخ نہاد — کہ تھے نامدار و فریدون نژاد
ترے جور سے مین گریزان ہوا — سو کوہ و صحرا شتابان ہوا

وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان — شتابی سے پہونچا بہ فوج گران
فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب — گیا پیش خسرو بفرط طرب
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ — رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر — کیا شاہ توران کو وہین بدر
وہان سے بھی لی راہ دشت فراز — کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
نپائی کہین اوسنے جاے قرار — کہ تھا سبکو خوف شہ نامدار
نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس — نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
سوے شہر بردع کوئی غار تھا — کہ تاریک مثل شب تار تھا
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا — شب و روز سرگرم فریاد تھا
سر دامن کوہ نزدیک غار — اقامت گزین تھا وہ [illegible]
جدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا — اودھر کو دیے کان اوسنے لگا
کہ اے شاہ توران با چین ملکین — کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ — سو غار تاریک لایا پناہ
یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند — کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے — کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے
اوسے ہوم نے خوب پہچان کر — لگایا بزور ایک مشت آنکر
کیا شاہ توران نے گو زور سخت — ولے تھا گرفتار نیروے بخت
اوٹھا ہوم نے اوسکو پٹکا وہین — کیا پھر گرفتار از روے کین
کرے نامدارونکو دم مین تباہ — کرے سربلند و نکو یون پست آہ
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر — کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر
جوانمرد اغریرث پہلوان — سوا انکے تھے اور شہزادگان
اونھین قتل تو نے کیا بیگناہ — نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ
تو گر نہ تجھے بھی تو کرتا ہلاک — کہ ہرگز خدا کا نتھا تجھکو باک

رہا آسکے بالاسے گود بلند
رہے کچھ نہ تیرا نشان دہر مین
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن
سرافراسیاب جفا پیشہ کا
کیا کشتۂ خنجر آبدار
جو تسخیر سب ملک توران ہوا
عمل اپنا کر شوکت و شان سے
جہاندار کاوس کشورکشا
کمایون بامداد لطف کریم

کہ تا مجھکو پہونچے نہ تجھسے گزند
کہ تا جا کے آباد ہوون شہر مین
کہ کیونکر تبہ ہو کے آیا یہان
سو تا جور لیکے بدخواہ کو
کشان لیگیا پیش شاہ زمن
کیا تیغ بران سے تن سے جدا
ادا پھر کیا شکر پروردگار
تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
بہ انداز پیش ہون دور توران سے
ز روے مسرت گیا پیشوا
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

دعائین مین کرتا تھا ہر صبحدم
جو چاہونگا تھا مجھکو خدا نے دیا
بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا
وہ بولا کہ تو مجھکو یان قتل کر
ہوا شاد کیخسرو ارجمند
ستمگار کر شیوۂ کینہ ور
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام
ہوا حکم یون رستم گرد کو
بفتح و ظفر پھر شہ پاکدین
خوشی سے بغلگیر باہم ہوے
مخالف سے خون سیاوش لیا

کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
تجھے اب گرفتار ہیرا کیا
نشان خسرو نامور کا دیا
نہ لیجا حضور رستم نامور
کیا لطف سے ہوم کو سربلند
کہ تھا قید مین اوسکو بھی ردو
لیا بدسگالون سے اب انتقام
کہ توران مین تو اے یل نامجو
ہوا رونق افزاے ایران زمین
برنگ گل تازہ خرم ہوے
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو و ہمہ

جہان مین بجز ذات پروردگار
جہاندار کاوس انجم حشم
سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار
پس از مرگ کاوس تا ہفت سال
امور خلافت سے رکھا نہ کام
بزرگان ایران گیے پیش شاہ
کرو حق پرستی مین شب کو بسر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر
دلیران و گردان و ایران زمین
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
ہمین اوس مکان مین نہین بار ہی
شتابان ہوے سوے شاہ جہان
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان

نہین ہے کسیکو بقا زینہار
شتابان ہوا سوے ملک عدم
ہوا مثل خورشید جلوہ کنان
ہوا اوسکی بخشش سے خرم جہان
رکھا عدل سے کام لیل و نہار
رہا حکمران شاہ فرخ خصال
کیا اہلکارونکو مالک تمام
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو کار دنیا بوقت سحر
کہ دار الفنا سے کرو نہین سفر
ہوے سنکے دلگیر و اندوہگین
گئے پیشوا جملہ نام آوران
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
نہین اوسکو ہمسے سروکار ہے
کیا آگے بیرون پردہ فغان
وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان

گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر
چل رفتہ کیخسرو نامدار
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
رعیت نوازی جہان پروری
میسر ہوئی خلق کو ایمنی
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
نہ یکبار سے تخت شاہی سے دور
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر
گردن سلطنت کا مین کیا بار ہو
طلب رستم و زال و زر کو کیا
بیان نامدار و نے پھر یون کیا
مقرر کیا ہے جدا اک مکان
ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم

کسیکو نہین ہے قضا سے گزیر
رہا غمسے کاوس کے سوگوار
تو حاصل ملک نے کیا پابوس
حقائق شناسی کرم گستری
ہوے شہ کی دولت سے مردم غنی
سوے حق پرستی وہ مایل ہوا
عبادت مین مشغول لیل و نہار
کیا چاہیے سلطنت کے امور
نہین کچھ تمنائے تاج و سریر
کہ مائل نہین دل ادھر زینہار
مفصل یہ احوال اونکو لکھا
کہ اے پہلوانان کشورکشا
شب و روز رہتا ہے خسرو ملول
ہوا رستم و زال کو رنج سب
کیا اوس مکان مین اونہین بار ہا
دوان آئے ہم با دل پر الم

کہا شہ نے یون کا ہی پہلان دلیر / ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر
مجھے قصد یزدان پرستی ہی اب / عبادت مین مشغول ہون روز و شب

غرض جہد و کوشش ہی یہ دمبدم / کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ / جو ہی خواہش توشہ زاد راہ

تو خیرات ہر روز و شب کیجیے / فقیران و مسکین کو زر دیجیے
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان / توجہ ہی لازم سوے مرد مان

وہ بولا کہ مردم تو فرصت ہی اب / سنی غیب سے یہ صدا جب
کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ / مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ

نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر / تو خامش ہوے رستم و زال زر
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد / کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد

پھر آزردہ جی ہی یون چاہتا / کہ زنہار ہو مین نہ تجھسے جدا
ترے ساتھ مین بھی ہی گوشہ نشین / کرون یاد ذکر جہان آفرین

شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا / کہ جاے دگر یا نسی مین جائینگا
کرون حق کو تفویض جان اسطرح / ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح

یہ سنکر وہ دونون یل نامور / برآمد ہوے وان سے با چشم تر
اونھین دیکھکر جملہ ایرانیان / لگے کرنے فریاد و شور و فغان

یہ زاری و فریاد سنکر وہین / برآمد ہوا خسرو پاک دین
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی / کہا یون نہ غمسے کرو دل تہی

نہین چاہیے اسقدر درد و رنج / کہ ہی رفتنی یہ سراے سپنج
بھلا اب ہین شاہان پیشین کہان / جہان وہ گئے ہم بھی جاوین وہان

یہ کہکر وہ مین خیمہ باہر گیا / شبستان سے سوے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر / کیے جمع ایران کے سب نامور
عطا کی اونھین نعمت بیکران / ہر اک کو جہان مین کیا کامران

فقیران مسکین جو تھے شہر مین / کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین
بداد و دہش شاہ گیتی فروز / رہا دل سے مصروف تا ہفتہ روز

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم / رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم
ہوا سب سے فارغ شہ نامجو / دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

ہوا گردگہ در زر اوسکا وزیر / کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج / کہ دیکھا اوسے لائق کار فوج

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر / ہوا صاحب ملک ہر نامور
لگا کہنے پھر خسرو پاکدین / کہ اے سرفرازان ایران زمین

تمھارا ہی لہراسپ اب بادشاہ / اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا / کہ فرمانبری تم بھی کیجو سدا

ہوے ہر گز نہ آشفتہ ایرانیان / یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
فریبرز ہے پور کاوس کے / سپہدار لہراسپ داماد ہے

جو موجود ہی پور فرخندہ بخت / تو پہونچے نہ دامادکو تاج و تخت
سنی جب یہ گفتار ایرانیان / کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ / یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ
کرین بندگی اوسکی جون بندگان / یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان

اگر خاک کو تو کرے سرفراز / تو ہم سر جھکاوین زرہ نیاز
کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر / خردمند دانا و صاحب ہنر

شجاع و کریم و خلائق نواز / سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہی / جوانمرد با داد و فرہنگ ہے

کیا ہی سمجھکر اوسے شہریار / کہ ہی بادل و عادل و ہوشیار
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد / بزرگان ایران ہو سنکے شاد

پہ ستا رہی شاہ عالی تبار / دلیران و گردان کی ہی اختیار
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو / کہ جا اب سوے شہر اے نامجو

مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر / شتابندہ ہوتا ہون یا ادھر
وہان جا کے دنگا مین جان حزین / یہ کہکر روانہ ہوا بس وہان

تب آگے گیا خسرو نامجو / اندر رخصت کیا رستم و زال کو
ہوے وقت رخصت وہ گریہ کنان / ہوا پیشتر وانسے خسرو روان

یہ بیژن و گیو و گودرز بھی / وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی
نہ رخصت ہو اوس راہ سے زینہار / گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ جسدم کہ خسرو گیا
تو واں غسل شاہ جہاں کر گیا

کہا سب سے وقت جدائی ہے اب
خدا سے تجھے آشنائی ہے اب

سو خانہ یاں سے رواں ہو شتاب
کہ ہوگی یہاں بارش برف و آب

چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوے سے یخ سے کندہ یکسر درخت

یہ کہکر گیا چشمۂ آب میں
نشاں پھر نہ شہ کا ملا خواب میں

ہوا جبکہ خسرو وہاں ناپدید
تو سب نامداران ہوے نا امید

پھرے واں سے ناچار گریہ کناں
فریبرز نے پھر کہا یونکہ ہاں

توقف ذرا کر کہ کھاویں طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام

مگر گرد گودرز فرخ سیر
رواں ہاں اس مکاں سے ہو پیشتر

طعام الغرض سب نے کھایا وہاں
گئے خواب میں پھر وہ گردنکشاں

نمایاں ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اسقدر

کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ روے زمیں ناپدید

فریبرز و گستہم و طوس جوان
پڑی گیو اور بیژن پہلوان

سوا انکے بھی اور یلان نامور
گئے ہمرہ شاہ تھے جس قدر

تہ برف یکبارگی دب گئے
بسوے جہان عدم سب گئے

کہیں منتظر گرد گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہاں جب گیا

تو پھر اوسنے بھیجا کسیکو ادھر
کہ ایسا سنا نام آوروں کی خبر

وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہاں
کہ مردہ ہیں سب زیر برف گراں

یہ ہے رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد گہ درد مند

کسیکو نہیں ہے جہاں میں قرار
پھرے ہے سدا گردش روزگار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا ہوں میں سوئے لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سر تخت شاہی پہ ہوا جلوہ گر

ندی ہاتھ سے رسم کیخسروی
رکھا خلق کو خوش بصد نیکوی

کیا بسکہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ شیداسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دونوں تھے دختر سے کاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی

دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جواں شاہزادہ زریر

ولیکن تھا ہشیار ہر کار میں
ہوا اُنمیں گشتاسپ ہر چار میں

وہ تھا لائق تاج و فرماندہی
نمایاں تھی چہرے سے فرّ شہی

دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلیے دور تھا

موافق تھا شاہ سے زنہار
رکھے تھا ادب سے شہا ناچار خوار

خفا ہو کے اک روز مرد جوان
گریزاں ہوا سوے ہندوستان

زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ ایسا سواران جنگ آزما

کہ گشتاسپ کو لا شتابی یہاں
شتاباں ہوا پھر زریر جوان

جدھر کو شتابندہ گشتاسپ تھا
اودھر کو تفحص کناں یہ گیا

ملا اُسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار

سمند عزیمت کی پھیرو عناں
یہاں سے ہوا ہے سوال اس سے واں

لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو
نہیں میری پیش پدر آبرو

کرے ہے وہ توقیر کاؤسیاں
نہیں مجھ سے اور تجھ سے کچھ پھر یہاں

دیکھیگا بیجا کرے مجھکو گر
تو حاضر ہوں میں چلکے پیش پدر

وگرنہ کہیں پھر نکل جاؤں گا
نہ زنہار پیش پدر آؤں گا

زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہوں میں کفیل آپکے کام کا

پھرے پھر وہاں سے وہ دونوں جوان
خوشی سے سو خانہ آئے دواں

سنی شہ نے گشتاسپ کی جب بات
نہ ہرگز کیا اُس نے کچھ التفات

جو آیا نظر شاہ نا مہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان

سوے روم تنہا گریزاں ہوا
شتابندہ طرف بیاباں ہوا

زریر دلاور بفرمان شاہ
گیا اُسکے دنبال لیکر سپاہ

گیا دور تک وہ تفحص کناں
ولیکن نہ پایا کہیں کچھ نشاں

سو خانہ ناکام آیا زریر
سوے روم پہونچا وہ مرد دلیر

غریبانہ گوشے میں کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام

متاع و زر و مال جب ہو چکا
تو پھر اسکو دیوان قیصر گیا

کہا میں دبیر و نویسندہ ہوں
یہاں چاکری کا میں جویندہ ہوں

کہا اہل دفتر نے یوں آکے جوان
نہیں ہے نویسندہ درکار یاں

کرے گر توقف تو پھر کے تمام
مقرر کوئی نو نوشتہ ہو کام

وہ رکھتا تھا قوت ایک ورزکا
وہین مہتر ساربان نے طعام
ہوا جب کہ گشتاسپ ان کامیاب
کھسینے اوسے وہین جھلکیان
غضبناک آہنگر او سپر ہوا
غرض ولسے گشتاسپ نالان گیا
کھلایا طعام اوسنے لیجا کے سیر
کہ نسل فریدون سے ہون ایجوان
لگا کہنے یہ سر ورا زجہنے
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شاد و شاد
کتابون تھی اک دختر شہریار
بولائے جوانان عالی گہر
اوسے خواب آیا تھا شبکو نظر
نصیبو نہین ہی اوسکے ایرانکا تخت
ندیکھا جوان کوئی اوس شکل کا
اوسے دخت نے دستہ گل دیا
وہ دہقان وہ گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس مین قیصر کی آوے چلو
گئی الغرض واں وہ دونون جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اوسے دستہ گل حوالے کیا
خدا جانے کیا اوس جوانکی ہی ذات
کہا یون کہ دیکھے خدا پر نظر
لگے کہنے پھر قیصر نامجو
گیے پیش گشتاسپ فرخ خصال
یہ احوال سنکر گئے مردمان
کیا عرض پھر مردمان نے یہی

سو خانۂ ساربانان گیا
کھلا کر کیا خرم و شاد کام
گیا سو آہنگران شہر شتاب
حوالے کیا تیک آہنگران
کہ نقصان اوسکا سرے سے ہوا
ہو وحشت با چشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
اقامت گزین ہو نہین سکتے دو
تو اہرمن ہون یکہ تنہا ہی ہم
وہان اوسنے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوش رو و فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بہت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ یکمرد خو شہر سے باکرو فر
تراجفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
کہ جسکا تصور کتابونکو تھا
سحر گاہ پھر یہ منادی کیا
ہم شہر مین آئے تھے ناگہان
کہ شاید نصیب اپنے وہ دخت ہو
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ تھی اوس جوان کی مجھے جستجو
گئی پھر شبستان مین وہ مہ لقا
نہین ہمکو معلوم ذات و صفات
جو چاہے کرے داد دادگر
کرو خوب تحقیق اثبات
ہوے جاکے اوس وہ پریشان حال
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیان اوسکے رخ سے ہی فرہی

بسان غریبان و بیچارگان
کہا پھر یہ گشتاسپ نے ایجوان
کہا جاکے اوسنے کہ مرد جوان
بزور اوسنے مارا وہ پہلو تیک
بہت دیکے دشنام آزردہ کین
کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر
کہ تو کون ہی کیا ہی تیری نژاد
کیا کار دہقان نے اختیار
کہ ہے شاہ کی نسل تو مین بھی ہون
پھری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف شب
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکھے کتابون نے سب ایکبار
خبر پائے آیا تو سے شہر مین
شہ روم نے پھر تبھی روز دگر
دگر بار پھر رات کو وقت خواب
کہ ہان شب مین آج آدمی سبھی
منادی کی دہقان نے سنکر چلا
سو فرخ نژاد و دولت آور نظر
سو شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر وہین دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو مت بھیجے ہلاک
مناسب نہین عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہی ذات ہی اوسکی کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا

ارادہ کیا جاکری کا وہان
ہمین ہی نہین خواہش ساربان
ہر اک کام مین خوب محنت کرون
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک
گیا دور دکان سے اپنے وہین
وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہین کچھ غم گردش روزگار
ولے ہون ستمدیدہ چرخ دون
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی وہین
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اوسکو اک نامدار
نہین اوسکے رنگش کوئی دہر مین
دکھائے کتابون کو سینا ماہر
نظر اوسکو آیا وہ عالیجناب
مسافر بھی اور مردم شہر بھی
جوانمرد گشتاسپ ہی یون کہا
پسر ہی جمیعت وکر و فر
پڑی جبکہ اوس نازنین کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ وہ ہی روان
لگا کہنے یون کھینچکر غم سے آہ
ولیکن امیر و مرا بیخوف و باک
نہین خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہین مردمان نے کیا
خفا باپ سے ہو کے آیا ادہر
کہا قصۂ دختر نے پھر خواب کا
بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال و زر
گذر کر گئے دیا سے گشتاسپ شاہ
غرض قوت ہر روزہ پنجی تھا
ہوئے وہ جوان اونکی بھی ہمتنگ خوار
کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار تھا
ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سنکے حیرت میں وہ نامجو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
گر اوس سے تو خواہان امداد ہو
گذربان بھی ہمراہ اوسکے گیا
پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
گذربان و مریں بھی ہمرہ گئے
طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
گذربان و مریں ثناخوان ہوے
وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
ادا میشے کی شرط اسے بادشاہ
وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یوں بعد ازان
ہوا ولیکن اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سنکر حضور اوسکے اہرن گیا
تو لاکر کئے تیار اب اوجوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
کئے جب چہل تیر اسنے رہا
دہن میں گیا اژدہا کے ردان
وہ دندان تیز اوسکے کندہ کیے
وہ دندان دیے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
کہ جسنے یہ کار نمایاں کیا

گیا بلکہ در اوسکو گھر سے بدر
شکار ایک کرگ کو رہگذر کا پگاہ
پراگندہ خاطر تھا دلگیر تھا
کہ تجھے اقربائے شہ نامدار
رسانندہ رنج و آزار ہے
تلافی نکچھ کر سکا میں ذرا
مگر کیونکر کروں تا قتل اوس گرگ کو
سو دشت جاتا ہی لے تیغ و خنجر
ملا دے تہ خاک وہ خوان گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جاکے اوسنے کہا
دلیرانہ رہ فرد گرچہ سیلتن
دلے راہ میں خوف سے رہ گئے
وہیں پنجہ مارا جو نامرد پر
بہت دل میں مسرور شادان ہوے
کہا اپنا کروں آشکار ایں نام
بمجھے دیجیے اب دختر شنک ماہ
تو حیران رہا قیصر نامور
کہ ہے کوہ میں اژدہای دمان
مگر کیونکر کروں اژدہا کو ہلاک
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اوس سے اپنا کیا مدعا
کہ تا قتل ہو اژدہا سے دمان
مقابل ہوا آن کر اژدہا
ہوا اژدہا خستہ سرتاپا
وہیں لیکے پھر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دلے
تعجب میں آیا شہ نامجو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

کیا بودن و گشتاسپ فوج بہم
گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
وہ دو دختر شہ روم کی مہ جبین
جو اونکا مریں دا اہرن تھا نام
کیا خلق کو اوسنے کہ تباہ
اگر ہے تو اوسے قتل گرامی جوان
گذربان نے اک روز اوس سے کہا
کہ ہے ہر شکار ایک گور کلان
ہوا شاد مریں یہ سنکر سخن
کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار
سو گرگ جنگی شتابان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے یک ضرب تیغ
کہا پھر یہ مریں نے اے نامدار
حضور شہ روم مریں گیا
نہ باور کیا شاہ نے زینہار
پھر ایفائے وعدہ کیا باخوشی
اگر کشتہ ہو تجھسے وہ اژدہا
گذربان احوال گشتاسپ کا
یقین ہے گشتاسپ بیخوف و باک
لگا کہنے گشتاسپ حالی تبار
گیا اور لایا وہ خنجر وہیں
دہن سے وہ ہر دم تھا آتش فشاں
وہیں خنجر تیز پھر زود تر
کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ دہ پیش شہ اہرن آیا دلن
نہ باور کیا پھر سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ لو لاکہ اسے سرور انجمن

سگے رہنے ویرانے میں الجرم
سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
یہ بہ چہرہ خورشید رو مہ جبین
یہ مریں سے بولا شہ ذوالکرام
گیا میں کئی بار لیکر سپاہ
تو پھر دون تجھے دختر دلستان
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا
دلیر و تنومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور پیلتن
تو ہو شاہ مدعا ہمکنار
نہ زنہار دل میں ہراسان ہوا
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دو پارہ کیا گرگ کو بے دریغ
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار
کہا گرگ کو قتل میں نے کیا
گیا سوی قیصر اسشہ نامدار
وہ دختر پری چہرہ مریں کو دی
تو حاصل ہو حل کا تیرے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کرے اژدہا کو بھی دم میں ہلاک
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ کہکر گیا سوی کوہ بریں
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان
سر تیر وہ گشتاسپ نے باندھ کر
نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہا کا بیان
گیا جانب کوہ ہو کر سوار
نزاد کیان سے ہوا کوئی یان
نہ زنہار تو اب ہو یہان شکن

کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہ اہرن نام جو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ
گر گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اوس دلاور بیخوف و باک
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
سنون جسکے چنگل سے کاہے رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک
سمجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتایونکی اوستاد تھی ایک زن
گئی وہ کتایونکی پاس کے حضور
جو مرین واہرن کا یاور ہوا
کتایون کی ماں سے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ آوس سے لگی کہنے وہ سیم تن
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہ ذوالکرم
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت ز روے طرب
فزون مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خرزو گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو
شہ کشور خزر الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سوے ملک روم
سو لشکر خزر آیا داں
ہوا کشت و خون دشت میں اسقدر
پکارا یہ میدان میں آن کر
دلیرانہ الیاس آیا وہین
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان میں الیاس جب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا
ملا ان اسکے از رہ لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ سنکر وہین پیش سلطان روم
نہین خوب لہراسپ کے ساتھ رزم
کہ ہی شاہ لہراسپ میرا پدر
دلیران ایران کو یارا کہاں
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قابوس نامہ روان
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ یہ لے بیان
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خزری کو نہ گاہ جنگ
مشابہ ہر کیسے وہ جنگ آزما
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
ملکر آنا اک پہلوان پرغرور

ہوئے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خزر سے دست بردار ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گریزان ہوا لشکر خزر تب
بہت گنج قیصر نے والیسے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے اے شہ نیک روز
لگے کہنے یون تاجداران روم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اسکا احوال ہی سر بسر
کہ ہو ساتھ میرے ستیزہ کنان
تجھے صاحب تخت و افسر کرون
یہ مضمون رقم اسمین شہ نے کیا
مجھے دے تو رکھو صلح آباد و شاد
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
او اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
اوٹھا زین سے لایا جو ہیبت نہنگ
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
کر برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
اودھر سے بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم جنگ
جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
گیا مرز تک پھر تعاقب کنان
پھر آ خزر سے پھر بفتح و ظفر
کیا بلکہ ممتاز یکسر امور
تنگ ساز اب سو ایران کرو
کہ لہراسپ ہے پادشاہ عظیم
جوان دلاور ہوا خشمگین جو
مری جنگ کی تاب اسکو نہین
ہراسان ہین گرچہ روم نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہی ساتھ تیری مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجالاکے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست غرور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونو نکو بیخوف و باک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
نظر کرکے اوسنے کسو زور پر
شہ روم کو نامے کا پھر جواب
ہراروں ہین یہان گرز شمشیر زن

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو منظور خاطر ہو کر بید رنگ
کیا قصد پیکار از روے کین
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
دوان کرکے گھوڑے کو مانند شیر
نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ
کمر مین کیا بند الیاس کے
اوسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہ روم با شوکت و فر و شان
سوے روم آیا بصد کر و فر
جوانمرد کو با نشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
شہ روم سے پھر یہ بولا وہین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو گرم کین
تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار
تو شادان ہوا سرور انجمن
نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
تو ہوتے گرفتار رنج و عذاب
ہنسا پڑھ کے لہراسپ کشور کشا
ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
اوسے تکیہ قیصر نے کیونکر کیا
بتہا ہاتھ سے اوسکے پہلے یہ کام
کیا اوس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ بیٹھے ہین جتنے یلان ایکجان
کہا اُسکے ہمشکل ہے وہ دلیر
لکھا یون کہ اے شاہ والا خطاب
سزاوار نہ مایان لشکر شکن

تمھیں خسرو ایران نے الیاس ہیچ تو اندازے سے رکھ نہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی خراج رہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
یہ نامہ فرستندہ جب لکھ چکا تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر کہا اُس نے لہراسپ سے اے دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار یہ کہہ جا کے اُس سے کہ اے شہریار
تو کر صلح ہم سے نہ ہو کینہ خواہ کریں گے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو تجھی یہ پیغام پہونچائیو
کہ بیٹے تری قدر جانی نہ آہ ہوئے ہو چکین اب جانین عذر خواہ
تری یاد میں کیا پشیماں ہوں میں بہت اپنے دل میں پشیمان ہوں میں
خطا میری اب سر بسر کر معاف کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوئے ایران دیار کہ ہے شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر میں افسر و تخت سے تو فیروز ہو یاری بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہو اب کروں یاد یزدان میں ہر روز و شب
رکھوں سر پہ تیرے کلاہ مہی مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر سوئے روم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ نے نصف ایران گر تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
وگرنہ مصمم ہے پرخاش جنگ مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا وہ رخصت ہو اُس نے مکان میں گیا
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب کہا اُس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سنکے ہو شاد شاد ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابوں کو لیکر شتابان ہوا روان سوئے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار بر گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو اُٹھا تخت پر تب وہ شہ نامجو
پسر اور پدر سے ہو پھر ہمکنار ہوئے مثل ابر بہار اشکبار
وہیں پھر جہاندار فیروز بخت بٹھا ایک تخت اپنے پہلو تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر تو اس تخت زریں پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹھا وہاں جب تو سب نامدار بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوئے اُسکے محکوم و فرمان پذیر دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال جہاں میں ہوا کہ صد و بست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازاں کیا میں نے اب ترک کار جہان
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں تو ہو مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہکر قبائے شہی دور کر لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار ولیں رہی حب جاہ گیا پھر سوئے بلخ لہراسپ شاہ
کہیں اور لوں بلخ میں آ کر مکان پرستش کہ مخلق تھا کینہ سان

کسی حجرے میں واں شہ صاف دل یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ تو بیٹھا بر تخت گشتاسپ شاہ
شہنشہ بفضل خدا اے کریم جہان میں ہوا بادشاہ عظیم

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہان جہان بھیجتے تھے خراج حضور خداوند اورنگ و تاج
ہوئے چین و ماچین کا فرمانروا کہ ارجاسپ تھا نام اُس شاہ کا
نکرتا تھا زنہار فرمانبری کہ محکوم تھے اُسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنے مغرور تھا بہت اپنے نزدیک وہ زور تھا
سوا اُسکے سب تاجدار زمان ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر نہ تھا کام جز یاد شام و سحر
یگانہ بعدل و کرم گستری شب و روز مصروف دیں پروری
کتابوں سے پیدا ہوئے دو پسر نمونہ پری رو رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا دگر طفل کا نام پشوتن رکھا
ہوئے دونوں شہزادے پرورہ جبیں سکھائے شہنشاہ نے انکو سب
جو جاماسپ اس شہ کا دستور تھا وہ علم [illegible] مشہور تھا
[illegible] [illegible]

بٹھایا پھر اسفندیار ادہمین لا — کہ جس سے وہ روئین بدن ہوگیا
بہت زورمند و جوانمرد تھا — جہانمین بمردانگی فرد تھا
ہوا ختم رستم کا احوال رزم — بس اب دلکو ہو رزم دیگر کا عزم
وہی گرد روئین تن اسفندیار — بہمن پور شاہنشہ نامدار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار — کہے بیتے اشعار اسکی ہزار
لکھوں جنگ اسفندیار جوان — کروں کارنامہ جوان کا بیان
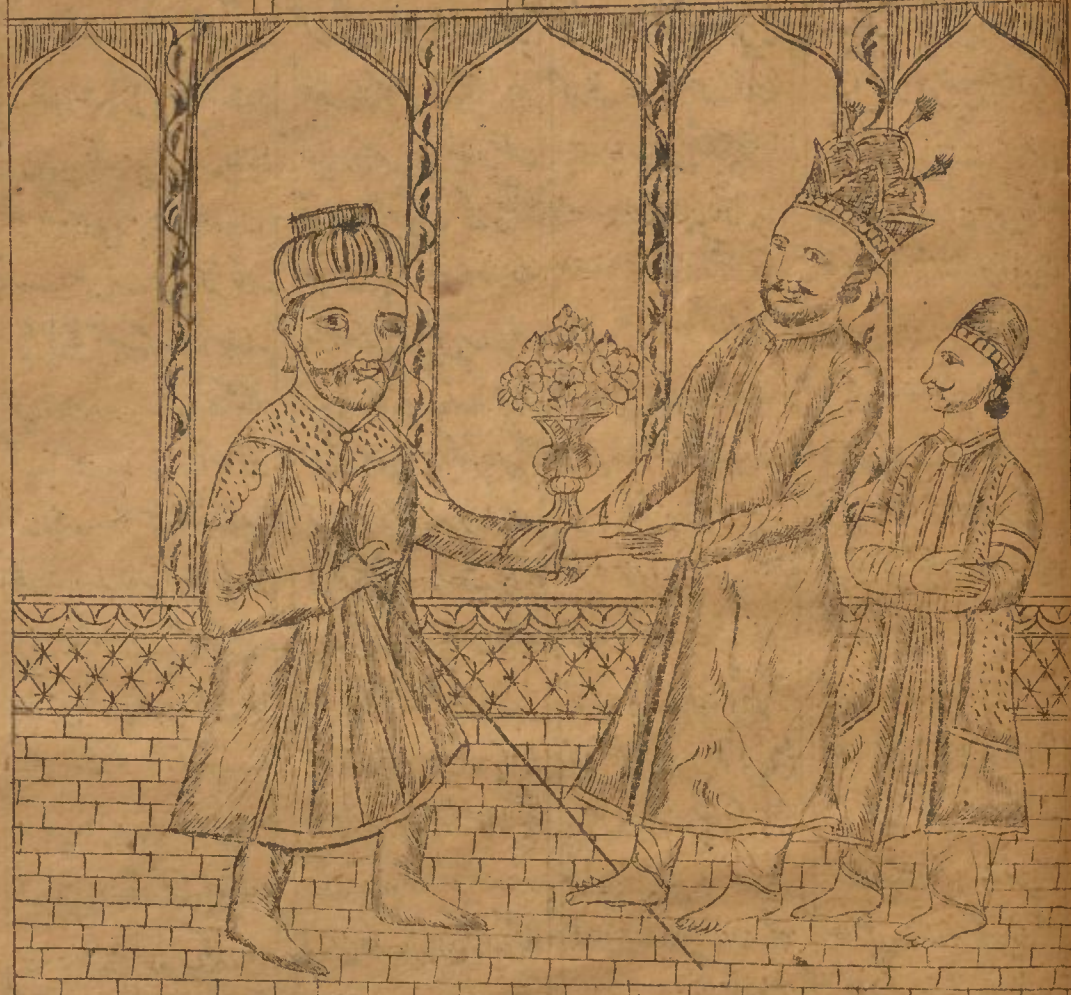
رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را
بہ پیغمبری آشکارا کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن
ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار
کارنمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام | دین زردشت را در عالم | خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا ایکدن یہ عمل آن کے
خواص اُس ثمر کا بیان کیجے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اُسکا مرید
دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
اگر ہین کسی پر ہون نامہربان
مرے پاس آئے ہین اکثر ملک
تو گر اُسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا اُسنے بالائے نہ آسمان
کہا ایک روز اُسنے اے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجھے اُسنے گمراہ آکر کیا
ترا باپ دیندار و یزدان پرست
کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
سپہ ورنہ کھینچون بس یکدو ماہ
ذرا پند نامے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہے کیا کیجیے عزم جنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا
ہوا شاد وان شاہ کشور کشا
کرونگا مین تجھے کشتۂ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچا تھا وان
سنی جب یہ خبر شاہ گشتاسپ نے

بیان شہ سے کی اپنی آئین کی راہ
کہ گشتاسپ سے آگے ایوان کے
کہ برگ و ثمر اوسکا جو کھاتا تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کرون جا کے مین چارہ لہراسپ کا
عقیدت کا ہے روز و شب تھا مرید
عیان مجھپہ ہے راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اُسکے ہین بیگمان
عیان مجھپہ کرتے ہین راز فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اُسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان
ترا ہے مددگار پروردگار
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تبہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو ہو کے شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہر خدا زینہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آیا ز بدرسم و بد طور سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین نہ چین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تھا بگہ و شہر کا نشان
کہ کھینچی اودھر فوج ارجاسپ نے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اُسکے ہوئے وہ تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاد
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے ایکروز
جسے چاہو تم اُسکو بھیجو یہان
جہان بادشاہا بالطاف رب
مرے واسطے زند و استا کتاب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اُسنے پھر یہ کہا
کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کہ اب شوق سے عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہے وہ شوربخت
کیا کیش و دین تو نے اپنا تباہ
پے پاس دین تجسے ہون کینہ خواہ
ترا ہے جو پیغمبر بدسیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہوے لیکے نامہ وہ دیو
یہ بولا کہ لکھیے سمجھکر جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
اٹھاوے تو کسواسطے رنج راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے وہ ہین چلے کارزار
لگاتا تھا غارت فتنۂ کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ

ہوا معتقد اُسکا شاہ جہان
ثمردار مطبوع و خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بے شبہ و شک
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہون مین آ ایکروز
سو گلستان بہشت برین
نظر مین مرے عرش و کرسی ہے سب
ہوئی نازل آ شاہ گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوئی اُسکو معراج حاصل شہا
نہ پھیرے تھا فرمان سے اُسکے سر
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک
وہین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بدکیش بدزاد و سخت
پس و پیش زنہار دیکھا نہ آہ
مناسب ہے تجھکو کہ اے بادشاہ
اُسے اپنے اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے
شتابی گیے پیش کیہان خدیو
کہا سنکے زردشت نے یون شتاب
مجھے کیجے رخصت سو کارزار
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچو نہین لیکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیو و نکو رخصت کیا
روانہ ہوا سو سے ایران دیار
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی تھے شش صد ہزار
غرض مند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہو فتح لشکر کی بہ عذر و غنا
دلیران ایران بہت ہین ہلاک
صف آراستہ جب نشان ہوئی
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کیے قتل اوسنے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز
گیا پھر وہ ابن جنگی سے دلیر
ہوا جبکہ کشتہ وہ جنگی ہلاک
کئی پہلوان اور کئی دیو زاد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر
ہوا تب غرض شہ د سلطان چین
اوسنے صاحب شوکت شان کو
گیا دیو زخم وہ وہین ہار
دلیران ایران سے کہنے لگا
وہین ... لایا اسفندیار
اگر دیو خونخوار کو کرے پست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اوٹھا
یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
کہا ہو نہین سو یہین تن اسفندیار
روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ
گیا زخم تیرہ رہا دیو پر
جدا کر کے سر جسم ناپاک سے
... دکو سنگ سے اسفندیار
یہ لشکر پہ ... سردار اسفندیار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران
گریزان ہوا وان سے سلطان چین
... اسے شہ کرے قید اگر

نبرد آزمایان خنجر گذار
سطرلاب دانی مین تھا بیغظ
وہین دیکھ کر یہ سے ظاہر کیا
پھر آخر بالعی فرزندان پاک
سپہر زر جنگی نمایان ہوئی
اگر شعاد خت کا وس وہ دلیر
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
ہوا آخر وہ کشتہ دیو نر نریر
نر سیر دلاور ہوا خشمناک
مقابل ہو آکے مانند باد
سوے شاہ ارجاسپ مانند شیر
کہا اسے نامداران ترکان چین
بستگی غرور ... شادان گروہ
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
کرون جا کے مین دیو کا زار زار
تو ٹوٹے لشکر چین کو یکسر شکست
کہا یہ سن دیو خشم پر پاک
وہین اسپ بہزاد پر ہو سوار
نہین تاب لوگونکو یہ زینہار
سو نامدار جہان بیدریغ
سنان نے کیا بس جگر سے گذر
جوان نے کیا ... فتراک سے
یہ کہنے لگا اور تم اے نامدار
عقب اوسکے دو فوج جنگی سوار
زدوکشت باہم ہوئی خوب وان
ہوے سب پراگندہ ترکان چین
تو آتش پرستی کرین سر بسر

سپہ لشکر چین بہ تیغ و تبر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر تیرے روز جنگ
یسر تجھے ہو وے فتح و ظفر
دلیران ایران و گردان چین
دلیرانہ آیا سوے حرب گاہ
برادر جو اوسکا وہ شیدسپ تھا
کیے اوسنے ترکان خونخوار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار
روان کر کے گھوڑا سوے رزمگاہ
جو اوس نے کھینچکر تیغ کین
صف فوج کو چیر کر سر بسر
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر
زریر دلاور ہوا کشتہ جب
جو اس دیو سے جا کے ہو جنگجو
جہانگیر گشتاسپ نے ہوکے شاد
تو سر پر ترے افسر زر رکھون
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان
دلیرانہ آیا وہان سوے دلیر
جو ہون ساتھ میرے نبرد آزما
دلیسے وہ تیغ ہنگام جنگ
ہوا کارگر ... آب گون
شتابان ہوا اتنے مین پور زریر
کہ آوے چلو سوے ارجاسپ شاہ
شتابان ہوے سمت سالار چین
گیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
گرفتار آے بہت سرکشان
کیا رحم گشتاسپ شہ نے وہین

سواران ایران تھا بیشتر
سطرلاب مین دیکھ کے ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ
کئی نیزہ زن ہو فوج چین سر بسر
ہوے گرم پیکار روے زمین
سواران چین بھی ہوا رزمخواہ
سوے رزمگہ اور اوسکے گیا
ہوا آپ بھی آخر کار قتیل
نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار
ہوا گرم کین قتل نامی سپاہ
کیے قتل دیوان ...
گیا جبکہ نزدیک ...
کرے جو کوئی قتل اوس دیو کو
ہوا آنکہ ہمت نبرد زریر
ہوا پامال شاہ گشتاسپ تب
طلا دو سے ته خاک ... دیو کو
کہا یون کہ اسے پور فرخ نہاد
تجھے تخت شاہی حوالے کرون
نہین ... تاب اقامت یہان
بسان ہژبر ژیان کر غلو
کشندہ ہوا دیوان خونخوار کا
پکڑلی دلاور نے اور بیدرنگ
گرا خاک پر دیو سرکش نگون
اور اک گرد فرشید مرد دلیر
کر دو اوسکے لشکر کو یکسر تباہ
جہاندار گشتاسپ بھی پھر وہین
رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
یہ کہنے لگے ہوکے زاری کنان
پھر آیا وہان شاہ روے زمین

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر
اتر اسپ سے شاہ آفاق گیر
ہوا نعش پر اوسکی نوحہ کنان
کہا یون کہ اے سرفراز کیان

ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے
دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
اوسے رکھکے تابوت مین لیکے ان
شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان

لگا کہنے دستور سے شہریار
کہ میدان مین کر کشتگان کا شمار
شمار اوسنے جب کشتگان کا کیا
ہوا آشکارا کہ وقت وغا

ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار
از انجملہ تھے ہشتصد نامدار
جب آیا سو نعش ترکان چین
تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین

ہوے قتل میدان مین یکصد ہزار
ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر
ہوا شاد شاہنشہ نامور

دیا دین زردشت کو پھر رواج
جہاندار نے از سر ابتہاج
دلیری و مردی و اسفندیار
ہوا دیکھکر شاد وان شہریار

اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر
پے ملک گیری تو باندھ اب کمر

جہانمین بآئین و طرز نکو
مروج کو کر دین زردشت کو
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار
سوے روم پہلے گیا نامدار

شہ روم محکوم و وہین ہوا
پذیرندہ دین و آئین ہوا
رکھا ژند و استا کو بالاے سر
اطاعت مین بہبود آئی نظر

گیا پھر سوے ہند اسفندیار
وہان بھی یہ آئین کیا آشکار
پھر آیا سوے یمن پہلوان
ہوے لوگ وان کے پرستش کنان

گیا جس ولایت مین اسفندیار
گیا جسطرف نامۂ نامدار
ہوے سب بدل و بجان فرمان پذیر
رعایا و شاہ و امیر و وزیر

گئی ہر طرف ژند و استا کتاب
نہ آئی کسیکو یہ زنہار تاب
کرے حکم سے اوسکے جو انحراف
کسی نے نہ ہرگز کیا بر خلاف

سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
سوے شاہ گشتاسپ کشورکشا
کہ خرد و کلان نے زروی طرب
پذیرا کیا دین زردشت سب

ہر اک ملک مین مردم خاص و عام
ہوئی گرم آتش پرستی تمام
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد
کہ حاصل ہوئی جان مغ دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
ہوے آکے حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان
ندیم شہنشاہ گیتی ستان

وہ تھا وہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
سنا ہی کہ اسفندیار جوان
رکھے ساتھ اپنے ہی فوج گران

غرور اوسکو ہی زور سر پنجہ پر
کہ ہم پنجہ اوسکا نہین شیر نر
رکھے ہی وہ دلمین خیال تباہ
ارادہ یہ اوسکا ہی شام و پگاہ

کہ تجھکو کرے آنکر یان اسیر
ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
سنا تھا جو جیسے وہ ظاہر کیا
جو بہتر سمجھیے وہ دیجے شہا

ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ مائل ہوا پھر سوے بزمگاہ
گیا اک قلم صبر و آرام و خواب
رہا تا بروز و بشب اضطراب

طلب کرکے پھر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
یہان لا شتاب اوسکو اے نامدار

تو جاماسپ دستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار
لگا کہنے پھر وہ وہین اسفندیار

مجھے کل کی شب خواب آیا نظر
کہ ہی خشمگین مجھسے میرا پدر
وہ بولا کہ ہی راست تیرا یہ خواب
جو اخر دنے تب کہا یون شتاب

کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا
ہوا پر غضب شاہ کشورکشا
گیا جیسے ہر اک کو آتش پرست
کیا سربلند ان عالم کو پست

مجھے میری شمشیر سے سرکشان
پرستندہ بادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
ہو خشمگین آج یون تاجور

سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار
جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہے ای نامور
کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر

لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار
کہ آزار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جو ہو پدر
نہ پھیر اوسکے فرمان سی زنہار سر

ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار
بزرگ اون مین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نامور
سوم آذر کہ دفش فرخ سیر

چہارم تھا نوشتہ در نامجو
ہنرمند دانا و فرخندہ خو

روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ
سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ

اوسے قید کرکے کیا پھر روان
شہنشہ نے سوے دژ گنبدان

سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا

گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا باپ کا مونس و غمگسار

ہوا بلخ سے عازم سیستان
کہ آئین تازہ کرے دان و ان

کیا اختیار اوسنے آئین شاہ
مروج کیا ملک چین دین شاہ

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان

عرض گرو ہمن کو اسفندیار
بجاہ و حشم کر گئے مختار کار

گیا جب حضور شہ نامدار
ہوا اب گرفتار اسفندیار

ستونہاے سخت آہنی کا چار
ستونوں سے باندھا اوسے استوار

وہانسے بسوے دژ گنبدان
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان

گذر جب گیا روزگار دراز
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
تو آیا تہمتن وہین پیشوا

رکھا زند و استا کو بالاے سر
کیا اوسکو رائج وہان زود تر

رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ براے امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
میان دژ گنبدان ہے اسیر

یہ سنکر ہوا شاد وہان شاہ چین
کیا پھر وہین عزم پرخاش و کین

سوے بلخ اوسنے روانہ کیا
وہان اسقدر کوئی ہرگز نتھا

کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
نہین کوئی سردار لشکر یہان

یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
کہ مجھکو ہے یزدان پرستی سے کام

بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
ملے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش

سپہ شاہ کے ساتھ تھی یکہزار
فزون اوس سے ہرگز نتھا اک سوار

جو لہراسپ آیا سوے کارزار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار

سپہدار کہرم ہوا خشمگین
لگا کہنے اے نامداران چین

ولیکن نہایت تعجب ہے یان
کہ پڑتے ہین غالب نظر بلخیان

لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا
تو پھر چینیون نے دوبارہ کیا

شکستہ کیے یکسر آتشکدہ
کیا زند و استا کو آتش زدہ

لٹے بھاگ کر اک زن دلستان
شتابان ہوئی جانب سیستان

ہوا سنکے غمناک شاہ جہان
یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان

کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
عقب تیرے پہونچونگا مین بیدرنگ

سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج
روانہ ہوا چین سے مانند موج

کہ اسفندیار یل نامور

گیا ہے سوے سیستان بادشاہ
نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ

سپہدار کہرم تھا اوسکا پسر
اوسے با سپاہ گران آنکر

کہ کہرم ہوا آن کر کینہ خواہ
گئے مرد مان پیش لہراسپ شاہ

مناسب ہے اب کیجیے سروری
کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری

سر و کار کچھ سروری سے نہین
مجھے کام سرلشکری سے نہین

مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
گیا لاجرم جانب رزمگاہ

مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی

سواران بلخی نے وقت وغا
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
ادھر یکہزار اور ادھر صد ہزار

یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ
کٹے سب سواران لہراسپ شاہ

ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ

ہوا بلخ مین چینیان کا جو دخل
کیا بلخیونکو اسیر اور قتل

زنان شبستان گشتاسپ شاہ
ہوئین قید یکسر بحال تباہ

گئی پیش گشتاسپ با چشم تر
کہا ماجرا بلخ کا سر بسر

یہ ہے وقت یاری و امداد کا
شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا

ہوا شاہ گشتاسپ وہین سے روان
سوے بلخ پہونچا وہانسے دوان

ہوا ملحق کہرم نامور
ہوا یعنے آخر معین پسر

گرانپشت سے اسپ کے گرگسار
اوسے کھینچکر جلد اسفندیار

ہوے ہیں یکصد و بیست تن
ہوے کشتہ از بازوے صف شکن

پھر اوسجا سے کر عزم اسفندیار
لگا کاٹنے سو بسمت بسیار

ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون
وہ میدان بس ہو گیا بحر خون

ظفریاب گردان ایران ہوے
گریزان سواران ترکان ہوے

بفرمان اسفندیار جوان
ہوے گرد ایران تعاقب کنان

لیا منہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ
حضور جوانمرد لاے پناہ

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ

تری بہنونکو لیگیا شاہ چین
تو پھر اوس سے ہوجا اب گرم کین

قسم ایزد پاک کی اے پسر
کہ اوسے تو جدم بفتح و ظفر

حوالہ کرون تجھکو تخت شہی
زر و گنج و دیہیم و افسر ماند ہی

ترا ہو رہین اک بندہ جان نثار
نہ خواہند کہ افسر نہ زر نگار

نہ توران مین چھوڑون نہ چین نہ بہار
کرون شاہ ارجاسپ کو سخت خوار

کہا شاہ نے آفرین مرحبا
شب و روز یاد رہو تیرا خدا

کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر
تو خدمت کرون جو شب شام و سحر

جہاندار نے اوسکو کرکے طلب
کہا یون زر و نشاط و طرب

حضور جوانمرد اسفندیار
تو رہیو شب و روز خدمتگزار

گیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
پھر آیا پے جنگ با تیغ و تیر

گیا وانسے کہرم بوقت ستیز
نبرد ترک اور اسپ تر سکے گریز

سکیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج
جدا سر زیر رونگ بیدرد و رنج

ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ
گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ

رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
شہ چین سوارہ خورد فرار

بست ترک کھینچے نہ تیغ کین
ہوئی لالاکہ ان خواہران دانکی رہنما

ہوا مہربان اونپہ اسفندیار
پھر آیا حضور شہ نامدار

لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار
کرا ے مردروکمین تن اسفندیار

چھوڑا کر اونھین قید سے لایا یہان
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان

کرون ترک دنیا و دو دوست ہین
عبادت کرون ہوکے گوشہ نشین

یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا
مبارک تجھے تخت و افسر شہا

بفرمان شاہنشہ دین پناہ
شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ

چھوڑا لاؤنھین خواہرونکو شتاب
باقبال شاہ تر باجناب

لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار
کہ یون عرض کرتا ہے اب گرگسار

جہان قید کیجے مین ہون رہنما
بجا لاؤنگا میں تو خدمت سدا

کیا قید سے مجھکو شہ نے رہا
اور اکیبیہ تو بھی رسم وفا

پھر آتا ہون اسپ قلم کی عنان
اور آتا ہون اب بر سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دز روئین براہ ہفتخوان براے رہائی ہمشیرہاے خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار
تو پھر روئین تن اسفندیار

کہا یون کہ صدق ارادت سے گر
سے ہے تو میرے پاس شام و سحر

مجھے ملک ترکان سے اک ملک دون
تیرے تن سے ورنہ جدا سر کرون

کرون صدق دل سے پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

بتا کونسی راہ سے ہون روان
کہ ہو تجھکو نہین آرام سے جلد وان

سہ ماہہ مسافت کی ہے وہ راہ
بجز اس کے گذر جاوان سپاہ

دو ماہہ مسافت ہے اسے نامدار
نہین کچھ بھی خوف و خطر زینہار

اور اوس راہ کا نام ہے ہفتخوان
کسے ہے یہ قدرت کہ جاوے وہان

کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا
نہو جنگ سے جسکے کوئی رہا

گذر اوس بیابان مین دشوار ہے
کہ ہر گام پہ رنج و آزار ہے

اوسے لیکے اپنے مکان میں گیا
رہا اوسپہ معروف لطف و عطا

کہے راست گو گر یہان اختیار
تو ہر دم فزون ہو عز و وقار

وہ بولا کہ خیرہ ہستی زینہار
نہین کچھ مجھے کام لیل و نہار

لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
کہ ہوے رہ روئین دز آگے گرگسار

وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر
کہ ہے یکسر آباد اے نامور

کم آباد ہے اوسکی راہ دگر
ملے میوہ و آب ہے گرچہ بیشتر

سوم ہفت روزہ ہے از گنبد
ملے سخت وہ راہ ہے پر گزند

ہر اک منزل اوسکی ہے خونریز و بیم
جہان جادوان ہے بلاے عظیم

زن ساحر و مدبر و شور بخت
بیابان و سیمرغ و اژدر سخت

یہ بولا جوانمرد اسفندیار
کہ مجھکو نہین کچھ خطر زینہار

شتابندہ ہو نہین سوے ہفتخوان
یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان
یہ گفتار ہرگز خوش آتی نہین
کہا ہنسے جو کچھ ہو باطل نہین
کہ تا راہ سے تو گریزان نہو
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمن
غرض کر پشوتن کو سالار فوج
گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر
وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آوہی آج در پیش کیا
دو گرگان جنگی ستمگار ہین
سواروں سے تب رویین تن اسفندیار
یہ کہکر زرہ کی دلیری وہ مرد
لگے استقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوے
جوانمرد نے پھر یہ اوس سے کہا
نہین آج کچھ اور خوف و خطر
ہوے لعمازان مائل خواب سب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
دلے اوس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزین ہو کو با صد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہاے دمان
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
کیے بستہ اسپان تازی نژاد

اگر دولت دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہکر بلائی سبھی خوشگوار
رہِ ہفتخوان سے تو مست ہو روان
دلیر و قوی نامور ہر گروہ ہزار
کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
وہ کہنے لگا گنگ گریہ کنان
شکستہ قیدی کر بستہ ہے حال نہین
وہ داور نہین تجھپہ خشم و غضب
سمجھے دیکھے تنگ قوت و زور کو
نہ کیا کیا دلیری سے جو کچھ کیا
ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
سواران جنگی لیے دس ہزار
روانہ ہوا وہ مانند موج
کف و کتف بستہ جو تھا گرگسار
تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
تو پھر بارش تیر تم کیجیو
ہوا دشت پر خوف مین رہنورد
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب
کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار
سو جنگ و پیکار مائل ہوے
کیا قتل گرگون کو انجام کار
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
بعیش و طرب کیجیے شب بسر
غرض وان فرود آئے ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
وہ بولا وہین گرگسار ای جوان
مبادا تجھے اوس سے پہونچے گزند
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین
کرین حملہ شمشیر کر کے علم
ولیکن ہوا اوسکو مانع جوان
دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
کیا تیغ بران سے اوسکو دو نیم
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
مے خوشگوار اوس نے وان نوش کی
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا
مقابل ترے آئیگا اے جوان
دراز و سطبر و درشت و دژم
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
کرو ایک طیار گردون یہان
شتابی سے شب وہ گردون مرتب کیا
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

ہوا مست مخمور جب گرگسار
تو جانبر نہو گا وے زینہار
کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان
تجھے اسلیے ہین باندھا ہے اب
بخوبی کرون طے رہِ ہفتخوان
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
رکھا ساتھ اوسکے اسپ پر کر سوار
کروں مین حقیقت اب اوسکی بیان
لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین پہلوے پیل دانتون سے چاک
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیرباران سوارون نے تب
پشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تھوڑے کیے قتل اسے جنگجو
لگے پینے صہبائے گلگون کا جام
بسر کی بخوبی وہ آرام شب
تو وان سے روانہ ہوے بیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہین یان
تب اسفندیار جوان سے وہین
گیا آپ سوے ہژبران دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش کیا آئیگا
وہین سے ہے آتش فشان دمبدم
کہ ہو گو بسان ارابہ روان
رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان
کہ تھے تیز رفتار مانند باد

دم ہیچ گرد و نیہ میں کر سوار
کیا ورکے صندوق کو وہین بند
وہ گرد ون و صندوق وسپاہ بھی
زمین پہ سے ہو گرد ونکے اور گلا وہین
کیا زخم شمشیر بران رہا
بفضل الٰہی ہوا تند رست
سے لعل گون نوش کی بعد ازان
زرافِ سحر ساز ایک رہتی ہو وہان
ہوا پیشتر رہ چہارم روان
کہین راہ مین ایک تھا سبزہ زار
زن خوبرو ایک آئی وہان
تو اب غول کی بند سے کر رہا
وہ بولی گیا ہی برا سے شکار
وہین کر گئے اوسکو اسیر کمند
کیا کھینچکر تیغ اوسکو دو نیم
سو فوج اسفندیار جوان
کیا غول نے زور ہر چند پر
مظفر جوان دلاور ہوا
کیا غول کو بینے کیونکر ہلاک
کہ جس سے رہائی ہو وشنیا زتر
دو بچے بھی ہین اوسکی بس زور مند
وہ بولا بتا بیہ یزدان پاک
روانہ ہوا صبح اسفندیار
تب آیا وہ سیمرغ گردون فراز
ہوئے اوسمین لگی تھی تیغ و سنان
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل دو وہین صندوق سے مثل شیر
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوئے
لگا کہنے یون بعد ازان کر گسار

روانہ ہوا گرد اسفندیار
نہ تھا اژدہے سے وہ پہونچے گزند
لیا کھینچ اوس اژدہے نے بدم
رہی پھر نہ طاقت جو ہو کر کمین
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
توانا و خرم دل و چاق و چست
لگا کہنے یون یہ ہے کہ ہان
اور اک غول ساتھ اوسکے ہی نوجوان

ہوئے تھا وہ صندوق مین جلوہ گر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل دو وہین صندوق سے دو دلیر
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
سپاہی خداوند جان آفرین
تو کیفیت منزل چہار مین
لگا کہنے بنسکر یہ اسفندیار

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

آقامت گزین وان ہو نامدار
کیا آکے یون منہیون نے بیان
حضور اپنے رکہہ مجھکو صبح و مسا
ہوئے آتا ہی جادو و نابکار
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند
نمایان ہوا پھر غبار عظیم
دہن سے ہوا وہین آتش فشان
نہ غالب ہوا اوس تنومند پر
معین بخت و اقبال یاور ہوا
زمین کو کیا جسم سے اوسکی پاک
نہ جانبر ہو ہر گز تو اے نامور
درشتہ و قوی بازو و سر بلند

غرض کر کے ترتیب بزم خوشی
کہ یون منتظر اک شہ کی آ نامدار
یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو یہ پھر جنگی بر زن
جہان جس سے تاریک سارا ہوا
شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد
وہ غول سیہ کار انجام کار
دلاور نے پھر برا ہر ست کہا
وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
غرض ایک سیمرغ خون خوار ہے
تجھے اور تیری ہی جتنی سیاہ

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

دلیرانہ گردونیہ ہو کر سوار
کیا اوسنے چنگال وہین دو بسار
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان
ہوئی پارہ منقار حلق و زبان
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
وہین آشیان کو گریزان ہوئے
ششم منزل اے سرو نامدار

وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
اگر گردونکو لیجا سے از رو کین
ہوا غستہ جنگل جو تلوار سے
ہوا اوسکے تن سے روان جوئے خون
سکے زخم شمشیر بان تا رہا
ہوا نمرد سکے باز و دست پر
کہون کیا کہ یہ رنج سے کس قدر

پڑا اژدہا سے وہ رزم جب نظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہا سے دہان
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
تو کی نوشدارو وہین نوش جان
وہ لایا بجا خرمی سے وہین
بیان کرا اوس نے کہا پھر یہین
علاج اوسکا آسان ہے آگے دشوار
وہ اسفندیار جوان پہلوان
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
بیابان مین لایا مجھے یوسار
یہ بولا کہ وہ غول اب ہی کہان
کہ ہی ساحرہ پیرزن نوجوان
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
سیہ غول پھر آشکارا ہوا
ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار
کہ دیکھا تماشا ہی جنگ کا
ملے پیش آوے گی کل وہ بلا
مکان اوسکا بالا سے کہسار ہے
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ
گرزن تیغ بران سے اونکو ہلاک
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
یہ قلعہ کوہسار بر زمین
تو پکڑا اوسے اوسنے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پست و زبون
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر
گذرنا وہاں سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باراں ہوئی، وہاں
لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
رہ کینہ لگا ہیں نہ ہرگز پھرو ں
نہیں فوج درکار کچھ زینہار
نہ ہو دیں بہادر تجھسے ہم زینہار
بروز ششم سرور نامور
ہوا وہ رجب رفتہ رفتہ تمام
ہوئی بارش برف بھی بعد ازاں
سپاہ سپہدار اسفندیار
شتاب اپنے بند و بنہ تو رحسم کر
بجالاکے پھر شکر پروردگار
یہاں پیش آ دیگی اب کیا بلا
زمین گرم ہو چوں تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہی تا سی کروہ
نہ منصور فیروز ہوں زینہار
تو ہرگز نہ رکھو اب قدم پیشتر
دلیر و جوانمرد اسفندیار
وہیں راہبر سے یہ بولا جواں
ترا بخت فرخندہ یاور رہوا
ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
عبث تونے سپونچا کے بیم و گزند
کہ باوصف پیماں زرو ے جفا
کرے تا کہ عطف عیاں یانسے تو
توقع قوی ہی کہ میری خطا
گذر بحر زخار سے بعد ازاں
سپہدار جنگی یہ بولا وہیں
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کرو ں سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکا یک ہوا تند وہ شور بخت

چلے باد تند ایجواں پہلواں
خدا سے نہیں کر سکے کارزار
رہ ہفتخواں طی بہ بخت کروں
مددگار میرا ہے پروردگار
کریں جان و تن تجھپہ یکسر نثار

تبہ ہو سپہ سخت پہونچے گزند
مناسب یہی ہو کہ بس پھر چلو
اگر یانسے پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
وہ بولا پھرو ں کر نفتح و ظفر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

گیا متصل کوہ کے تب مقام
رہی تین دن ایک آفت وہاں
رہ عجز سے ہو کے واں شکوہ باں
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
وہیں راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہیں ہر کہیں یک قطرہ آب
سوا اسکے اے شاہ گردوں شکوہ
دلیران ایران و توران دیار

لگی چلنے جب تند باد اسقدر
نہاں زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہیں
کیا لطف سے سبکو یزداں نے شاد
بفضل خداے جہاں آفریں
کہ ہی راہ میں ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز گرے خاک پر سبزہ جا
ذر رو ئیں اتنا ہی محکم کہ بس
میسر نہو غلہ و علف و گاہ

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کر کے سوے خداوندگار
نہیں ریگ تفتہ کا یاں کچھ نشاں
اثر برف کا اس میں پیدا ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجھکو کیا
بر آوے مرے دل کی پھر آرزو
معاف اب ہو تقصیر کی عوض
کیا خیمہ با شوکت و فر و شاں
کہ تدبیر تسخیر حصن متیں
نہ ہرگز وہ حصن متیں فتح ہو
دلیرانہ لوں کینہ لہراسپ کا
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت

ہوا عازم منزل ہفتمیں
سراسر تھی باطل تری گفتگو
وہاں سے جو لشکر گیا پیشتر
تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
رہائی ہو یعنی مری بند سے
ہنسا پھر سپہدار عالیجناب
وہاں سے وہ ذرا ایک فرسنگ تھا
سبتاز و و تر مجھکو اے گرگسا
وہ بولا کروں فتح اک آن میں
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سنکے سالار دہر

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان و سر یاں نہ برباد ہو
شتابان سو خانہ ہو دوں ہمستے
لگے کہنے ایشاہ آفاق گیر
تو بخشوں تمہیں ملک و گنج و گہر
وہاں سے ہوا عازم پیشتر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر
تردد سے ناچار لشکر ہوا
کہ اے خالق و آسمان و زمیں
ہوئی یک قلم دور وان برف و باد
رہی باقی اب منزل ہفتمیں
ہوا گرم جوں شعلہ ہی صبح و شام
نہ طائر اوڑے واں نہ رہرو ہوا
کریں جہد و کوشش اگر سو برس
سپاہ گراں ہو کے آخر تباہ
سو خانہ عطف عشاق یاں ہے کر
ہر اک گام پر سر دہانی زمیں
یہ سنکر وہ بولا کہ اے ناجو
تو اک بحر زخار آیا نظر
جلا دیگی سبکو تف آفتاب
کہ ہوں تجھسے آزردہ اے نامدار
کیا میں نے اسواسطے آشکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
او سے بند سے دی رہائی شتاب
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
میں گھوڑے کو دوڑا کے میدان میں
کروں میں گرفتار از روے کیں
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم دہر

بیک زخم شمشیر زہر آبدار — قلم کی وہین گردن گرگسار
گیا شب کو لیکر گرگی پہلوان — سوئے قلعہ اسفندیار جوان

بنایا وہ روئین دژ آہنی تھا — نہیں نام تھا واں گل و خشت کا
سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل — ہوا دیکھ حیران جوانمرد دل

کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا — نہ پایا وہاں نام تدبیر کا
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار — کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار

اوٹھا کر بہت رنج آیا یہان — ولیکن کہ محنت گئی رائگان
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے — ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے

غرض ہوکے مایوس واں سے پھرا — غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
ہوا ایک درویش پہ یون دوچار (?) — یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار

کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان — وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
سپاہ گران ہے درون حصار — نبرد آزمایان خنجر گزار

سما غلہ پیدا ہو وان بے حساب — روان میں ہیں بستہ بہت سے جو آب (?)
نہیں وان کوئی چیز مطلوب ہے — مہیا ہر اس دژ میں ہر ایک شے

گذر ہر دم غیر کا وان نہیں — ولے یون ہو حکم سے ارجاسپ چین (?)
کہ آوے کہیں سے جو بازارگان — تو آنے دو اسکو نہیں بدگمان

یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار — لیا اکیشوتن سے یون آشکار
اگر جاتا ہوں میں بشکل بازارگان — درون دژ روئین اے پہلوان

تو رہنا خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے حوالے ہے لشکر سپاہ
سنو تا تو زنہار اندیشہ مند — دلے جبکہ ہو قلعہ میں آتش بلند

تو لے وقت لیکر سپہ بے خطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر
زد و کشت وان آنکے کیجیو — جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کرکے یکصد شتر — کیا جامہ کاروان زیب بر
وہ اشتر تھے دیبائے رومی سے پر — وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و در

وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق تھے دو دو
صد و شصت گردان جنگ آوران — کیے مرد جنگی نے اون میں نہان

ہوئے ساربان صد یل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو
غرض اسطرح سے سوئے حصار — گیا مرد روئین تن اسفندیار

سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان
کہا جا بجا ہر گذربان کو — کہ زنہار اس سے فراحم نہو

جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — نہ ہرگز فراحم ہوئے پاسبان
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند

یہ ارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام — کہ اے شاہ نام آور و والا کرام (?)
رہ دور سے با متاع گران — مسافت کو طے کرکے آیا یہان

یہی خواہش بندۂ خاکسار — کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہان — گیا پیش ارجاسپ بازارگان

متاع گران پیشکش کی وہین — ہوا خرم و شاد سالار چین
کہا نام کیا اُسنے پاسخ دیا — کہ خراد ہے نام میرا اے شہا

یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان — تو ایران کی ہمسے خبر کر بیان
کہ کس مصلحت میں ہیں لیل و نہار — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار

یل گرگ ران نبرد آزما — سلامت ہے یا قتل اسکو کیا
دیا اوسنے پاسخ کہ اے بادشاہ — ہوئی منقضی مدت پنج ماہ

کہ ایران سے عازم ہوا میں ادھر — نہیں ہے وہاں کی مجھے کچھ خبر
ولیکن یہ تھا راہ میں اشتہار — کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار

کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر — ہنسا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار — رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار

وہ خراد رخصت ہوا بعد ازان — کیا بادشہ نے یہ سنکر حقیقت بیان (?)
کہ یان آئیو جائیو جسوقت تو — فراحم نہوویگا دربان کبھو

غرض ایک بازار میں اک مکان — لگائی دکان پر متاع گران
گئے آنے ہر جنس کے مشتری — ہوا گرم بازار سوداگری

دلاور کی دو خواہر مہروش — شہ چین کے مطبخ میں تھی آتش کش (?)
سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان — کہ آیا ہے ایران سے بازارگان

سپہ کاردان وہ شناسان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازار گان
ملے وہ وہین واقف ہوئین راز سے
لگین آپس سے کہنے کہ اے نامور
تمھاری رہائی کو مین آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہ میں ہے اب نذر کیجے ادا
کہا شہ سے جراد نے بعد ازان

یہ جراد سے آکے پرسان ہوئین
ہین واقف حال شاہ دلیران
لیا اُسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان راز خلوت ہو گر
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرون جشن ترتیب مین دو تر
غرض شہ ہو مجلس مین ذوق فزا
کہ مسکن گزین ہو جہان مکان

کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان اُنکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا میرا جہاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت ہی تنگ لے خستہ نامدار

کہ تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی پھر گھر گئین
گئین پھر وہ بیٹھین بروے عذار
طلب کرکے خلوت مین اُن سے کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اُس گھڑی کی تھی میری نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد ملی
کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امید وار

بلندی پہ ہون قلعہ کی خیمہ زن
وہان پھر سراپردہ کرکے بلند
ہوا رونق افزاے بزم طرب
شہ چین یکدست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پھر ہو کے مانند شیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
کر لیکر سواران تو پنجہ ہزار
سواران چین اور پنجہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوے
یہ کہکر گئین ہر دو لالہ عذار
خروشان ہوا جاکے مانند شیر
گئے خنجر آب گون گاہ تیغ
زن و دختر و خواہر و شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
گیا جبکہ کہرم درون حصار
دلیران توران و گردان چین
زبون آخرکار ترکان ہوے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
وہ مرد توانا و جست و دلیر
کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا
حضور اسکے حاضر جو ترکان ہوے
سران نواحی توران دیار
نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
زنان پریوار ارجاسپ شاہ
لکھا نامہ فتح گشتاسپ کو
تو بالفعل ہون وان اقامت گزین

کرون ایک ترتیب ان انجمن
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
گئے نامداران بھی ساتھ اسکے سب
ہوے مست مخمور پیکر شراب
در قلعہ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا ہین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا شترخانہ شتاب
کراب جاکے بدخواہ سے کارزار
تہین جابجا تھے درون حصار
جوانمرد رویین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوے
سو منزل گرد اسفندیار
اوٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
رہا زخم باہم کیے بیدریغ
گرفتار ساتھ اوسکے وہ [illegible]
یکایک وہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
ہوا گرم جنگ آتش اسفندیار
ہوے بسکہ وان کشتہ تیغ کین
سراسیمہ وانسے گریزان ہوے
کھڑا کیا ہوا سے کہرم نامدار
ہوے گرم پیکار مانند شیر
خوشی سے وہان اوسکو پھر سپہ دیا
تو وہ مورد لطف و احسان ہوے
ہوے آکے محکوم اسفندیار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
رکھین اپنے شکو مین باعز و جاہ
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
التصرف مین لا ملک ماچین چین

کرین روشن آتش بفرط خوشی
ہوا محفل آراے عیش و نشاط
طعام لطیف و مے و درد و جام
ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
وہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
گئیں وہ وہین پیش جوان [illegible]
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پھرا وانسے پھر وہ دلاور جوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پرجاش جو
سنی جب آواز حیران ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
در قلعہ ہوا غرق خون سربسر
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
غرض ساتھ ہوا کے گرم نبرد
پکڑکر کمربند کہرم وہین
کہ جو کوئی حاضر ہوا وان آنکر
بہت دن رہا قلعے مین نامور
ہوا اوان جو کوئی نہ فرمان پذیر
سپہ کو بعید لطف بجود و عطا
وے دختر و خواہر شاہ چین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب

شہ چین نے پروانگی اوسکو دی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کر فرسنگہا بسکا پہونچا دخان
گیا کھینچکر قتل برندہ تیغ
کہ آیا در قلعہ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب کہ لاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اوسکو شکوہ شہ کا نشان
سو خوابگاہ شہ چین گیا
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
لبسوے در قلعہ آیا دوان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
وہین جانب قرشتابان ہوا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
پڑی نعش پر نعش ادہر اودہر
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
دلاور نے ٹپکا بروے زمین
کرون اوسپہ لطف و کرم بیشتر
مسخر ہوا ملک چین سربسر
تو لیکن قتل اوسکو کیا یا اسیر
دلاور نے گنج فراوان دیا
ہر اک پور کے کی حوالے وہین
گراے نامدار ہنرد آزما
گرامے تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران و چین
دگر بار جب نامۂ پہلوان
رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار
تو لیس میں پایا تمام و کمال
بزرگان ایران سے گئے پیشوا
کیا آفرین اور کی یہ دعا
اُسے ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے
کیا کشتہ جسطرح ارجاسپ کو
گرگسارستان ہے بے اعتبار
برا ہوتا کرسی یہ اسفندیار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
جو دیکھی یہ بے مہری شہریار
کہ بیٹے کیا قتل ارجاسپ کو
اوٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کتایون نے یہ سنکے از روی پیار
مبادا کرے پھر گرفتار بند
کہ محکوم ہیں تیرے سردار فوج
کریگا تو شاہی لیس مرگ شاہ
کہا ایکدن وقت مستی مے
جو کچھ کام اس جانفشاں نے کیا
بظاہر بدگوئی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہا ہو کسطرح مرگ اسفندیار
زبردست ہے مرد اسفندیار
مرے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یہ کہکر ہوے سران سپاہ
کہا سنیے یہ رستم گرد کو
اطاعت ہے پھرا ہی سرگشتہ ایر

یہاں ہم و اندیشہ ہرگز نہ تھا
انہیں اب ہے آزردہ قید میں شاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

روانہ ہوا سوے ایران جو یار
تلے برف کے دب گیا تھا جو فوج
وہاں سے جو نزدیک ایوان گیا
کہ عالم ستاں ہے سپہ صبح و مسا
گئی آپ بھی بادشہ نے سپے
تو کہہ مجھسے تا دل مرا شاد ہو
سحر گہ مفصل کر دن آشکار
ہوا آن حضور رستم نامدار
و لیکن ہوا دل میں اندیشہ مند
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نامہ جو
کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
کتایون کہ اے سرور ارجمند
سرداری کے پھر شاہ تجھکو گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا وہ دین میں مصروف شاہ جہاں
کہایون کہ اے مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایکبار
کسیکو نہیں طاقت کارزار
کریگا اُسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اُس سے کہ اے نامدار
نگہ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب جلکے میرا مددگار ہو
یہ گفتار سے تخت سے ہر [illegible]

روان جبکہ ہو تیار وہ فوج شاہ
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی
کیا ایک ترتیب جشن نشاط
کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان
وہ بولا کہ اسدم ہے ان بیت شراب
جہاندار گشتاسپ روز دگر
مفصل کہا شہ نے ہفتخوان
نہ ہرگز دیا اُسکو وہ تاج و تخت
کتابون جو تھی مادر مہربان
گرفتار تھیں انکی ان خواہران
پر ایفا سے وعدہ میں پائی بھو
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
پدر سے کہی تا کہ یہ تاج بھی
مگر اضطراب اسکے دل میں نظیر
خوش آئی نہ یہ بات دختر شاہ کو
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
مرے حیف ایفا سے وعدہ نہو
مرے دل میں ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھو احوال اسفندیار
نظر کر سپہ گردش مہر و ماہ
جہانمیں ظفرمند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز وہ [illegible]
[illegible]

چھپے ہے شب و روز شاہ و نگاہ
پڑھا شاہ نے جب لکھا آسمان
ہوئی تھی جہاں بارش برف باد
تو وہ میں بحکم شہ نامور
بغلگیر ہوکر بصد خوشی
پیے جام مے از رہ انبساط
بیاں کر ذرا قصۂ ہفتخوان
کہوں کیا میں اے شاہ گردوں جناب
سر تخت زریں ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اُس سے وسواس سخت
حضور اُسکے جاکر یہ بولا جوان
رہا کرکے لایا میں اُنکو یہاں
تو کرجا کہ انصاف سے ہے یہ دور
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
و لے فی الحقیقت ہے تجھکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہوکے دلگیر اسفندیار
رکھا بیٹے ناموس تیرا نگاہ
نہ تونے کیا اے شہ نیکروز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یوں کہ اے شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہیں ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجھکو کلاہ شہی
ہو لیکن دختران و زنان نیز سب
سنی اتنی مدت میں میری خبر
عطا کر وہ خسرو خصم سوز

تہمتن ہی القصہ لیل و نہار
سے دل مین کینہ ہر اسبات کا
جو اُس سے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین بندے اے بادشاہ
عوض اسکے کزرم کے کتنے سے آہ
کردن قصۂ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سرما وہ باران برف
گذر تھا جہان سخت مین خان گیا
کہ یہان سے پھر لے ہمین زینہار
جو اُس نے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر مین کردن فخر شایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے چون بندگان
بڑا حیف ہے سخت ہی عار و ننگ
تصرف مین اب نصف ایران ہمین
شنا بندہ ہون پھر سو سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ فرامرز کو بھی نچھوڑ
نہین ہے جا اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اک دم مین اوسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
بہا کا نے تربیت کردہ ہے
بہت اوسنے کار نمایان کیے
زبون تر ہے نزدیک یزدان پاک
مگر تجھکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوشنما ہونیسے پیمان سست
بزرگون کی خدمت مین حاضر رہا

شناگو سے کیخسرو نامدار
نہایت تردد ہے صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سو سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھر راست ہون کے تو تن بسیر
کیے کشتہ بیٹے بفضل آلہ
وہ طغیانی و جوش دریائے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو وہ فیروز رنگ
سر خلافت کا دعوا کرین
کرین جنگ رستم سے مین بیگمان
تہمتن سے ہو بیجا اب زر نخواہ
بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہے جہان مین یل نامدار
فریرز دین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی جو سے ساتھ اوسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت غا دی شکست
کیا کشتہ اب بیٹے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو پھر ستیز
کرین گر بیان تجھ ہو بیدرنگ
بہانے کو مت کام فرما شتاب
بھلا اردم مین نے کی شاہنشہا
کیے بیٹے اب کار ہائے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
دلے سخت غم ہے کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی ہمسے کی اختیار
ترے آگے اسطرح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نرکھو بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم ہندوستان کی آیے بیلتن
جو بچکے کرے آگے میدان جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے روئے تخت
مخالف ترا تھا اگر پور زال
تجھے بھیجا ہی سو سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان
نہ لا درمیان عذر نامور

تجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آ کے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اوسے کر کے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہائے دمان
تو کھینچا اوسے بھی تہ تیغ تیز
روان مثل دریا دل خارہ سنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
ملائے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاوس و خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لانے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم و زال زر
کر دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بد دل ہوا سرور نیکبخت
تصرف مین لا ملک و زر مال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہان مین ہو تیرا نام
تو ہے شیر کش گردہ ہے شیر مرد
کہ ہوئین نہ زنہار پیمان شکن
کرو نہین زبون اوسکو تم بیدرنگ
رہا یان شب و روز خدمتگزار
تہمتن نکرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو اوسکا دو سال
مرے حق مین ہے بدسگالی نہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمنا ہے اورنگ و افسر ہے گر

رہ سیستان سے بفوج گران　　اگر تیار رستم کو کر جاکے وان
کہ ہمت ہو اور انکو پھر زینهار　　نہ کچھ کرسکے سرکشی اختیار
یہ مقصد ہی پیرا کہ ہو یا نسبہ دور　　رہے پہ بہمن نہ زنہار تیرے حضور
یہ کہکر جوان ہنگے چین بہ جبین　　شتابان ہوا اوسکو خانہ وزین
خبر لا کہ اوسکا ارادہ ہے کیا　　یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھ سے بتا　　خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
وہ بولا کہ بہتر لیکن ای شاہ　　سوے سیستان ہے جلوانہ نگاہ
کہ یا ایسا ہی ہو رویین تن اسفندیار　　کہ جنگ بل رستم نامدار
کتابون سے بولا شہ نامجو　　کہ اسفندیار جوان گرد کو
رضامند ہی گرچہ وہ نامور　　ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کتابون ہوئی سنکے اندوہگین　　جوان سے کہا جاکے اوسنے وہین
نہ جا اوسطرف ہرگز اے ہوشمند　　ذرا گوش جان سے تو سن میرا پند
ملے قصد پیکار اوس سے نہ تھا　　کہ ہی وہ نکو خواہ سرکار کا
پذیرا کہیگی اسی بات کو　　اگر ہو اقرار انکار ہو

پیادہ وہ اوسے لایہان کرکے بند　　پڑی ہے گردن مین اوسکی کمند
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان　　بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے　　جہان میں ہے بس ایک گوشہ تجھے
لگا کہنے جاماسپ سے شہریار　　کہ جا نزد تو پیش اسفندیار
ہوا جاکے جب اوس سے پرسان حال　　وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
بجا لا شتابی سے حکم پدر　　نہ سر پھیر زنہار اے نامور
حضور شہنشاہ کشورستان　　کیا جاکے جاماسپ نے یہ بیان
ہوا شادمان شاہ گردون جناب　　گیا پھر وہ پیش کتابون شتاب
کردن ہے بہمن رخصت سوے سیستان　　پے جنگ رستم بفوج گران
کہ رستم کو جب لا کے کرکے اسیر　　تو بخشونگا پھر دو مین تاج و سریر
زبردست ہے رستم نامدار　　مگر قصد نہ ہو اوس سے تو زینهار
کتابون سے بولا یہ اسفندیار　　کہ رستم سے ڈرتا ہوں میں زینهار
کہ وان کیا کہ اب یون ہے فرمان شاہ　　کہ ہو ان رستم گرد سے کینہ خواہ
تو پھر مردمی سے نہایت ہے دور　　بجا لاؤں ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار بطرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال وجواب

سحرگاہ اسفندیار جوان　　ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان
وہ اشتر سروان تھا جو پیش قطار　　گیا پیچھے وان اور پھر زینهار
لگے کہنے مردم ہوئی فال بد　　ہیبا دا کہ پیش آوے کچھ حال بد
وہ بولا یہ موقع رہا اور ہی سا　　ولیکن جہاندار کشور کشا
گیا متصل سیستان کے وہ جب　　روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب
تو پھر زال نے با فراوان سرور　　ادب سے جھکا پاسر اوسکے حضور
کیا ہے طلب رستم گرد کو　　یہ بہمن سے سنکر بل نامجو
وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان　　رہا ہے کمر بستہ پیش کیان
اوسے شش گشتاسپ لا اپنے گھر　　تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر
وہ پہنچے کنارے پہ دریا کے جب　　لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
یہ کہکر گیا بہمن نامدار　　کہا جاکے یون پیش اسفندیار
خبر سنکے آئنگی تیری یہان　　مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان
او تر رخش سے رستم پہلوان　　جھکا کر سر عجز خوان بندگان

زباشاہ نے لشکر و گنج و زر　　ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
نہ وانسے اوٹھا اوشتر طلا و زری تب　　گیا قتل اوسکو زروی غضب
تھا سب یہی ہی کہ اب ایک بار　　سوے خانہ پھر چلیے اے نامدار
کہیگا کہ لایا ہے بہانہ جوان　　یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
کہ لے آوے یان رستم گرد کو　　گیا جبکہ وان بہمن نامجو
لگا کہنے یون بہمن نامدار　　کہ آیا ہے رویین تن اسفندیار
گیا پیش رستم کہا ماجرا　　لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
تو جا شوق سے پیش اسفندیار　　بجا لاکے رسم وره انکسار
گیا جبکہ یہ زال زر نے بیان　　گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
توقف کنان ہو تو آ نامور　　کردن باپ سے اپنے جاکر خبر
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے　　مروت میں اور خلق میں فرد ہے
گیا پھر سپہدار اسفندیار　　جریدہ سوے رستم نامدار
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا　　پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

گرامی وارث تخت و تاج کیان
وہ ہی نیک طالع جو تیرے حضور
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
سزاوار تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
وہین رستم گرز کو لے گیا
بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر
نہ اکدم رہے شہ گرفتار بند
کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
بسان شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تھا ان شہریار
اگر پھر گئے فرمان سے پھر جائے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
کہا اے سپہدار آفاق گیر
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
کہا زال نے یون کہ اے نامدار
بہت سے سپہدار عالی گہر
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
مرے ساتھ پیش شہ ارجمند
کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
جہان مین سرافراز گردان ہو تمکین
مروت سے کرتا ہون اب انکسار
یہ چاہا نہ بردی غضب بیدریغ

بسر بر فرازان گیتی ستان
پرستش کنان ہو بفر سرور
طرح مہر کے عالم افروز ہو
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
جہان مین تو اوسکا ہو تو با تمکین
تو رونق فزا جبکہ ہو میرے گھر
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
کہ وان لیچلون تجھکو پابند کر
نہ پہونچا وے ہرگز تجھکو گزند
تو بس ہو کے رخصت تو جا اپنے گھر
مرے گھر تو مہمان ذرا جبکہ ہو
بطور دگر اے ستودہ شعار
سر جنگ از رہ کین آئے تو
تو کیا قدر باؤن حضور پدر
کرے گی اور دے مجھکو صہبائے ناب
کہون زال سے جاکے احوال سب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر
کہ پھر آویگا رستم نامدار
نہ ساتھ اوسکے ہو زر جز تو زنہار
گیا سوچ مین سرور ارجمند
ملکزادہ اپنا ہی اسفندیار
شتابان ہوا گردر و زدگر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا
نگہدار شاہان ایران ہو تمکین
نہین ورنہ تجھسے خطر زینہار
تہمتن یہ کہکے رہا نہ خم تیغ

بسر تیرے قد پہ زیبا قبا ہے سہی
گرستہ کشتی تجھے جو شور بخت
یہ آئین و رسم وداد دیکھکر
لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
قوی اوسکی ہیبت نیل و نہار
پذیرانہ اوسنے کیا زینہار
یہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
پہ پہنچکر حضور شہ کامگار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
نہ لایا زبان پر یل پیلتن
جو کچھ مجھسے فرماوے تو بعد ازان
ولیکن مین آیا بعزم دگر
تو مین کسطرح کہا کہ نان و نمک
وہ بولا کہ رفتار مین بھی یہان
طلب کرکے پھر جام مینا دہین
جو کچھ مصلحت دیکھے تجھے زال زر
سو خانہ رستم جو رخصت ہوا
نہایت زبون گشت بیجا کیا
لگا کہنے پشوتن کہ اے شیر گیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
گیا رستم گرد جب اپنے گھر
ہر اوسکی خدمت مین پھر چار پہر
اوسے لیگیا آکے اسفندیار
گیا اوسنے آنکار اور یون کہا
کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم
کئے جسنے کار نمایان مدام
کیا دشمنون سے جہان غم پاک
یل پیلتن سے یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور رہا

تیرے سر پہ شایان کلاہ مہی
شتابی گرفتار خواری ہے سخت
ہوا شادمان سرور نامور
کہ اے نامور گرد زور آزما
تو وہ ہے کہ اوس سے کچھ غم روزگار
مرے اپنے لشکر مین اسفندیار
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
کرو نہین رہا تجھکو اے نامدار
کیا پھر سپہدار نے یہ بیان
کہ یکبار اے سرور انجمن
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان
بھلا کیونکہ مہمان ہون آکے ترے گھر
کرون تجھے بیکار زیر فلک
نکھونگا اب اے سپہدار نام
کئے نوش باہم کئی ساتگین
گزارش کرو نہین بیان آنکہ
تو پشوتن نے اندیشہ اوس دم کیا
کہ دشمن کو یون جانے دیا
زبردست ہے وہ سوار دلیر
بنو ہے دگر دور دوار ہو
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر
نہ وسواس دل مین ذرا لائے کر
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کہ اے پہلوان تو بھی باتیں بنا
تو رکھ مجھکو مصروف لطف و کرم
کئے پست گردان توران تمام
کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ ہنسکر تہمتن سے کہنے لگا

مشقت بہت تونے کی پیشتر
سو راست بیٹھے ہین پیوستہ ہم
سنا مینے اے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان مین
جو پایا کہ وہ بد شکل دیکھا اوسے
وہ مردار رکھا کہ ہوا جب کلان
بزرگونکی میری جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہی یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف ترے سر بسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری مان بھی تھی دختِ مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرانہ زنہار مینے کیے
دلیری پہ اپنی نہ مغرور رہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھوڑایا شہنشاہ کاوس کو
کئی بار دی مینے اوسکو شکست
نکر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ جا ہے تھا اوسدم کران بید رنج
ستم گر روا رکھیے مہمان پر
فلک رتبہ ہے گرچہ تو لیک ہی
تو کرتا رہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
مرادان نہ کوئی مددگار تھا
ترے ساتھ ہوتے اگر دہ ہزار
کرون کیا مین اپنی زبانسی بیان

پس آرام سے بیٹھ ہی لو تن کر
یہ کہکر گیا بیٹھ بیرنج و غم
کہ ہی نسل سے دیو کے زال زر
وہین چھوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بھی رکھا یا اوسے
جب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبۂ سروری
زبا پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے لب بستہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوونکو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم مین جنکا غلو
یل گیو گستہم اور طوس کو
کیا پیش اوسکا نہ کچھ زور دست
نکھو رائگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہی دور تر
پرستندہ بادشاہان کے
شہی مینے کی بلکہ پیغمبری
کیا مینے گردن فرازونکو پست
کہان اسقدر تھا ترا ہفتخوان
فقط رخش و گرز گرانبار تھا
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہی اس حقیقت سے واقف جہان

کہا پھر سوے دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین پر جبین
سیہ چردہ و چہرہ موی سفید
کہ کھا جائین اوسکو کہین جانور
وہین پاس بچونکے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا تھا
تو پیدا ہوا زال ہی لیک ازان
کہ حرف پراگندہ و نا سزا
تو ہی طفل بے عقل نادان ابھی
کہ ہی پشت سے سام کی گر زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اوسکا تخم پدر
یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج شہی
وگرنہ یہ بخشی تھین کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہین
شکستہ کیا مینے وہ ہفتخوان
ملا کے وہ دم مین تہ خون و خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا مینے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ بولا کہ مینے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران ہے تا روم و توران و چین
لبسان قزر رو بکین آ نامدار
وہ بولا سو ہفتخوان دہ ہزار
وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اونکے ہوتی تجھے تاب جنگ
کہ کیخسرو عدل گستر نے جب

یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
جفا ہو کے رستم سے بولا وہین
ہوا دیکھکر سام اوسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
اوسے لاجرم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہی اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پہ نہ لا
نہین تجکو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ ہین یعنی یکجدی تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و گردی ہین ہمسر نہین
نگندر سے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نتھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب سنکے اس بات کو
یہ گرد آپ سے یعنے آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہی گرم
تو حاصل ہوا تجکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نتھا حصن مازندران استوار
گئے تم ترے ساتھ جنگی سوار
کہ مینے کیے کشتہ تنہا وہان
اگر زندہ ہوتا تو لیس بیدرنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج سب

دلیرانہ ہرگز رضا مند ستھے
وہاں بیٹھے معقول سبکو کیے
تو ست ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسیکا نہیں
کسی سے سنے بیٹھے ابتک نہیں
سخنہائے دشوار کہکر اوٹھا
ہری کرکے دلجوئی انجام کار
سپہدار نے سن دیا یہ جواب
مجھے جسقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیروے اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
ہوا زور معلوم تیرا اب مجھے
کہوں کچ نشہ سے یہ ہی بخط
تو ہی گرچہ زور آور و شیر مرد
تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کروں تخت زرکار پر جلوہ گر
چلوں پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
طلب کرکے خوان جبکہ آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہیں
ہوے دام حیرت میں مردم اسیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہیں اونسے ذرا
چلوں میں ترے ساتھ بے بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کسلیے کام ایسا کروں
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھ نہیں خوف ننگ
سمجھ دل میں اے فرخ اسفندیار

بزرگان ایران نہ خرسند تھے
نہ زنہار پر خاش ہونے دیا
مگر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روے کین
قیامت ہو گر ہوں میں چین بر جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فزونتر کیا شہ نے پیرا وقار
کہ اے رستم اتنا نہ کھا پیچ تاب
کسے تھا کہاں شاہ کاؤس سے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یہاں
پکڑ لاؤں کل ایکدم میں تجھے
کروں میں تجھے بند سے پھر رہا
دلے مجھسے ہرگز نہو ہمنبرد
کہ آؤں جو میدان میں ہوکر سوار
رکھوں میں ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤں تجھے تخت تاج و کلاہ
کہا نتک یہ گفتار اے پہلوان
تو رستم نے ایکدم میں خالی کیا
رکھا لاکے تاس کلان پھر یہیں
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جا نیز تری کچھ نہ آوے گزند
بہم ملکے اب تو نہیں کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
پذیرا میں کرتا برائے تا مجھو
کہ اس دہر میں جیتے بدنام ہوں
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے با کارزار

یہی تھی تمنائے خرد و کلان
ہوے جبکہ ہم یاور ای نامدار
کرے بند مجھکو یہ چاہے ہے تو
ہوا کو دکی سے میں دنیا میں پیر
ہوا تند میں پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس میں کوئی کرے مجھکو بند
غرض ساتھ میرے نہ کینہ جو
نہوا ب ثناخوان کاؤس شاہ
یہ کہکر وہیں ہو خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سے مرے لاکہوں نوش کر
سو شاہ لیجاؤں میں کرکے بند
مری مردمی تجھکو معلوم ہو
کہاں تونے دیکھی دلیروں کی جنگ
تو بس پشت زیں سے اٹھاؤں تجھے
رکھوں پیشکش گنج تیری حضور
جو میں گرد ہوں اور تو شہریار
کچھ اب کھائیے تا کہ آویں حواس
پلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمیں شراب ایکمن
لگا کہنے یہ سرور نامجو
جو گر نہ ہو آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگرنہ کرے دن صبحدم آکے جنگ
یہ فرمائیگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہیں جنگ سے تیری مجھکو خطر
جو میں نے کیے گشتہ ہنگام کین
کہ ہو گشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سال خوردہ تب گشتاسب شاہ

فریبرز ہو پادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہائے نا دلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہاں تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی مگر تجھسے تو
ہرے زور و سر پنجہ پر کر نگاہ
نشر دہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کروں تجھسے اب
شتابان ہے پھر شوق سے اپنی گھر
نہ پہونچاؤں جا نیز تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچے تجھے باد گرز و خدنگ
سو زال زر وہیں لاؤں سبھی تجھے
بجا لاؤں خدمت بطرز سرور
نہ دنیا میں کوئی رہی تاجدار
کہ اب رو فر سے یعنی گند رہی دو پاس
تو دیتا تھا رستم یہ اوسدم جواب
پیا پے لگا پینے وہ پیل تن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو میرے گھر
نہ لاؤں تری جنگ میں کچھ درنگ
نہ پا بند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر
تو زنہار اونکے برابر نہیں
تو ہو پیش شاہان ممتاز در رو
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور
شہ کارفرما جوانی کو تو
وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
پسر کو برادر کو اور باپ کو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
یہ کہکر سو خانہ رستم گیا
کہے زال سے پھر سخنہاے پند
نہیں صبر کی تاب اب زینہار
کیے کیسلیے تونے دیدہ پر آب
جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
زبون جسکے آگے ہے فغفور چین
یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرد

تجھے کیا اونے بھیجا ادھر
اگر پہلوانی مرے روبرو
نظر میں ہے میرے فراز و نشیب
تو آپکے میدان میں اکینہ جو
نہیں چارہ گر آئی تیری قضا
حضور پدر یون گزارش کیا
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کروں ننگ ساتھ اُسکے اے نامدار
دیا زال زر نے اُسے یہ جواب
تو ہو نام بد پیش اہل جہان
کہ جیتا پکڑ لاؤن پیش حضور
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
جہان میں کوئی اُسکا ہمسر نہیں

کہ تو کشتہ ہو دم میں میرے ہات سے
گزند اپنی جانپر تو مت کہہ روا
حضور پدر پہلوان باندھکر
کہ آنکھوں سے دیکھیں ترا حال زار
بوقت وغا آئیگا یہ نظر
کہ ہے بر سر کینہ اسفندیار
کہ نالائق بہخت کہکر مجھے
یہ سنکر کیا چشم کو اُسنے تر
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
رکھیں پھر کیاں ہمسے کینہ سدا
کرون پیشکش اُسکے پھر گنج زر
وہ اسفندیار جہان پہلوان
تو کہتا ہے میدان میں جانثار ہیں

نہیں آگہی تجھکو اس بات سے
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا
کروں یا تجھے قتل وقت سحر
کریں غمسے ماتم وہ لیل ونہار
کہ ہون نوحہ گر اسکے پور و پدر
نہیں اور چارہ بجز کارزار
کہا بچہ دیو اد سنے تجھے
لگا پوچھنے تب یل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
دلیر جہانگیر و کشور ستان
اُسے پشت زین سے اٹھا لاؤن میں
سمجھ دل میں اپنے تو اے سال خوردہ
تو پھر زال نے اوسکی باندھی گرہ
تغافل کو وان راہ مت دیجیو
سوا تیر سے کون اسکا ابیار ہے
روانہ ہوا سو سے اسفندیار

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
زوارہ سے بولا یل نامور
یہ تسوین نے جانا اوسے دیکھکر
سو شہ بصد گونہ لطف و عطا
کہا اُسنے تجھکو ہے عزم ستیز
ہوا اسکے پُر درد دل مرد کا
مرے ساتھ گر تجھکو ہے عزم جنگ
تجھے بھی ہے اب لازم اے شیر مرد
نہ لا دیکھنا جبکہ ہے وقت تنگ
دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
بہت ہیں سواران ایران یار
کہ جو ہر بہو بر اکینہ کا آشکار
دو دیکھو نہ آوے کوئی زینہار

سپلے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ سے یون زال زر نے کہا
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
تو لیجا تہمتن کو بے بند پا
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ
کہ جاؤنیں تنہا برابے نبرد
کروں نہیں اشارہ تو پھر بیدرنگ
گیا جانب رستم اسفندیار
ولے چاہتا ہوں نہیں یون یکبار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار

تہمتن نے جسدم کہ پہنی زرہ
کہ ہر وقت تو یاور ہی کیجیو
کہ یارب تو اوسکا مددگار ہے
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد
دو مرد دلاور جو ہون زرمجو
تہمتن نے پھر اس جوانمرد کو
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
مددمیری گر تم کیجیو آن کر
تہمتن نے اُس سے کیا یہ بیان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کہ ہوں کشتہ کیوں لشکر ہر دو سو
ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان

کہ رستم سے کر صلح اے نامدار
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو
یہ بھیجا پیام اے یل نامجو
کہ تنہا ہے اب رستم نامدار
کہ رستم سے میں جا ہوں رزمخواہ
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر
کہ کمتر ہی میری سپہ اے جوان
کریں جنگ گردانہ بے رنج و غم
فقط ہو وین ہم تم بہم رزمجو
ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان

شکستہ ہوئے نیزے پھر بید ریغ
لیا پھر دلیروں نے گرز گران
بکار کرد وال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوئے
جدا ہو کے دونوں نے پھر دم لیا
لشکر دلیران ایران گیا
یہ سنکر وہین پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اُس سے ہوا گرم جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم ہر اک زخم تیغ
ہوے رزمجو شل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان گردان ہوئے
نہ کچھ زور دان پیش ہرگز گیا
وہان جا کے کہنے لگا ناسزا
جوانمرد نوشادر نامدار
وہ مجھسے کرے آنکر کارزار
ملے خاک و خون مین ملا بدرنگ
کروں غرق خون ایکدم مین تجھے

شکستہ ہوئین تیغ بھی سربسر
گئے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رہ کمین سے
زرہ پارہ اور چاک بر گستوان
زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ نہ صبر
کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
بے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہین گرد ایوام زور آزما
زوارہ پھر اتنے مین آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالائے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کار گر
رہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوئے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو
بطرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان مین کر کے فغان
ہوا کشتہ او شادر ناموَر

جوانمرد مہر نوش پہلوان
فرامرز اوسکے مقابل ہوا
وہین پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تیرے ہوے کشتہ اب
نبرد یک نام آوران زمین
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جسنے اب جنگ مین آنکا بہ
اوٹھین شوق سے قتل کر نوجوان
یہ کہکر ہوئے پھر وہ مشغول جنگ
سوئے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو اوس رخش پر
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند
لبو سے بلندی گیا نامدار
جہان مین سے سرزور کا تھا خدیو
ترازو ر بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ جاہے تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین
کہ احوال معلوم ہے سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہے گر تن سے خون
غرض رزمگہ سے وہ جنگ آوران
گیا انکے تابوت کو پھر روان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
سرشت اوسکی ہے آہن و سنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ ایوانمین نزدیک زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
گیا بستہ زخمونکو مرہم لگا

دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز نے قتل اوسکو کیا
کیا جاکے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار سنکر ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہے پیمان شکن
نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کرون اوسکو قتل اور اسپر خراب
کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
کہ آئے پیاپے سو پہلوان
سوار دلاور تب آیا اوتر
گیا دو ہین پیش یل ارجمند
لگا کہنے تب رستم سے اسفندیار
تری تیغ بران سے کانپتا تھا دیو
کہان ہے ترا اب وہ گرز گران
گیا پھر جنگ آزمائی دلیر
زوارہ ہے بیہودہ ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ دست برد اہرمنا
سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
ہوئی شام کو سوے خانہ روان
سوئے شاہ گشتاسپ کیوان نشان
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
مجھے اوسکی اندیشہ ہے جنگ سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہے زندہ گر ہے غضب
اور اوسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال
ہمارے نصیبون مین تھا یہ ستم
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کر کے شبدیز کو بیدرنگ
نہ کشتہ ہوے صرف دو نامدار
کہ لشکر نے زابل کے پیچ و تاب
تہمتن سے بولا کہ اے پرنشان
ہوا اسکے غمگین و شرمندہ سخت
پے جنگ بیٹے نہین کچھ کہا
برادر کو اور پور کو باندھکر
وہ بولا الفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اوس سے مجروح و ریش و فگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
جو دیکھا کہ بس خستہ ہے پہلوان
کہا افسوس اے گرد جنگ آزما
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار
کہ اتنے مین رستم نے اس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے اب
اگر اب بھی راضی ہو تو بندپر
ہوا روز آخر اب اے نامور
ہوا غم سے بیٹونکے اسفندیار
لکھا یون کہ اے خسرو پاکدین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
بہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سے اوسکو آخر زبون
ادھر تھا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہے سرتاپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کہ رزم مین تن اسفندیار دلیر

تہتا بان ہوا سوے میدان جنگ
ہوے قتل ایرانیان بیشمار
کیا آکے ایرانیان کو ہلاک
یقین ہے یہ آئین گردکشان
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
نہین بہر پرخاش میری رضا
ہلاکے کرون تیر سے اے نامور
کرونگا عوض انکے تجھکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
تن رخش زہم دلاور سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان
بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
زبون ہوکے میدان سے تو ہٹ گیا
کہان ہے ترا تیر پہلو گزار
کیا رستم نامور کو سوار
ترے ساتھ کرتا ہو یہین کارزار
زوارہ سے مست ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا سپہدار تب
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کرون جنگ پھر تجھسے وقت سحر
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجھکو چارہ نہین
کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا بیٹے اوسپر گئے ایجوان
ہوا جوشن کا ابد غرق خون
ادھر پہلوان رستم نامدار
جراحت پہ اوسکے تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہین جسکے ضیغم شیر

توی بازو و بخت ہی زور مند — تنومند مانند نخل بلند
مری تیغ بران تھی خارا شگاف — سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف

مرا تیر سندان سے کرتا گذر — نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے — نکچھ زور بازو گیا پیش ہاے

اگر زور کرتا مین کہسار پر — تو بر کندہ کرتا اوسے آپ در
پکڑ کر کمر بند اسفندیار — کیا زور ہرچند پر زینہار

نہ وہ جنگجو پشت زین سے ہلا — کہون کیا کہ اس قوت و زور کا
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار — کہین مینے دیکھا نہین زینہار

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام — وگرنہ مرا کام کرتا تمام
بس اب تاب پیکار مجھکو نہین — نکل جاؤن ناچار یا سوے کہین

کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان — کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن — کہ گر تو نکلجاے اسے پیلتن

تو پھر آکے ایوان مین اسفندیار — کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار
کہون کیا کہ ہی اندہون سے غور — یل نامور بہ زورے پیل زور

جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد — تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
نہین اسقدر فرصت آئے اب — کہ اوس پہلوان کو کرون یان طلب

بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو — ترے واسطے اوس سے ہو چارہ جو
کیا اوسنے وعدہ یہ مجھسے کہ ہان — جب پیش آوے مشکل کوئی ناگہان

تو پر کو مرے تو جلانا ضرور — کہ فی الفور پہونچونگا پیش حضور
بلندی پہ کر آتش افروختہ — جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ

تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر — گذارش کیا یون کہ ای زال پر
مجھے کسلیے اب کیا تونے یاد — وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد

ستمگار کمبخت اسفندیار — ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
نیاز اوس سے ہمنے کیا بیشتر — نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور

ہوے گرم پیکار انجام کار — بہم رستم گرد و اسفندیار
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش — بلا وقت پیری پہ آئی ہی پیش

یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر — کرون چارہ اسکا مین اب زود تر
طلب رخش و رستم کو کرکے وہان — جو دیکھا تو ہی خون بدن سے روان

پیا خون کو اور ملے اپنے پر — ہوے زخم اچھے وہین سربسر
ہوا رستم و رخش پھر تندرست — توانا و زور آور و چاق چست

لگا کہنے سیمرغ سے نامجو — کہ اے شاہ مرغان مددگار ہو
یقین ہی اگر تو مرا ہووے یار — تو ہووے زبون گرد اسفندیار

وہ بولا کہ ہی وہ یل ارجمند — توانا و گردنکش و زورمند
مجھے اور سب کو ہی یہ قدرت کہان — کہ ہون ساتھ اوسکے ستیزہ کنان

سوے ہفت خوان یہ جوان جب گیا — مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
مقابل جو ساتھ اوسکے آکر ہوا — تو سیمرغ ہرگز نہ جان بر ہوا

تو گر اوس جوان سے رہی دور تر — تو بہتر ہی اے رستم نامور
یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان — کہا یون کہ گر رستم پہلوان

کہین دور جاوے تو اسفندیار — کریگا ہمین باندھکر سخت خوار
تبا کوئی تدبیر بہر خدا — تو دام غم و رنج سے کر رہا

وہ بولا کہ اے رستم نامدار — مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم — لگے اک نیستان مین دونون ہم

غرض نخل گز اک نیستان مین تھا — تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر — اسے راست کر رکھکے تو آگ پر

بنا اسکا تو اک دوشاخہ خدنگ — سحر جا کے میدان مین ہو گرم جنگ
پھر اوس تیر کو اے یل نامدار — رہا کر سوے چشم اسفندیار

کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو — وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو
نہیں خوب ہی قتل اسفندیار — خرابی ہی قاتل کی انجام کار

ولے کور کرنیسے اوسکے ضرر — نہ پہونچے ذرا تو سے کور کر
یہ خاصیت اوس چوب کی ہی کہ ہان — تمنا ہو ناوک فگن کی جہان

وہان تیر پہنچے بحکم خدا — یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
پھر آئے وہ دونون جہان بیٹھا تھا زال — ہوا زال مسرور و شادان کمال

وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان — گیا سیستان سے سوے آشیان
جوانمرد رستم نے پھر بیدرنگ — مرتب کیا اک دوشاخہ خدنگ

لگائے دو پیکان زہر آبدار — ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب — حریف جفا کیش تھا گرم خواب

کہ میدان مین آیا سوار دلیر — یل نامور رستم شیر گیر
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان — کہ ای مرد اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
مرے دل میں تھا وقت شب یہ گمان
نہ مادے کہ احوال اُسکا ہے کیا
بسوے تہمتن پشوتن گیا
سوا اُسکے اک زخم کاری تھا
دلیری سے اسکی مجھے ہے خطر
خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
نہیں زخم کا اب اثر زینہار
تجھے آج خستہ کرون اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کہ ہمت نہ رہ مجھ ہو سر صلح آ
قسم ہے نہ پھر عار ہرگز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی خوب ہے
مرے قید کرنیسے اب درگزر
تجھے پیشکش دون زر و نیاز
خدا کے بھی فرمان ہے حکم شاہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے اوس دم یہ مانگی دعا
پدر پہ ایسا کرتا نہیں [illegible] یار
عقوبت نہ کر پھر تو جو پیدا
رکھا مرد نے سر کو زین پر گوان
ولیکن نہ ہرگز کرا اے جوان
یہ دیکھا تو تسوین و عرض ہے
کیا چارہ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر سے یہ کام
کہ دنیا میں خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہے زبان یار ہو
ہے خونریز دیگر [illegible] اسفندیار

اگر آیا پھر اب رستم جنگجو
کہ پایا نہ ہوگا یہ پہلوان
مگر اوس نے زخمون کو بستہ کیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا
پشوتن اُسے جا کے جوان سے کہ
مناسب ہے اب یون کہ اے نامور
گیا وہ جو میدان میں ہو کے سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار
کہ ہو تو بہ گرزال نہ زر دیکھکر
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
ترے ساتھ پیش شہنشہ چلون
اگر زندگی تجھکو منظور ہے
بخوشی پاسکے تو مجھے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
نہ مرے جان تا ہے تاج و سریر
یہ کہکر وہیں لیکے تیر و کمان
اگر کرتا ہے میں عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
نہ کر مجھے ثابت گناہ و خطا
سو اوس کی آنکھ پر تھی جو [illegible]
ہوا ہے نہ زنہار زال گمان
ہوئے سخت غمناک اندوہگین
ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار
ہوئے سب کے [illegible] شاد [illegible] تمام
نہ [illegible] زینہار
[illegible]
گیا زال [illegible] رستم نامدار

اوٹھا شنکے آواز اسفندیار
کہون کیا میں کاری تھا زخم تیر
مری زندگی ہے یا ہے خرش دگر
رکھون ہوں میں وہ دارو کے جانوا
کہ دیر و زر سے چاق ہے پہلوان
تو پرخاش کو دلسے کر اپنے دور
تہمتن نے بولا کہ اے پہلوان
کیا اوس نے جادو وہ پھر تندرست
وہ بولا کہ جبین رکھ یہ ہوس
کہ زندگانی تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چلکے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
ذرے بہا تاج گوہر نگار
کہا اوس نے بیہودہ گوئی نکر
تجھے لیچلون دست پابند کر
ہوا رخصت سرور کینہ جو
کیا سوئے رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج گنج و کنیز
تو یاور ہو میرا کہ ہون بہرہ مند
یہ کہکر کیا تیر گز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کھا کے ہوا اور ومند
کیا اپنی آنکھون کو غمسے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
وہ لے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہی خطر اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا
ہیں سب دونون جاکر وہان زخم

پشوتن سے بولا کہ اے نامدار
تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر
کہ ہے زخم کی پل میں ہو چارہ ساز
ہوا تھا تو کل خستہ لیے ناتوان
تہمتن کے ساتھ آشتی ہے ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان
کہ آیا تو میدان میں پھر چاق و چست
اوٹھا یہ خیال اپنے دلسے تو بس
گزارش یہ کرتا ہون میں بار بار
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان مہ طلعت و گلعذار
نہیں چاہیے مجھکو یہ گنج و زر
کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر
کہا یون نکر اور کچھ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپذیر
تو خوشی سے میں دیتا ہون سر کا یہ تیر
مخالف کی آنکھیں نشان خدنگ
سر چشم اسفندیار جوان
صد شست کھاتے ہیں خدنگ
رکھا زین پہ سر تو نے اے ارجمند
اُسے لیگئے سوے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اختر شناسون نے دی ہے خبر
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے
کیا جو کچھ اوس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہیں کچھ تمھارا گناہ

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
رکھوں اسکے تارک پہ تاج و کلاہ
روانہ ہو تو سوئے گشتاسپ شاہ
ہوئی بارے اب تیری حاصل مراد
مری جان سے کیونکر کرے تو عتبہ
کہا پھر وہیں کھینچکر سرد دم
لگے رونے تسوین و بہمن وہان
ادھر آکے بہمن کو لے اپنے گھر
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یہان
جو تسوین حضور رستم نامدار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر
خجالت سے تھا بادشہ سرفرد
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو
بہت اوسکو دیتا تھا پند گہر
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
جو کچھ حکم ہو مجھکو لاؤن بجا
کہ یہ ماجرا اک مفصل بیان
اوسے پند کی بیٹے بھی چند بار
اجل نے اوسے تخت خالی کیا
یہان آپکے جیب کر دہمین طلب
ہوا دیکھکر شاد فرمان روا

مٹے کیونکر وہ جو جبین کا لکھا
بنا ہم دولت اوسے سربسر
گردن شہ ادہیر بہ گشتاسپ شاہ
یہ کہہ جا کے اے خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
کہ گشتاسپ مجھکو ہوا خاستم
ہوئے رستم و زال گرم فغان
یل نامور رستم و زال زر
دل اسکا ہوا دیکھ کینہ سے پر
کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگمان
گیا لیکے تابوت اسفندیار
کشندہ ہے تو پور کا اے پدر
کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
کہ ہون جیتا اے شہ نامجو
یہ کہتا تھا ہر دم گرانے زامور
ہوا وہ جو ہوتا تھا انجام کار
کہ ہون بندہ شاہ کشور کشا
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
روان کر تو بہمن کو بالعجل اب
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا

مرا پوتا ہے بہمن نوجوان
تہمتن نے وہین پذیرا کیا
یہ تسوین سے بولا پھر اسفندیار
مجھے تو نے بھیجا پے قتل یان
و لیکن بروز جزا بیگمان
نہین فائدہ گریہ سے زینہار
گیا طائر جان نے پرواز بھر
ادھر لیکے تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
برادر بھی اسکے ہو مقتل مرد
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ کا گندان
روا رکھکے جان پسر پر ستم
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
حضور سپہدار اسفندیار
چلون پیش سلطان کشور کشا
کیا تربیت پور کو اسکے اب
جو نامہ پڑھا شاہ نے سربسر
تہمتن ہوا اس امر مین بخطا
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز
کر رکھ جمع خاطر تو اے نامدار
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار
یہ قصہ تو مین کرچکا اب بیان

اسے اب تو اسے رستم پہلوان
زروئی نشاط و مسرت کہا
کہ گھر کیکمن کا ہون نمکخوار
ہوئی تیری دولت سے برباد جان
کہے داوری داور دادران
قضا پر کسیکا نہیں اختیار
ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
وہ تسوین گیا سوئے ایران دیار
یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
عجب کیا جو پہنچے ہے ہم ہنر
کہ لا دین وصیت یہ کیونکر بجا
لگین کہنے رو رو کے یون خواہران
عجب شاہ ہے یہ پھر تجھکو اندوہ و غم
کیا نفس کو دفن انجام کار
کیا سینے چون بندگان انکسار
نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
ہنر اور آداب سکھلائے سب
تو تسوین سے کہنے لگا تاجور
درست و بجا ہے جو اوسنے لکھا
لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
نہین تیری تقصیر کچھ زینہار
روانہ کیا سوئے ایران دیار
شغاد لعین کی لکھون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

سنے ہین یہ فردوسی نیکنہاد
اوسے قصۂ خسروان یاد تھا
کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا

کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
کہا اونسے مجھسے یہی ماجرا
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا

یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ
کہ رستم ہے اسفندیار جوان
پھر اوس قصہ کو نظم میں نے کیا
رکھا زال نے نام اوسکا شغاد

کہ سام و نریمان تھے پیر بزرگ
ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان
غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
منجم یہ بولا کہ اے خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
بدی اسکی طینت سے ہو دور تر
وہان ایک جو تھا شاہ نیکو سیر
اوسے ایک تھی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت پہ میری نکی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا
کرون جاکے رستم سے تیر اگلا
وہان ہوئے کھلے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل ہو وہ شور بخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے ہی یہی رستم شیرزاد
برادر جو تیرے ہین دارا حشم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا
چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
سو شہر کابل شتابان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
سر رحم آیا پیل نامدار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو جب گیا رستم نامور
نئی ہانک کی وان جو کچھ باگ کی بو
ہوا گرم پھر رخش چون تیز تند
دو بار اک آیا جو پھر یاد پا
ولے رخش نے جست کی وا اسے بھی
ہوا پارہ پارہ سر و پا بدن
ہوئے دشمن جان زر کے و جفا
ترے کام کے خاطر آیا یہان

کہ سب خانمان سب تباہ بیگمان
سبوے نکوئی تو ہو راہبر
قرابت وہ رکھتا تھا تا زال زر
کیا تحفہ اوسکو با فر و شان
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
لحاظ اوسنے لیکن کم کیا بسر
کہ ہے قتل کی اسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو کر یہان آگیا
سر چاہ خس پوش کر کر بسر
لگا کرنے اک روز گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہین تجھکو شرم
کہ میرا برادر نہین ہے شغاد
تجھے چاکر و نسے سمجھتے ہین کم
سپہدار کابل نے مجھکو کہا
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
سپہدار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
کیا شاہ کابل کا افزون وقار
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
کہا پھر کہ اے گرد باغ و چاہ
شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خس پوش تھی چاہ کندہ جدھر
ہوا خیمہ رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین کرکے جست جب
تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی رہ سے بھی
ہوا سخت دریاندہ وہ پیلتن
دغا سے یہان قتل مجھکو کیا
کہ ہووے فزون تیری توقیر و شان

مناجات کی زال زر نے وہین
ہوا جبکہ القصہ جسد جوان
ہوا جبکہ کابل مین وہ آل شغاد
حضور پیل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے کیا شاد اب
نہ سمجھے مین رستم سے ہون کینہ خواہ
کہا اوسنے یون اے آشفتہ نیکروز
تو یان ایک طیار کر صیدگاہ
نگون بخت نے جب طرح سے کہا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین نسل سے سام کی ہے تو
ہوا اسکے دلگیر و پر خشم شغاد
دیا اوسنے بوسہ سر چشم پہ
کرون تجھکو کابل کا پھر شہریار
ہوا آکے حاضر رکے وہ نیاز
ہوئی مجھسے مستی مین جا خطا
اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان لیچلو رستم گرد کو
کہ مشغول صید افگنی جا کے ہو
ہوئے حیلہ سازی سے لیکر رخ
غرض شاہ کے پاس جب وہ گیا
ہوا رستم پہلوان شرمگین
ہوا خستہ و ریش رخش و سوار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کئی ہین سات اسطرحسے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ ہے اشتباہ
لگا کہنے منہ کرکے سوے شغاد
مرے ساتھ کیون تو نے کی یہ دغا

کہ یا کردگار جہان آفرین
کیا زال نے سوے کابل وطن
تو اوس شاہ نے تب بجستہ جہاد
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی اوسے شرم ہے یہ غضب
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہون تجھسے مین اگر قدر
اور اوس راہ مین کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اوس طرحسے کیا
تری ذات مجھسے نہین خوبتر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر
نہین کچھ تری زینہار آبرو
حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا اوسنے اندیشے کو دور کر
یہ کہکر وہین رستم نامدار
پیادہ حضور پیل سرفراز
آکر کہ عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لاکے شادان کیا
غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو
یہ سنکر وہین رستم نامجو
سو راست دونون شقاوت نشان
تو پھر رخش نے وان توقف کیا
جڑا رخش پر تازیانہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا خاک خستہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا مین آپ نہاد
مجھے کیلئے ہاے ضائع کیا

وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
جو پوچھو تو مین یان رہا دیر تر
شغاد نگون بخت سے پھر کہا
تو بہر خدا دے خدنگ و کمان
پس نخل گرچہ چھپا بد نہاد
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
ولیکن سوار ایک باقی رہا
لگی رونے رستم کی مان زار زار

بہت تو نے خونریزی خلق کی
بیشک نوشدار و کو تو انپر سے
گیی بادشاہان فرخ نہاد
بس اب یا نسے کرتا ہون بھی سفر
ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ قضا
کہ امین ہو مین فرزند یا ان
ہوا سفتہ لیکن درخت شغاد
توقف کی اکدم نہ فرصت سوئی
سو وہ سیستان مین شتابی گیا
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

سپہدار کابل نے پھر یون کہا
سدا کون قائم ہے زیر فلک
دلیران و گردنکش و نامجو
فرامرز جنگی دلاور جوان
مُلے تاب جنبش نہین اب مجھے
دیا اسنے ہنسکر کمان خدنگ
گیا دو ہین رستم نے شکر خدا
زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان
کہا اُسنے یہ ماجرا سر بسر
ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد

کہ اب نوشدارو تجھے دون پلا
جہان مین رہو گین بھلا کب تلک
گئے اس جہان سے مرے روبرو
مرا کینہ لے تجھسے آکر یہان
درندون نے چھوڑا بھلا کب مجھے
وہین اُسنے مارا اُسے بیدریغ
کہ بد خواہ سے اپنا کینہ لیے
ہوئے چاہ مین کشتہ خرد و کلان
یہ سنکر ہوا نزال نوحہ گر
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا
فرامرز جنگی ہوا پھر روان
فرامرز کو جب ہوئی آگہی
بیان کیجیے کیا صورت کشتگاہ
زوارہ کے اور رستم گرد کے
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ
فرامرز نے اسکو از روئے کین

غرض زال نے آو سے پھر کہا
سو شہر کابل بفوج گران
کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
تھا نام کو گوشت جز استخوان
وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
کیا ہاتھ سے قتل اسکو وہین

کہ باشہر کابل تو لیکر سپاہ
ہوئے شاہ کابل ہر اک دن ہوا
گیا لاجرم جانب صید گاہ
دو در دام کھاتی تھے ہر پیچ و خم
کیے دفن زابل میں جاکر وہین
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا
سنا شاہ گشتاسپ نے تاہو پھر

سپہدار کابل ہو جو کینہ خواہ
سو کوہ و دو میں گریزان ہوا
جہان پہلوان سب سے ہو تیغ تباہ
بیابان میں گرفتار انکا تمام
پھر آیا وہ کابل میں از رہ سے بھی
مظفر سپہدار زابل ہوا
خبر شاہ ایران کی لاتا ہو پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ
کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر
جہان میں وہ شاہ ہمایون خصال
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام
لیا چاہیے کین اسفندیار
یہ پیغام بھیجا سوے زال زر
فرستادہ نے جاکے جب پیش زال
ہوا اب جو رونق فزا تاجور
یہ کہکر بہت مال اوسکو دیا
کہ خبر طاعت خسرو نامدار
ہوا جانب شہر بہمن روان
یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان
کیا پھر وہین زال زر کو اسیر
نہین زندہ اب رستم نامدار
کہ مین آج جون کمترین بندگان
ہوا بہمن اس بات سے خشمگین
سواران ایران و زابلستان

کہ یہ نامور بہمن نیک روز
اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
کہ تھا دانش و فہم مین بے نظیر
رہا حکمران یکصد و بیست سال
ہوے خرم و شادمان خاص و عام
سواران غرض لیکے یکصد ہزار
کہ آیا ہو مین بہر کین پدر
کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کرون پیشکش اسکے گنج و گہر
فرستادہ پھر ہو کے رخصت گیا
نہین کچھ ارادہ سے آگے زنہار
وہین پیشوا زال آیا دوان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
رکھا زال کو بند از روے کین
ہوے از سر کین ستیزہ کنان

کلاہ بھی کے سزاوار ہے
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر
ہوا پھر روان سوے ملک عدم
جہاندار بہمن شہ نامور
ارادہ کیا پھر ز روے غضب
ہوا عازم سیستان بادشاہ
بیابان مین اسکی تیغ
کہا زال نے پھر شہی یہ کہین
مرا قتل منظور ہے اب اگر
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
ہوئی آتش قہر شاہی فرو
گیا زال کے گھر شہ نامدار
گیا ہے فرامرز بہر شکار
کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
برائے خدا مجھپہ اب رحم کر
روا رکھ نہ بیداد انصاف کر
یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
رہا تین دن گرم بازار جنگ

ہوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
کہ زال و فرامرز سے جلد اب
جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
کرون پھر خون از سر کین دمان
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین
تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر
مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ پھر کشش بنایا ذرا زال کو
زر و گنج وان سے لیا بیشمار
ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار
اگر ہی تو رستم کی کچھ ہی خطا
مری عاجزی پہ ذرا کر نظر
کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر
سپہ لیکے آیا پے کارزار
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت
دلیران ایران تھے فیروز شاد
ولیکن فرامرز جنگ آزما
اوٹھایا نگاہ سوے جنگ گاہ
پیادہ ہوئے سب سے سوار دلیر
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
رہا ہوش اوسکو نہ کچھ زینہار
کیا حکم پھر یون ز روی غضب
نہین مردم سیستان کی خطا
بجا لائیے شکر پروردگار
بدستور پھر اوسکو باعز و شان
شبستان مین ایکدن رات کو
پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
یہ سمجھا وہ یہین بہمن نامدار
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
غرض اوس پریچہرہ کو حمل تھا
وصیت یہ کرکے سبھو سے عدم
ہما دخت بہمن بجاے پدر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا
سپہ کو دیا گنج و زر بیشمار
کہا یون کہ بیجا کہین اسکو در
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
مبادا کہ واقف ہوں یان مردمان
کہا مرتان سے یہ ہنگام شب
وہ صندوق دریا میں تھا تا سحر
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
ہوا لغوت دیر ذر تیر اپسر
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی
کہ واقف ہوا اس سے کسو کوئی گر

ہوئے تیرہ گردان ایل کہ بخت
کہ انکے پس پشت تھی تندباد
دلیرانہ میدان مین تھام رہا
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
دلیران ایران نے برسائے تیر
کیے قتل گردان ایران مین
ہوا پھر گرفتار انجام کار
کرو مردم شہر کو قتل اب
روا رکھو نہ زنہار اوپر جفا
کہ حاصل ہوئی فتح اسے شہریار
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوئی چشم تیرہ و بہری شمشیر خام
ہوے جنگ آور جو ایرانیان
ہوا شیر جنگی نہ وہ بدمزاج
وہ لے پہلوان کہ تھے بخت یار
ہوا خستہ توسن فرامرز کا
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
سر دار کھینچا گیا پھر وہین
وہ تسنوین کو دستور تھا شاہ کا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
یہ گفتار سنکر زر کے وہ
ابتہج و بظفر شہر و دین پناہ

ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک
گریزان ہوئی فوج زابلستان
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہوا آج
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
پیادہ ہوا وہ بنبرد آزما
یہان تک ہوا خوار ... روان
شہنشاہ بہمن ازو رہے کین
شہ نامور سے یہ کہنے لگا
کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے
رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان سے سوی تخت گاہ
گیا تھا شہ بہمن نامجو
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
دیا اوسکو اورنگ و تاج شہی
کہ بخوابیہ کرتے تھے دختر کو بھی
کلاہ شہی اوسکے ہو زیب سر
شہی شاہ بہمن کی ہفتاد سال

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
تصرف مین لایا تھا اسکو پدر
جہاندار بہمن نے پھر یون کہا
شتابان ہوا شاد انجم حشم

خسو کچھ نہ ہرگز گیا کچھ اثر
ہما اوسکی دخت خرد مند تھی
اگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
جہان مین با بصد عز و جاہ و جلال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا خلق مین عدل لیل و نہار
تو کرہ پرورش بانشاط و سرور
کیا پھر اوسنے اکدن طلب
محل میری شاہی مین ہو بیگمان
بہادو اجا کے دریا مین اسے
کہین ایک گازر کو آیا نظر
جو دیکھا تو گازر ہوا شاد شاد
عرض انکے یہ طفل زینک قمر
تو پھر زوجہ مسرور خوشتر ہوئی
مبادا کہ کچھ مجکو پہونچے ضرر

ہوا لیکن نہ ماہ پیدا پسر
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا
یہ سوچی ہما اپنے دلمین کہ گر
اوسے ایک صندوق مین بند کر
بجا جر وہان لائے حکم ہما
نکال اوسکو گازر وہین لیگیا
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
رکھا طفل کا اوسنے داراب نام
تو اس شہر سے جا کے دیگر گیا

سریر شہی پہ ہوئی جلوہ گر
فقیر و نکو نکیسر تو نگر کیا
حوالہ کیا دایہ کو نو دختر
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
رہے شہر مین یہ ہما یون پسر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
دیا جاکے صندوق کو پھر بہا
کہا اوس نے لا شکر ایزد بجا
کہا اوس نے لا شکر ایزد بجا
ہوئی ہو مائل بہجت و ابتہاج
کیا دل مین اندیشہ خاص و عام
زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ داراب خوش رو ہی خوش شکل تھا
ذرا گاذری کا نکرتا تھا کام
کہے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا
ولے نجھی اوسے یہ خبر کچھ نہین
اوسے فہم وادراک تھا اسقدر
بفرط خوشی آنکر ایک روز
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
زن گاذر اوسدم ہوئی بیقرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق اور مالکی
دُر و لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
کہین قیصر روم از روی کین
ہمانے کیا حکم اوسکو کہ ہان
ارادہ جنھین جاکر بکا ہو یہان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دلمین اپنے ہما
لکھا یون کہ اُسکو مقرر رکھو
شتابان پئے جنگ قیصر سوا
جو داراب کے پاس خیمہ نتھا
کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز یا لسی یہی
کہا آگے پھر یون کہ اے نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب اوٹھکر وہانسے گیا
کہ دریا گاذر کے ہاتھ اکیر وزر
نہ صندوق مین صرف کچھ مین ہی تھا
اوسے خلعت و اسپہ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا

دلیر و جوان مرد زور آزما
گریزندہ اُس کام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ ہوویگا یہ شاہ روی زمین
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک خو
کہا اسے مین لاؤن یراق و سمند
دیا ایک یاقوت انجام کار
ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام
وہان آگئے داراب فرخ نہاد
سنی جب ہوئی اوسکے دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیے
شتابان ہوا اسکو ایران مین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان
تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یہان شاہ ایران دیار
سنی رشنواد دلاور نے بھی
تلے طاق کے خفتہ ہے اک سوار
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق آنے کو زر
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اوسپہ مصروف لطف و عطا
جو پوچھا تو اُسنے مفصل کہا

نہ بون تھے تمام اُسسے خرد و کلان
نکچھ تا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
کہ پیدا نہین کرتا ہے ایک دام
پڑھایا جو مکتب مین داراب کو
جو کچھ علم تھا یاد اوستاد کو
خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق
ہوا اسکے دلگیر وہ ذو الکرام
اوسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ ٹھہرے تھا گھر مین فرانو جوان
یہ بولا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
مصمم کیا دل مین عزم سفر
حضور ہما سے خجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اوسنے پھر جابجا
ہوا اسکے داراب مسرور و شاد
کہ رکھتی تھی جاکر ہما دیکھکر
عیان اسکے رخ سے ہے فرکیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل اُس منزل بارانِ ہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہے سربسر
وہ بولا کہ لاؤ جو انکو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اوسمین سے پایا مجھے
کیا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکھی پھر وہ یاقوت پیش نظر

تھا اُسکے ہمسر کوئی نوجوان
وہ گاذر تھا دلگیر اِس بات سے
پھرے ہے یہ بازی کنان صبح و شام
کہ تا سیکھکر علم شایستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
ملے اب ہے مطلوب سا زویراق
نہ پھر اوسنے دور رنز کھایا طعام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان مین پھرتا تھا صید افگنان
کیا اوسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہو نہین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل ہو جمعیت کر و فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سوی رشنواد
پڑی جبکہ اوسپہ ہما کی نظر
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
گئے مردمان بس وہین دوڑ کر
جسے دیکھکر دلمین گذری خطر
اوسے آگے تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سنکر ہوا مہربان
اوسے جاکے لے آئے پھر مردمان
سپہدار نے اوسکو پہچان کر

کہا اپنے دل مین کہ ہے بیگمان　　پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
فزونتر کیا رتبہ داراب کا　　وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا

جو روز دگر قیصر کینہ خواہ　　سپہ لیکے آیا سو رزمگاہ
تو بولا یہ داراب سے رشنواد　　کہ لیکر سپہ اسے فجستہ نہاد

تو قیصر سے اب جاکے ہو گرم جنگ　　یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
ہوا رومیون سے نبرد آزما　　بہت فوج کو قتل اوسنے کیا

سر شام میدان سے وہ تاجور　　سو خیمہ آیا بالفتح و ظفر
دلیری یہ داراب کی رشنواد　　ہوا دیکھکر دل مین مسرور و شاد

بہت آفرین کی جوان مرد پر　　ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا　　سو رزمگہ مرد جنگ آزما

ہوا پھر بہم گرم بازار کین　　گلستان ہوا خون سے روئے زمین
جوانمرد داراب ہر چار سو　　طرح شیر نر کے ہوا رزمجو

گیا نیزہ لیکر جوان جس طرف　　بسان مژہ اوٹھ گئی صف کی صف
سر شام تک وان رہی کارزار　　گئے پھر سو خیمہ انجام کار

ہراسان ہوے سر بسر رومیان　　لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد　　مقابل نہین جنکی یان کوئی مرد

جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو　　پریشان کیا لشکر روم کو
وہ ہے بچہ فیل یا شیر نر　　کہا پھر یہ قیصر سے ای تاجور

سو ہر روم پھر چلیے ناچار اب　　کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
لگا کہنے قیصر کو بیدل نہو　　سحر جانہ یکبارگی تم کزد

بفضل خدا فتح پاوینگے ہم　　تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان　　تو پھر رومیان اور ایرانیان

ہوے آکے میدان مین گرم ستیز　　ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جہانگیر داراب مرد دلیر　　ستیزندہ میدان مین تھا شل شیر

ہزاران دلیران کیے غرق خون　　ہوا لشکر روم آخر زبون
تحفہا رومیونکا نہ زنہار گام　　یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام

کریان آنکے ہین پشیمان ہوا　　پریشان ہوا سخت حیران ہوا
جو کچھ چاہیے مجھسے اب لیجیے　　نہ پرخاش بہر خدا کیجیے

غرض صلح کرکے وہین پھر گیا　　سوے روم فرمانروا روم کا
مظفر ہو داراب فرخ نہاد　　جب آیا تو شادان ہوا شہزاد

ہما کو لکھا قصہ داراب کا　　وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان　　مرا نور دیدہ ہی یہ نوجوان

کیا پھر طلب اوسنے داراب کو　　حضور اوسکے آیا جو وہ نامجو
تو وہین ہمانے بصد ابتہاج　　حوالے کیا تخت زرین و تاج

جہانمین بصد جاہ و حشمت ہما
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر

رہی سی دو سال فرمانروا
جہاندار داراب فرخ سیر

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

بہت خلق پر لطف و احسان کیا　　سپاہ و رعیت کو شادان کیا
طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر　　عنایت کیا خلعت و اسپ و زر

کہا پھر یہ اوسنے بلطف و طرب　　تو کر پیشہ گاذری ترک اب
یکایک سپاہ گران پھر کہین　　شتابان ہوئی سوے ایران زمین

شعیب دلاور سپہدار تھا　　سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
سواران تازی تھے یکصد ہزار　　یہ سنکر جہاندار گردون وقار

ہوا او وہین لیکر سپاہ گران　　شتابان سو لشکر سیستان
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے　　نیازدم تیغ کین سر ہوے

رہی جنگ قائم سہ روز و سہ شب　　بروز چہارم شعیب عرب
ہوا گشتہ میدانمین قیمت و غا　　سب اسباب لشکر کا غارت کیا

ہوا لشکر تازیان سب خراب　　دلیران ایران ہوے فتحیاب
شہنشاہ داراب نے بعد ازان　　کیا جانب روم لشکر روان

سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس　　خروشان ہوے ہر دو سو بوق و کوس
بہم ہر دو لشکر ہوے کینہ خواہ　　ہوئی بحر خون یک تلم رزمگاہ

دلیران ایران ہوے سخت کوش　　سیکے رومیوں کے پراگندہ ہوش
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ　　گریزان ہوئی بے قبا و کلاہ

نہ تنہا ہوے کشتہ تیغ و تیر　　زن و بچہ بھی انکے آئے اسیر
ہوا فیلقوس ان کے قلعہ بند　　کہ میدان مین تھا اسکو بیم و گزند

پذیرا کین اوسنے دنیا خراج　　کہ قائم رہے ملک اورنگ و تاج
دیا شاہ داراب کو بے شمار　　زرہ تیغ و خود از رہ انکسار

کسینی کہا اسے شہ ذو الکرام
گیا اور وہین پیغام شاہ جہان
جہاندار گیتی ستان بعد ازان

شہ روم کی دخت ناہید نام
کہ دیدے مجھے دختر دلستان

پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
شہ روم نے با دل پر صفا

ہنر دار ہمسری شاہ ہے
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانۂ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
سکندر تھا مانند رستم دلیر
ہنر اوسکو ازبسکہ تھی خوب یاد
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام
بس اب آیئے یا نسبے بار دگر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
فراق اوس چاہی زن گلعذار
ہوا شاد دل شاہ داراب کا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا
رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر
لیا خسرو نامور نے خراج

تو آئی نہ بوی دہن خوشگوار
ہوا پھر نہ رنجور وہ خواب شاہ
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
ہوا خسرو زور آور آفاق گیر
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام

ہوے چارہ گر اوسکے دانشوران
شبستان مین اپنے نہ ہرگز گیا
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
سپاس خداوند لایا بجا
حکیمونکا وہ تربیت کردہ تھا
ارسطو دانا ے فرخ سیر
یہ قصہ یہان کا یہین چھوڑیے

ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
سوے فیلقوس اوسکو رخصت کیا
عیان حمل اوسکا نہ ہرگز کیا
سکندر رکھا نام اوس طفل کا
کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
لقوماخس نامور کا پسر
سمند قلم کی عنان موڑیے
سوے شاہ داراب فرخ سیر
غرض سوے قیصر نام جو
ہوا بطن سے اوسکے پیدا پسر
چلے جب وہ بارہ برس کا ہوا
نگہبان عالم شہ دین پناہ
بدستور داراب ہر شاہ سے
اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

رحلت داراب شاہ ازین جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

ہوئی وہ جہاندار سے باردار
ملکزادہ یکا نام دارا رکھا
روانہ ہوا سوے دار البقا
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج

غرض نو مہینے گئے جب گذر
دلیر و خردمند دارا ہوا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ
فزون جاہ تھا مہر اور ماہ سے
سوے شاہ اسکندر آتا ہون لیکن

نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
ارسطو سے دانشور بے نظیر
با فزونی لشکر و ملک و مال
جو اب تک نہین تو نے بھیجا خراج
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
خدا نے دیا مجھکو جاہ و حشم
سمجھے عزم یہ ہے کہ اے نامجو

سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
سکندر جہانبین تھا فرخندہ فال
سنا سب نے یہ جلد بھیجو خراج
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
سر چرخ پہونچاونگا مین علم
مسخر کرون ہفت اقلیم کو

فقط روم مین کچھ تھا حکمران
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
فرستادہ دارا کے ایران گیا
ندے ہاتھ سے راہ و رسم پدر
جو دیتا تھا ہر سال تجھکو خراج
مرے پاس ہے لشکر بیکران
یہ لازم ہے تجھکو تو بھیجے خراج

سکندر ہوا بادشاہ جہان
خردمند دانا و صاحب ذکا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
ہمارے اطاعت سے مت پھیر
ولے مجھسے مت ہو تو خواہان تاج
زر و زور و شمشیر گیتی ستان
رہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو خبر
چلا بیلکے اقتضاے ایرانکی ہمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
تو آیا ہی کیون کرکے سامان رزم
اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
لگا کہنے داراے فرخ نہاد
مگر ہے تو اسکندر نامور
عسکندر نہین بے خرد اسقدر
پیا اُسنے صہباے گلفام کو
وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
رکھا لاکے خوان جب ہوا وقت شام
وے وہین اسکندر نامدار
عقب اوسکے دارانے بھیجے سوار
سکندر نے چار ون وہ جام طلا
کیا ہنے معلوم یہ جا کے وان
کہ میرا جہان آفرین یار ہی

سپہ لیکے آیا بعید کر بر نبر
سے تلے شیر ببیسے نیستانکی تہمت
پہنکر لباس فرستادگان
کہ مجھکو نہین ملک سے تیرے کام
نہین ہو نہین کچھ تجھسے خواہان رزم
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ
ترا نام کیا اور کیا ہی نژاد
کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر
ملے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ ہی ملک مین اپنے آئین مدام
کہ اک جام تم لاکے اب وردو
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
دلیران پرخاش جو یک ہزار
ندیمونکو دکھلائے لو ریون کہا
کہ دارا کے ہی پاس فوج گران
شب وروز وہ میرا مددگار ہی

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر
گیا پیش دارا کے فرخ تبار
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون
فرا ملک ہی اپنے دی مجھکو راد
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
طلب شہ نے پھر جام و مینا کیا
یہ دارانے پوچھا کہ باعث ہی کیا
کہ پھر باز لیسا وسکو کرتے نہین
غرض اُسنے وان سے لیے جام چار
کسینے سکندر کو پہچان کر
شتابی سے اوٹھکر ہوا اسپ پر
شب تیرہ تھی راہ گم کرگئے
کہ حق مین ہی میرے مبارک یہ فال
ملے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
غرض جنگ وپیکار ہی کی قرار

سکندر ادھر سے سپاہ گران
ادھر جاہ بھی فوج کو جمع کر
کہا جا کے دارا سے اے شہریار
سہ و مہر سان گرد دامن پھرونگا
گرگندروں شتابی سے لیکر سپاہ
تو حیرت مین دارا سے ایران گیا
جہان مین رکھی کونسی ہے خبر کیان
بہت مجھسے ہین چاکر شہریار
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
تہی کرکے ساغر جو تونے رکھا
فرستادہ کو دیکے پھر ساتگین
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار
جھکایا طرف گوش دارا کے سر
طرف اپنے لشکر آیا دوان
ہوے ناکام ناچار یکسر سے گئے
یقین ہی کہ دارا سے لون ملک و مال
میسر مجھے فتح ہو بیدرنگ
نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
خروشان ہوئی نا ے ترکی وہان
ہوے سینے دقق خدنگ و کمان
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
گئے درمیان بھی تعاقب کنان
اگر بار کرکے فراہم سپاہ
ولیکن نہ اقبال یاور رہا

دو لشکر مقابل ہوے آنکر
گیا ہوق کا آسمان پر فغان
ہوے غرق خون مرد جنگ آوران
پریشان ہوئی اوسکی یکسر سپاہ
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ہوے زور مجو کینہ خواہان بہم
رہا سات دن گرم بازار کین
گریزان وہ دارا ے فرخ صفات
میسر ہوے یہ فتح و نصرت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آکے ہر بار دارا خراب

ادھر گرم پیکار دارا ہوا
سکے تیغ برندہ نے سر قلم
گئی موج خون تا بچرخ برین
گیا تا لب رود بار فرات
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی
ہوا آنکے گرم پیکار پھر
سکندر تو اتر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برائے جنگ باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا
سکندر جہاندار کشور کشا

ہوا مالک تخت و تاج کیان
کیا سکہ ایران مین اپنا روان

کیا شہ نے ایرانیونکو تمام
بصد گونہ لطف و کرم شاد کام

نگہ تا تھا دارا پہ لطف و عطا
سکندر نے ساتھ اونکے جو جو کیا

سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے

تمہارا ہون شہزادہ اے مردمان
کہ ہون پشت دارا سے بیگمان

نہین غیر ہین وارث تخت ہین
جوانمرد ہون اور جہان بخش ہون

رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
اطاعت مری جان و دلسے کرو

تمھین لطف و شفقت سے شادان رکھونگا
شب و روز مرہون احسان سبکو کرونگا

یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
ہوے آکے حاضر سران سپاہ

جو دارا سے ایرانی دیکھا وہان
لگے جانے پہر روز ایرانیان

یہ بولا کہ اے مردمان بیشتر
زبون تمسے تھے رومیان سر بسر

اور اب یہان ہو گا سے یکسر دلیر
نہین گردش چرخ سے کچھ گزیر

تہی مکر سے یہ نہین گفتگو
جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو

فریب اوسکے مت کھائیو زینہار
وگرنہ کریگا تمھین سخت خوار

زن و بچہ ہونگے گرفتار بند
بہت تمکو پہونچیگا اوس سے گزند

وہ مردم موافق جو دارا سے تھے
یہ دارا سے اوسوقت کہنے لگے

کہ ہم رومیون سے ہون پھر رزمخواہ
کرین جہد اے شاہ گیتی پناہ

جہاندار دارا پھر آیا ادھر
پے جنگ اسکندر نامور

سکندر بھی آیا بفوج گران
ہوے گرم پیکار جنگ آوران

ہوئی تیغرانی وہان اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

بشمشیر و خنجر سیہ روزگار تھا
قیامت کا وان گرم بازار تھا

سواران ایرانکے وقت وغا
دلیرانہ جہد فراوان کیا

ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت

نصیب اوسکے پھر بھی ہزیمت ہوئی
قرین فوج ایران کی شکست ہوئی

گریزندہ ہو کر بحال خراب
گیا سوے اصطخر دارا شتاب

سکندر جو دنبال اوسکے گیا
تو وان بھی نہ ہنجار دارا رہا

زن و بچہ و طفل ایرانیان
ہوے قید سرپنجہ رومیان

جو آتا تھا پیش شہ دادرس
زن و بچہ ملتے تھے پھر اوسکو سب

سکندر نے بڑھکر یہ پاسخ دیا
کہ گر تو مرے پاس آوے تنہا

تو دون ملک ایران سراسر تجھے
مبارک ترا تخت و افسر تجھے

یہان سے مین جاؤن قرین ظفر
کرون ملک گیری کبھوکی وگر

بزرگان و گردان ایران دیار
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار

سکندر سے جاکر ملاقات کر
کہ پھر ملک قائم رہے سر بسر

وہ بولا نہین لائق سروری
کرون جو سکندر کی فرمانبری

غم جان نہین مجھکو زنہار ہے
ولے طاعت رومیان عار ہے

لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان
کہ ہین ستمدیدہ آسمان

کوئی یار میرا جہان مین نہین
تو بہر خدا ہو ممد و معین

یہ دارا کو اوسنے لکھا پھر جواب
کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب

جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

کیے بند ہر چار سو رہگذر
سواران جنگ آزما بھیجکر

سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
ستم پرور و بدنہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار
اور اوس دم سر کیا تھا جا بجا بار

لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دنکو ہوگا گرفتار بند
کہ اب پھر گیا اوس سے چرخ بلند

یہی مصلحت ہے کہ بس بیدریغ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ

کہ ہو شاد اسکندر نامدار
فزون تر ہمارا ہو عز و وقار

رکھا الغرض ظالمون نے روا
خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہین راہ مین راتکو ایکبار
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار

تھا پاس دارا کے کوئی سوار
فقط تھے وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر

روان تیر خنجر کیا بیدریغ
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ

لگے زخم کاری تو پھر تاجور
گرا پشت زین سے وہین خاک پر

خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
کہ دارا کو ہونے گیا قتل یان

گیا پھر شہنشاہ عالیجناب
سو مقتل شاہ دارا شتاب

ہنوز اوسکے قالب مین باقی تھی جان
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نے گھوڑے سے وہین اوتر
سکندر کو دیکھا جو بالین پر
کہ دیکھوں تجھے اسطرح سرنگون
کرون چارہ سازی تیرے زخم کی
سنا مینے مان سے کہ یعنی بہم
کشندہ ونکو تیرے کرون مین ہلاک
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
تا آرام جاتا ہون سوے عدم
سکندر یہ بولا زروے صفا
مری دختر اک روشنک نام ہے

رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
تن خستہ سرتا بپا غرق خون
جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
ملاوین ہر اک کو تہ خون و خاک
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا
تو کر بادشاہی بصد فر و شان
تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم
کرلاؤن ترا حکم یکسر بجا
پری چہرہ مہوش گل اندام ہے

سیکے چشم سے اپنی آنسو روان
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار
یہانسے مین لیجاؤن اپنے گھر
تبھا تجھکو ایران کے پھر تخت پر
مجھے اسلیے درد و غم ہے بڑا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
گذر اب گیا چارہ سازی کا ہم
شہا تیری گفتار شیرین ہی اب
وصیت کرون مین تجھے کچھ اگر
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
اوسے عقد مین آپ لانا ضرور

ہوا درد سے آسکے نالہ کنان
تمنی یہ تمنا مجھے زینہار
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر
شتابان یہان ہون سے سوءگر
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار
مرا کام سینے ہوا بس تمام
غم و درد دلسے ہوا دہ راب
بد پرندہ ہوگا تو اسے تاجور
مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ
اگر بطن سے اسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اوسکا رکھیو تو نام
کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رکھا اپنے دہن پر سکندر کا ہات
ہوئی چشم دارا کی جسوقت بند
پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
بزرگان ایران ثنا خوان ہوکے
سو مادر روشنک بعد ازان
روان آئے اوس ماہوش کے کیا
جہاندار بہ طبق آئین و دین

عروسی رسوم کو کیجیو شاد کام
رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
لگا کہنے دارا سے فرخ صفات
لگا رونے اسکندر ارجمند
گیا لا کے مدفون سو دفن گاہ
دل و جان سے محکوم سلطان ہوکے
گیا نامہ بردیکے نامہ روان
حضور جہاندار کشور کشا
ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
کر رخصت ہوئی جسسی جان حزین
کیا چاک جامہ سو افسوس کر
سر دار کھینچا پھر از سر کین
سکندر نے مرہون احسان کیا
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو
پرستار ساتھ اوسکے تمکین گذار
رہا شہر ایران مین کید شاہ

یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار
سکندر نے تکیہ پذیرا کیا
نگہبان تیرا ہو جان آفرین
اوسے مہد زرین مین پھر ڈالکر
کشندونکو دارا کے شہ نے وہین
بلطف و کرم سبکو شادان کیا
کہ جون شمع روشن کری بزم کو
زر و گوہر و لعل سے بیشمار
سو منہ پھیر انسے [illegible]

رفتن اسکندر طرف ہندوستان وحاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
کہا مردمان نے کہ درویش ایک
حضور اوسکے پھر کید ہندی شتاب
کہ ایوان بلند اور روزن ہے کلان
دوم شب یہ دیکھا کہ ہی جلوہ گر
اوسے کھینچتے ہین ہم مرد چار
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
شب پنجم اک شہر آیا نظر
ششم روز سیہ یا جو ہنگام شب
سو آزردہ جسسے ہین لیل و نہار
شب ہفتم اسے پیر مرد کہن
سہ خم ہشتمین شب کو آئے نظر
نہ کم آب ہوتا ہی اونکا ذرا
وہ کھاتی ہی سیر پر بھی لاغر ہی تن
بیان کیجیے مجھسے تعبیر خواب
تو زنہار مت ہو جیو گرم جنگ
خردمند دانا و عاقل لبیب
بڑی گرمی آتش و آفتاب

اوسے خواب یہ ہولناک آیا نظر
خردمند و صاحبدل و ہوشیار
گیا اور کہا اپنا کیفیت خواب
اور اک خرد سوراخ بھی ہے
کوئی نوجوان تیر اور تنگ پر
ہوے پارہ ہوتا نہین زینہار
کہ حیران ہوا اوسکو وہ دیکھکر
کہ ہین کور روان مردمان سربسر
نظر ایک آیا مجھے شہر شب
شب و روز یہ غم مین رنجور و زار
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
دو پیرا سے آب ہین اک تہی سر بسر
نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
وہ اک فربہ گوسالہ کا ہی بدن
اور اسپے مرے دو رہ ہو الم آب
غرض آشتی کیجیو بدر جنگ
قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
ہی جسسے سر ہرگز نہ ہو گرم آب

حکیموں سے پوچھی جو تعبیر خواب
بیابان مین شاہ مہران ہے نام
آمادیون کا سے پھر فرخ سیر
اور اک پیل مست آگے اوسکے حصن
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
شب چہارم اک شخص ہی تشنہ لب
عقب اوس کے گریزندہ ہے پھر شتاب
بسان بھیرت ہین پھر و نگار
کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان
اونھین دیکھا کر سلمندان اوداس
وہ دیکھا ہی دو دو نسرا آب گیاہ
تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر
کہ اک گاو مادہ ہی گوسالہ اوا
نہم شبکو اک چشمہ آیا نظر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
وہ دخت پریچہرہ اور اک وزیر
کہ گر اوسکو کرے لبالب ہو
غرض یہ ترے پاس ہین چار چیز

کسی نے کچھ راست دیا جواب
کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام
شب اول آیا جو تجھکو نظر
گیا پھر نکل ہوکے سوراخ سے
اگر پاس ہو اسے خجستہ سیر
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
روانہ ہوئی وان ماہی سے آب
نہین غم ہی کور ہے کچھ زینہار
اور اپنے جو چلے ہین تو پیغمبر
خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس
ولیکن نہین اوسکے سرگین کی راہ
نہین ہوتے اوسکے کنارے بھی تر
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
کہ لب اوسکے ہین خشک و اطراف تر
ترے ملک مین آئیگا ایکبار
کہ اختر شناسی مین ہی بے نظیر
تو زنہار آب قدح کم نہو
کہ ہین طرفہ اسے شاہ والا تمیز

تو دنیا سکندر کو یہ ہر چہار
دیا ہر دو درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اسکندر تاجدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
جہو دو ایک آئینگا یان بعد ازان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر سے تجھے
گریزندہ خلق اوس سے یان ہوئیگی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
ششم شب جو رنجور آئے نظر
زمانہ اونہین سخت حیران کرے
کہ آوے زمانہ اب اس طور کا
نہ ہین ہت ہر اک چیز کو لیجیے
زمانہ کوئی آوسے اسطرح کا
تہیدست کو تو بھی سیری نہو
حریص آتے دنیا مین ہو ہین عیان
جو اوس چشمہ سے آب چشمہ کو ہین
بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر
کبھی فیض اوسکا نہوگا عیان
نہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کیا مینے ہندوستان مین گذر
ارادہ نہین اور جز چاکری
کہ ہر ایک شیا مین ہے بے مثال
غرض چار چیزین کہ جنمین نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
گیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید حضرت ہوا

تجھے ملک بخشے گا وہ تاجدار
کہ ہے پہلی ذکی یہ تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کرے گا گزار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کہ دون اوسکی تعبیر مین آشکار
اکر یگا وہ آئین موسی رواں
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گریزندہ ماہی سے اور آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
نہ زنہار تجھین فرامروان
کہ پوچھے تجھے اچھے بھلونکی خبر
تمسخر نہ ہر در سے نادان کرے
کہ لطف و مدارا نہ ہووے ذرا
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
وہ حصہ تو انگر ہو ملنے شہا
تمرونتر ہو خواہش تہیدست کو
کہ مسکین سے خواہش رکھین زرمان
تو آئے نہ پیمانہ دست مین
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
ہوئیگا نیکی کا اوسمین نشان
کہ ہوگی نئی فوج افسر نیا
کہ ہے وہ شہنشاہ عالم پناہ
ملاقات بہتر ہوا سے تاجور
کرون مین دل و جان قربان ہی
نہین دوسری اسکے خوشخصال
قدح اور دختر طبیب و وزیر
کیا ساتھ لینے اوسے کتخدا
شتر بار و رلیکے با صد سرور
قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر
کرو دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اس ملک مین اوسکے آئین رہینگے
پھر اس ملک مین ان ہی ہین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آئے جو کوران نظر
کرے سے کو جو تشم کسان جو زنگار
زمانہ اک آوسے کہ دانشوران
جو دیکھا شب ہفتم آسیب در بہر
دو چندان ہو ہر ایک کو حرص و آز
جو دیکھا شب ہشتم آسے مرد نیک
تہیدست اک حصہ ہو وے جہان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب
زمانہ جو بعد اسکے ہوگا عیان
رعایا بنا ہیگی اوس سے بنیاد
زمانہ گر یگا یونہین انقلاب
مآل اوسکا ہوگا یہ اے نوجوان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہان
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کرون پیشکش تیری اچھی چیز
ترے پاس آؤن رہ رو نیاز
سو شاہ بھیجین خوشی ہو شتاب
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سو فور ہندی ہوا پھر رواں

کہ تعبیر ہر خواب کیجیے عیان
او رادسمین وہ سوراخ ہے تیر اگہر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر
سمجھ تو خدا اوسکو اے نامور
رواج اوسکا دین پہلے یان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا
کریگا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر
نہ فہمید ہو کچھ اونھین زینہار
سراسر ہون محتاج بیدانشان
یہ تعبیر اوسکی ہی اسے نامور
یہ چاہے کہ سب ست کرکے دراز
کہ پر ہین وہ خم اور خالی ہی ایک
زر و سیم برسائے گر آسمان
کہ کھاتی ہے وہ شیر گو سالہ کا
کہ اک چشمہ ہو خشک گرد اوسکی آب
اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران
جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تباہ
رہیگا اسیطرح عالم خراب
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
کہ ہو آنکے مورد آفرین
کہ اسے بادشاہ ثریا جناب
تو رکھنا اونھین جان و دل سے عزیز
ترے لطف سے تا کہ ہون سرفراز
ہوا شادمان شاہ عالیجناب
ہوا وصل سے اوسکے دلشاد کام
سکندر نے بخشا اوسے سربسر
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر بقنوج ولشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر وکشتہ شدن او وفتحیاب شدن سکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان مین ہون نڈر مخواہ
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چہل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ بولے ہین
ارسطو کو کرکے طلب زود تر
حکم اوسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اوسمین قائم کیا
تو اب خوب سی اوسمین آتش لگا
بنائی سپہر یہ بین ایک بار
بنائے پھر اوس طرح کے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون پر اسپ و سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اوسکے فراز نہار
اودھر سے جو انکو نے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
اودھر تو ہی جنگ آور و پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب ہے ہمراہ شہ سرفراز

کہ تو آگے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
کرون لشکر رومیان کو تباہ
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو خسرو نامور
سراسر اوسے نفط سے پر کیا
سب یکبستہ گردون پہ پھر باد پا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اوڑا او وہین گردون پر اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا بس وہین فور حیران کار
کہ یہ تو بجا نہ ہے آہ نامدار
نہ واقف تھے از لسکہ ہندی سوار
عقب سے جو گردون پہ آتش لگی
گریزان ہوئے کھا کے یکسر شکست
سر و سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ
سپہ لیکے آیا پے کارزار
ادھر بھی ہون مرد دلیر جوان
تو ہوے ہلاک ایک عالم وہین
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

لکھا اوسنے پاسخ گرامی تاجور
نرکھتا تھا مردی و مردانگی
نہو مجھسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ
دلیرانہ معہ رو سواران روم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
لیے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
شہ روم نے اونسے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جنگ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی اوسمین جسدم وہان
ہوا تیز دوڑے سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبردار ہوا فور نے پوچھا کہان
حکیمون نے اوسکو چھپا کیا
ہوے سو گردون وہ حملہ کنان
جو پھر سپہر لشکر روشن ہوئی
ذرا ہو وے ایک پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اوسکو یہ بھیجا پیام
ہزاران سواران پیکار جو
بس اب سوچیے اپنے دلمین ذرا
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کید ہندی نے کی
کہ رکھتا ہو نہین عزم جنگ آوری
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے چاکر رکھی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جو پاے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
ہوا کسطرح جنگ دیکھے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان کہ یہان
خروش عظیم اک اوٹھا آسمان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہو کرو میرے آگے بیان
جو اسباب ہے رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان
زمین یک قلم گلشن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا رزمجو
دلیرانہ گئے پھر سو خیمہ سب
کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام
ہوے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا
رہے ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب   کہ بہتر ہوا اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ   کہ تنہا ہوں میں تجھسے جنگ آزما
اودھر سے سکندر غرض مثل شیر   ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
وہیں کھینچکر فور ہندی نے تیغ   رواں کی سو بادشہ بیدریغ
نہ لیکن ہوئی کارگر زینہار   نگہدار تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز   رہا فور پر زخم شمشیر تیز
دوپارہ ہوا کتف سے تا کمر   گرا فور ہندی نگوں خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند   کہ تھا یار اقبال و بخت بلند
جو تھے نامداران ہندوستان   طلب شہ نے انکو کیا بعد ازاں
دلاسا بہت دیکے انسے کہا   کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
کروں فور ہندی سے بھی بیشتر   مراعات و الطاف ہر ایک پر
ہوا اے تحسین کرکے ہندوستان   لبسوئے دگر ہوئیں یانسے رواں
یہ سنکر ہوئے سب سر نامدار   ثنا خوان شاہنشہ کامگار
تمنہا سے شیریں ہے سرو نو   وہیں لیگئے قلعہ میں شاہ کو
در گنج و لعل و گہر وا کیے   نشان خسرو دادگر کو دیا
ز روئے کرم شاہ نے سربسر   عنایت کیں انکو وہ گنج و زر
سندرک ایک سردار کا نام تھا   کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اوسے تخت زرکار پر   کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ   رہا شہر قنوج میں تین ماہ
گزینے کیا شاہ سے یوں بیان   بنایا خلیل اللہ نے اک مکان
کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام   پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو   روانہ ہوا خسرو نامجو
سماعیل مرد خجستہ سیر   کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اوسکا جو نصر قتیب   شریف اوس مکان کا تھا وہ خوش نصیب
سکندر جو پہونچا تو باصد سرور   وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی   بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا   پیادہ جہاندار کشور کشا
سماعیلیان پھر ہوئے دادخواہ   کہ نسل جراغہ ہے اے بادشاہ
لیا چھین ہمسے حجاز و یمن   تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر   جراغہ کی اولاد کو قتل کر
سماعیلیان کو حجاز و یمن   دیا اور وہیں بادشاہ زمن
سو کشور مصر وانسے گیا   ملا آن کے بادشہ مصر کا
سکندر رہا مصر میں ایکسال   ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازاں   سو ملک اندلس آیا وہاں
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام   پریچہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی   رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی
فراواں تھا اوسکا حشم اور جاہ   گیا ایلچی بنکے واں بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو   تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار   تو ہی شاہ اسکندر نامدار
مرے جنگ سے پائے ہائی نہیں   شہنشاہ پاسخ یہ بولا نہیں
کہ میں بندۂ شاہ آزادہ ہوں   سکندر نہیں ہوں فرستادہ ہوں
شبیہ جہاندار کر کے طلب   سکندر کے دی ہاتھ میں اوسنے تب
سکندر ہوا دیکھکر سہمگیں   ہوا رنگ چہرے کا پراں وہیں
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن   یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن
کہیں اور اسطرح مت جائیو   بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پنہاں نہ ہرگز رہا آفتاب   رخ بادشاہان عالیجناب
مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یاں   نہ ہرگز کروں راز تیرا عیاں
نہ آسیب پہونچا دنہیں کچھ تجھے   تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے
اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور   تو سوگند گر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی   نچھوڑے تو رسم و رہ نیکوئی
لگا کہنے پھر شاہ کیواں علم   کہ دین اور ایمان کی مجھکو قسم
ترا میں بداندیش ہرگز نہیں   تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنیں
ندوں ہاتھ سے رسم و راہ وفا   کروں تجھکو مرہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور   مرے گھر تو کر آج شبکو سحر

سکندر ہوا اوس سے رخصت طلب
وہاں سے غرض بادشاہ زمان
رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اوس وہ درویش نے دیے
سکندر نے تیسر پذیرا کیے
پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر بہ آب
سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از انجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
گیا جسطرف شاہ کشور کشا
ملاقات مجھسے کرو آن کر
بہت قطع کی راہ پست و بلند
پھر اسفت اقلیم مین بادشاہ
کن رہ تھا عالم کا یعنی جہان
کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب
سپاہ عدو سوز سے دو ہزار
خضر سوے ظلمات تھا رہنما
عیان گر کرون دوسرے لعل کو
رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس
دو روز و دو شب تھی بہم رہ سپر
سنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا
اندھیرے مین سرگشتہ تھا شہریار
کہین راہ مین اک سیہ کوہ تھا
ادر او نکو اوٹھا وے بھی کوئی اگر
پھر آئے ہ دن شاہ لیکن کہین
نہین چاہیے مجھکو آب بقا
سو سنگریزہ پڑی جب نظر
سے ہے تھے جو محروم تو ویلون
ہوے ساکن شہر حیران تمام
یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ
کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یان
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت

بہت دیکھے معمورہ کوہ و دشت
یہی وان کے فرمانروا کو لکھا
کہ مطلق کسیکو نہ پہونچے ضرر
کسی جا ہوئی شہ کو ہمسر گزند
کہ تھا یاور اقبال و فضل آل
کیا ہمرہان نے یہ آکر بیان
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
لیے ساتھ اپنے دلاور سوار
خضر سے شہ نامور نے کہا
تو پھر بار و گرہ دم کریں زندہ ہو
ہوا آگرہ دم دیا رہے لیے ہراس
سوم روز آیا دو را ہا نظر
خضر پھر سو چشمہ تنہا گیا
یکایک ہوئی روشنی آشکار
سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر
ملا چشمۂ آب حیوان نہین
رہائی ہو ظلمت سے اب یا خدا
تو یاقوت و گوہر تھے وہ سر بسر
اسے کتا ہمنے اوٹھائی نہ کیون
لگے کہنے یون مردم خاص و عام
یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
جہانگیر تو رہ جبتلک ہے جہان
عجائب ہین اس شہر مین در و دشت

پھر اک خانہ کشور مین اشہر مین
کہ ہرگز نہین مجھکو آہنگ رزم
بہت شاد خاطر ہو پیش شاہ
تبہ شہ کا لشکر ہوا پیشتر
جو ملے کہ جسکا سبب و خشک و تر
پس کوہ ظلمات ہے سر بسر
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
سرانجام جل روز کا تو شہ لیا
مرے پاس دو لعل ہین اے خضر
دیا خضر کو لعل انجام کار
خضر رہنمائی کنان پیشتر
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان
وہان جا کے آب بقا نوش کر
پھر اتنے مین ظلمت نمایان ہوئی
کر افتادہ ہین سنگریزے جو یان
کسینے لیے سنگریزے اوٹھا
ہوا سخت حیران و عاجز کمال
نوین دن ہوئی روشنائی عیان
لگے کہنے سو کر پشیمان بہم
سبب اوس روشنی مین گئے بیشتر
کہ اتنے نہ یا رب ہوا زینہار
غرض شہر مین خدمت کی لا کر بجا
لگا کہنے یون شاہ کشور کشا
کہین عالم غیب کی سب خبر

کہ سیر جہان کیجیے سر بسر
گیا سکندر اپنا روان دہر مین
سر اک سے ہی صلح و مدارا کا عزم
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
عجائب غرائب بھی آئے نظر
تو پہونچا وہان خسرو نامور
وہان چشمہ ہے اسے شہ نامور
کیا پھر وہین قصد آب حیات
روانہ ہوا خسرو نامور
کہ ہے ایک سے روشنی جلوہ گر
[illegible] حیتی ہوا آشکار
عقیدے سے تھا شاہ فرخندہ کیش
[illegible] خضر نے گرچہ وان
پھر آیا سو لشکر شہ خضر
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی
[illegible] دین پھر دہان
[illegible] دل مین کیا فائدا
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
ہوے شاد و خرم دلیر دمان
کہ انسے ہین جنے اوٹھائے یہ کم
تب اک شہر آباد آیا نظر
کبھی فوج بیگانہ کا یان گزار
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
عجائب ہے اس شہر مین خیر کیا
اور احوال آئندہ کا سر بسر

سمجھتا نہین کوئی اونکی زبان
وہ دونون ہیر ہین برگزیدہ شجر
یہ سنکر طلب کرکے دانائے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
وہ لے چار دہ سال تاج و تخت
لگا کہنے و لیکن کہ زیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو دانا نے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
خردمند نے مدعا شاہ کا
نہ خویشونکو دیکھے نہ مادر کو تو
بتائی جو تھی ادن درختون نے راہ
حضور سکندر ہوئے دادخواہ
وہ ہر سال لاتے ہین لشکر ادھر
سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
زبان تیز دندان مثل گراز
جو سووین تو اک گوش بستر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات
یہ سنکر ہوا وان اقامت گزین
بنا ایک دیوار کیجے بلند
بنے ہر دو سو سد اک استوار
وہ سد سکندر بنا جب ہو گئی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اوس شخص کی سند مین
نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان
بیابان مین تھا ایک کوہ بلند

وسلے جو خردمند و عالم ہین یان
اوسے مین ہے اک مادہ اور ایک نر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ کہتے ہین سب تاجدار
سے ہے اس جہا نمین یہ فیروز بخت
ہوئے منقضی دس برس آج تک
یہ عالم سے کہنے لگا بعد از آن
فلان راہ سے جاکے پہونچے شتاب
شب و روز کردلنے یاد خدا
یہ دل مین تمنا ہے اب یکبار
درختون نے یکدست ظاہر کیا
برآوے نہ زنہار یہ آرزو
روانہ ہوا اوس طرف کو وہ شاہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت اونسے پہونچے ہے ہمکو ضرر
بیان مرد ماجوج یہ شہ سے کیا
قد اونکا ہے چون پیل مینی دراز
وہ گوش اگر سر پہ چادر کرین
تو شاہ جہان ہے بفضل آلہ
ہماری رہائی ہے بس تیری بات
سکندر جہاندار آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند
فراہم تھے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
کہ تھا فور کا جانشین ہند مین
وہان سے ہوا سوے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھے مین زنخون کی آواز کو
سخنور سحر سے ہو نزتا بہ شام
درختون سے جاکر سنی یہ صدا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
کرے پھر سفر سوے ملک بقا
کہ مجھکو میسر ہے تخت شہی
کہ پوچھا ان درختون سے آخر یہ بین
وہ لے نیل سیر جہان اب تک
سنا تھا جو عالم نے وہ سربسر
کہ اقلیم مین روم کی جائیے
یہ آواز آئی کہ اے شہریار
کیا سچ تو کشور مین یا گئے وفات
جو اک شہر مین تجا پہونچا دو دن
وہ دیوان ہین یاجوج ماجوج نام
بزو گاؤ و مردم ہین انکی خوراک
کہ چون چہرہ ماہ تابان ہے رو
و چشم اونکی ہین یک قلم ارغوان
کرے کوئی کسطرح اونکا شمار
تو بیچارگان کا ہوا چارہ گر
وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
حکیمون سے تدبیر پوچھی وہین
یہان ہے جو آہنگران سخت کوش
دیا پھونک پھر کوہ کو سربسر
پھر اوس شہر مین شاہ رہے دن ذرین
کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
پھر آیا سوے سند شاہ جہان
بہت پیشکش مال اوسنے کیے
ہوا دشت بابل سے پھر خیمہ زن
کوئی مرد اک پیر آیا نظر

کرین آشکار او ہین راز کو
جو مادہ سے کرتا ہے شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
پھر اگر و عالم اچھہ کر و نفر
ہوا یہ الم سنکے فرمان روا
کرون چار سال اور فرمانبری
کہ پہونچونگا لشکر مین ابا نہین
بس اک گوشہ مین زندگی کر بسر
کیا عرض پیش شہ نامور
غرض جاکے وان مانکو دیکھیے آئیے
شہ و سے گذر روم مین زینہار
ہوا سنکے غمگین شہ نیکذات
تو باخندہ شہر آئے وہان
کہ سخت اونسے عاجز ہین مردم تمام
غرض اک جہانکو کرین ہین ہلاک
دراز اونکے کیسر بدنکے ہین یہ
سزاوار ہے بخشی جام خون
کہ خلقت ہے ہر مادہ بچے ہزار
برائے خدا کوئی تدبیر کر
چلین ہمرہ سرور نامور
وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمین
کرین صرف دیوار مین ہفت جوش
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان ہو کے پہونچا سوے ملک چین
روانہ ہوا وان سے رو تا بہ در
گیا پیشوا سند کا حکمران
ہوئے مین پھر سکندر گیا
وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمین
سفید اونکے تھے تن پہ مو سربسر

ملکزادہ ہاے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جب
کہین اونکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہے کہ [illegible]
[illegible] ن تاج و تخت
ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے رہنے وان بادشاہان ہو شاد
ملوک طوائف بھی ہی اونکا نام
نہین ہے رقم تواریخ مین کچھ بیان
نہ ہے اس جہان مین فیروز بخت
لیا چھین اونسے تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج بھی
رہے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاک ذات
لیس لیتا ہی شہ نامے مین یہ لکھا
نہ ہرگز رہا تخت نے ملک و مال
کرون آگے احوال اونکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزان سو ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کا ایک شہ نامدار
خوشی سے ہی پیل وہان پر سوار
لگا بوچھنے بابک ہوشیار
دلا روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے بزرگون کا آئین ہی
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین ہے جوان کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پانچ دیا
نکوئی کرو نین ترے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے با صد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک نے اوسکو لکھا
خداوند غفار ہے درمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادہ تھا ساسان نام
بہت دل مین آئے ہراسان ہوا
شبان نے اوسے وہین جاکر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہی شہ سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہی کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہی افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہی
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین ہی پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
لیو نکو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اوس سے پیدا پریوش پسر
ہوا اسکو مالک عدم وہ روان
پہر سکے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہی نسل سے وہ دلیر
کہ ہی اشتیاق اوسکے دیدار کا
کہین اوس جوانکو شتاق ہان
وہ سمجھو کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا اسکو کابل روان
چرانے لگا بکریان بہر سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہی خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اوسے مرد دانا نے یہ پانچ دیا
وہی شخص کہتا ہی سب نے کہا ان
یہ سنکر زر و نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان نے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ چارا کا ہو نہین کچھ
اوسے اپنی دخت پریچہرہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک رے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل ہے
یہان بھیجدے تو جو ہے نامور
جو بابک نے یہ نامہ اوسکا پڑھا
تو رکھنا اوسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون ہے تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہی نام اس جوانمرد کا
کرو آکے آتش پرستی یہان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب
تری ذات کیا ہی ترا کیا ہی نام
نہ اندیشہ کو راہ دے ایجوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا تحفہ اوسکو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اوسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اسکے مشتاق سلطان رے
کرون تربیت اوسکی شام و سحر
سو رے جوان کو روانہ کیا
کسیطرح اوسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب ہان ارد شیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے چہار
یہ بولا کہ بیٹے بہ بار اشکار
قوی حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
کوئی وقت شب پیش مرد جوان
بہت اختراز اوس جوان نے کیا
ہوا اوس سے بخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
ہوا دیکھ کر شاد وہ نامدار
سحر از وان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایان ہو غیب سے مرد وو
پہ سنکر ہو جلد وان اردوان
گرد ہوے تھے یان دو سوار آنکر
نزد وا کئے ناچار اوس چشمے پر
ہوا اردوان سخت اندو گہین
شہنشاہ عالم ہو با کر وفر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار اسطرح کو ناگہان
جوانمرد کا نام ہوا ارد شیر
تو لاشہ خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اوسکو نیرو بخت
سرا مین اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنے گھر لیگیا
دو دیدے دل و جان سے حاضر ہین ہم

تو شادان ہوا دیکھ کر ارد شیر
وہ جاتا تھا ساتھ اوسکے بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اوس جوان پر نہایت خفا
ٹھیلے مین بھیجنے لگا اردشیر
تھا لے تھا اوسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
تھے بازآئی نہ وہ دلربا
برآئی مراد دل بیقرار
مجھے یان سے لیکر گریزندہ ہو
در اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل مین اندوہ گہین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے توقف نہ یان تم کرو
گئے سو اسطرح پارس وہان
روان اس مکان سے ہوئے بیشتر
باندہ وہ غم رات کی ون ابسر
یہ اختر شناسون سے پوچھا وہین
بچے ہاتھ سے اوسکے پہونچی خبر
کیا سوے اسطرح اوسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت کہ ہان
سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہو رے سے یہان
نصیب اوسکے ایرانکا ہی تاج و تخت
تبایا تھا ہر اک کو نام و نشان
تبایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کرین اسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک بار اجو آنجہ وہان
غرض بخشش با ہم ہوئی بیشتر
کیا میر آخور اسپان اوسے
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اوسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ رشک حور و پری
سخنہاے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اسطرح سے چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
کئی پہلوانان جنگی جوان
پہ جا ہین تھے یان ابھی ورد آئے
سو شہر اسطرح اب جاؤ تم
سر شہر جب اردوان نے سوار
ہوئے تھے جو در ماندہ وہ پہلوان
گئے صبحدم پھر سوار اردوان
کہ ہین کسطرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نپاوے قوی اردشیر
ہوا وار داک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران مین فرمانروا
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہونچاؤ ہمکو شتاب
کرین اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جا کے حاکم سے جب
بزرگان اسطرح کرکہا
غرض اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو ابن وہین پورشہ اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران اوسے
بہت نازنین دلبر و نوجوان
ہوئی دام الفت مین آنکو اسیر
ہوئی اوس سے خواہان ہم بستر
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اوسکے آئی بعیش و طرب
خزانے سے لائی وہ زر بے شمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوئے
سے کئے اونکے دنبال وہین اردوان
فرار ہو پھرین نہ ٹھہر جا سے
وہان آنکو جلد پہونچاؤ تم
گئے تب یہ اونکو ہوا آشنا
نہ طاقت تھی اونکو کہ پہونچ سکا
کیا جا کے احوال پھر بیان
وہ بولے کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا اسکے غم سے بہت ناجو
شتاب اوسکو لے آئے کرکہ اسیر
دلیر و جوانمرد دارا نژاد
نصیب اوسکے ہی تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر مین اوس نے تب
کہ اوترا کہان ہو وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یک قلم
ہوے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اوسکے با صد طرب
کہا یون کہ طاعت کرو اسکی سب
لگا جا کر بن ہم ہو ہی فرمان روا